

شماره نمبر ۱: ۲۰۲۱

ادبیات خیبر پختونخوا



اکادمی ادبیات پاکستان



ادبیات خبرپنئونخوا

پشاور

شماره نمبر 1 2021

پیش خدمت بے کتب خانہ گروپ کی طرف سے
ایک اور کتاب -
پیش نظر کتاب فیس بک گروپ کتب خانہ میں
بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے 📌
<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>
میر ظہیر عباس دوستمانی
0307-2128068 📞
@Stranger ❤️❤️❤️❤️❤️❤️

اکادمی ادبیات پاکستان

ادبیات خیبرپشتونخوا

شمار نمبر ۱، ۲۰۲۱

نگران اعلیٰ: ڈاکٹر یوسف خشک میریٹورس پروفیسر

اعزازی مدیر: پروفیسر ڈاکٹر اسلم تاثیر آپریدی

مدیر: خان بادشاہ نصرت

مجلس ادارت

- * پروفیسر ڈاکٹر فخر الاسلام (پشتو)
- * پروفیسر ملک ارشد حسین (ہندکو)
- * قاضی عنایت جلیل عنبر (کھوار)
- * طاہر حسن شیرازی (سرائیکی)

اکادمی ادبیات پاکستان

اکادمی ادبیات پاکستان

اشاعت کے لئے اپنی تحریں، جو کاغذ کے ایک طرف صاف لکھی ہوں، ”میران ادبیات“ کے پتے پر ارسال فرمائیے۔ براہ کرم اپنے مضمون یا غزل کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھے۔



مجھے میں صرف غیر مطبوعہ تحریریں شامل کی جاتی ہیں اور ان کی اشاعت پر شکریے کے ساتھ بطور قلمی معاون ایک اعزازی کاپی ار سال کی جائے گی۔



مطبوعہ نگارشات کے نفس مضمون کی ذمہ داری کلی طور پر لکھنے والوں پر ہے۔ ان کی اراء کو اکادمی ادبیات پاکستان کی رائے نہ سمجھا جائے۔

— اندرون ملک —

غیر مجلد قیمت: 150 روپے

مجلد قیمت: 160 روپے

— بیرون ملک —

قیمت: 40 امریکی ڈالر

ترکيل واشتهارات

محمد علی صابر

تزکین و طباعت

خان بادشاہ نصرت

ناشر: اکادمی ادبیات پاکستان خیبر پختونخوا

ایچڈی بیارٹمنٹ کپلیکس بلاک ۱۵، خیبر روڈ پشاور۔۔۔۔۔ فون نمبر 9211139-091

طبع: اعراف پرنٹرز محلہ جنگلی، پشاور

اکادمی ادبیات پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش نظر کتاب ہمارے واٹس ایپ گروپ کے سکالرز کی طلب پہ
سافٹ میں تبدیل کی گئی ہے۔ مصنف کتاب کے لیے نیک خواہشات
کے ساتھ سافٹ بنانے والوں کے حق میں دعائے خیر کی استدعا ہے۔

زیر نظر کتاب فیس بک گروپ ”کتبِ حنائہ“ میں بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے۔
گروپ کالک ملاحظہ کیجیے :

<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>



میر ظہیر عباس روستمانی

03072128068



فہرست

نمبر شمار	مضمون	مخ
1	پیغام	7
2	حرف اول	9
	ادبیات پختون	
3	حمد	12
4	نعت	13
5	نعت	14
6	اتباع	15
7	پہ شتو کنبی ورک (افسانہ)	20
8	پہ وبا کنبی حجرہ (افسانہ)	29
9	د ژوند چپی (افسانہ)	34
10	لمبہ (افسانہ)	39
11	اجل (افسانہ)	42
12	بدلہ	43
13	قیصہ پر (خاکہ)	50
14	رحمان بابا او سرمایہ دارانہ نظام	63
15	د کرونا وائرس وبا او د پختون موسیقی	73
16	چی دف غزبیری	87
17	حاجی صہب نواب خان نواب شخصیت او شاعری	99
18	روغانے بابا او د امن تصور	113
19	د فرید جان استاد پہ کلام کنبی حق گوئی	121
20	چترال تہ سفر (رپورتاژ)	131
21	جامونہ د زم زم	136
22	سہف الرحمان سلیم او د ہفہ غزل	139
23	ادب کنبی د ابلاغ مسئلہ	143
24	د غنی خان د شاعری آفاقیت او حقیقت نگاری	147

151	مصور قرہشی	د سعد اللہ خان برق برقیات	25
156	طلبگار خوبیانہ	تیت پرک او بدائع	26
174	عباس خلیل	پت پتوئیے یو تاثر	27
177	فہروز خان صادق	پہ کال 2020 کینی وفات شوی شاعران	28
198	فدا محمد مہجور	غزل	29
199	پروفیسر اسیر منگل	غزل	30
200	لائق زادہ لائق	غزل	31
201	پروفیسر اباسین یوسفزے	غزل	32
203	لطف اللہ خیال	غزل	33
204	ڈاکٹر عمر قیاز قائل	غزل	34
205	غمگین مایارے	غزل	35
206	اکرم عمرزے	غزل	36
207	اقبال حسین افکار	غزل	37
208	گل ہشنفرے	غزل	38
209	ثمینہ قادر	غزل	39
210	ڈاکٹر شاہدہ سردار	غزل	40
211	ڈاکٹر صاحبزادہ محمد اقبال	غزل	41
212	روشان یوسفزے	غزل	42
213	یاسین اقبال یوسفزے	غزل	43
214	نواب خان نواب	غزل	44
215	شاہد علی شاہد	غزل	45
216	جہان مومند	غزل	46
217	گوہر علی گوہر	غزل	47
218	ممتاز حسن دولت زے	غزل	48
219	قہس افریدے	غزل	49
220	جاوید اقبال افکار	غزل	50
221	اختر حسین تنگیال	غزل	51
222	حمید ہاتف	غزل	52
223	خان محمد تنہا	غزل	53
224	سہد مسرور	غزل	54

225	حمید الرحمان نادان	غزل	55
226	علی رحمان چراغ	غزل	56
227	انجینئر جہانگیر جنون	غزل	57
228	عدنان احساس	غزل	58
229	حمید وصال	غزل	59
230	رُحَاب ملک	غزل	60
231	محمد علی صابر	غزل	61
232	ساجد اعوان	غزل	62
233	عابد ثمر افریدے	غزل	63
234	افتخار ساحل	غزل	64
235	مراد علی مراد	غزل	65
236	ظہیر جتانیوی	غزل	66
237	پہلوان شاہ سپاوال	غزل	67
238	حاجی محمد جان جہانگیر	غزل	68
239	حیات اقبال حیات	نظم	69
240	فہروز افریدے	اختلاف	70
241	اطلس گل اطلس	بل جہان	71
244	سید گران باچا گران	پہستانہ	72
245	محمد جبار جبار	د مہرمنو عالمی ورخ	73
247	فضل محمود روبان	آزاد نظم	74
248	ہمایون شاہین	چارہ پتہ	75
250	نثار محمد نثار	علامتی چارہ پتہ	76
252	نازیہ درانی	غزل	77
253	لطیف اللہ اہمل	غزل	78
	ادبیات ہند کو		79
256	سونی مہارشیہ	نعت سرور کائنات	80
258	اورنگزیب احمد غزنوی	میرے خواباں دا شہر مدینہ	81

259	ڈاکٹر عادل سعید قریشی	سوری	82
265	صبح احمد	غزل	83
267	رانی ہانو	عورت تیری کہانی	84
268	سائیں غلام دین ہزاروی	چار بیتہ	85
269	پروفیسر یحییٰ خالد	گیت	86
271	سلطان سکون	غزل	87
272	آصف ثاقب	غزل	88
273	بشریٰ فرخ	غزل	89
274	احمد ندیم اعوان	یار	90
275	خادم ابراہیم خادم	شہر پشور	91
	ادبیات کھوار		92
278	ڈاکٹر عنیات اللہ فیضی	پردانجو غون اشناری	93
280	پروفیسر ممتاز حسین	لوت موشی	94
282	قاضی عنایت جلیل عنبر	فلکو دیشٹو	95
286	خواجہ سعید احمد سعید	کھوار زبان و ادب (تاریخ و ترقی و جائزہ)	96
290	مہربان الہی حنفی	نظم	97
291	سید ابراہیم شاہ طائیر	چہترارو و رونے	98
292	رحمان اللہ طوفان	غزل	99
	ادبیات سرائیکی		100
294	طاہر شیرازی	نذریں خیر	101
295	سعید اختر سیال	غزل	102
296	عمور قلندری	غزل	103
297	جشید ناصر	غزل	104
298	اسد اہلوک	سب ہے لوک پرایا	105

جناب شفقت محمود

وفاقی وزیر برائے تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت،

قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن پاکستان،

وفاقی وزیر جناب شفقت محمود کا پاکستان کے تمام صوبوں سے ”ادبیات“ کے شماروں کے

اجراء کے موقع پر خصوصی پیغام

اکادمی ادبیات پاکستان کے زیر انتظام پہلی بار تمام صوبوں سے ’ادبیات‘ کے شماروں کا اجراء ایک نہایت خوش آئند منصوبہ ہے۔ خوش گوار بات یہ ہے کہ ان پرچوں میں پاکستانی زبانوں کا ادب ان ہی زبانوں کے رسم خط میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ایسا منفرد اشاعتی منصوبہ جاری کرنے پر اکادمی داد کی مستحق ہے۔

یہ منصوبہ لسانی و تہذیبی ہم آہنگی کو تقویت دینے اور زبانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی طرف ایک نہایت مؤثر اقدام ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ملکی ثقافتوں اور زبانوں میں موجود حکمت و دانش کی روایت سے براہ راست استفادے کی ایک کامیاب کوشش بھی ہے جو رواداری، محبت اور یگانگت کے پیغام کی حامل ہے۔ پاکستانی زبانوں میں بکھرے ہوئے ان حکمت و دانش کے موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے کی ضرورت ہے جسے اکادمی ادبیات پاکستان کا زیر نظر اشاعتی منصوبہ کما حقہ پورا کرتا ہے۔ یہ اشاعتی منصوبہ پاکستان بھر میں لکھنے والوں کو قریب لانے کے عمل کو بھی تقویت دے گا اور ان کے لئے ایک دوسرے کو جاننے اور سمجھنے کے مزید مواقع پیدا کرنے کا باعث بنے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ کسی ملک کو ترقی کی دولت تب تک نصیب نہیں ہوئی جب تک کہ اس نے اپنے اہل قلم طبقے کی فلاح، فروغ، ملکی ثقافتوں اور زبانوں کے لئے ترقی کی راہیں نہیں کھولیں۔

اکادمی ادبیات پاکستان

پاکستان کے تمام صوبوں سے علیحدہ علیحدہ جریدوں میں مختلف پاکستانی زبانوں کے ادب کی منتخب تحریروں کی اشاعت سے ملکی ادبی منظر نامے کی جامع تصویر سامنے آتی ہے اور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لسانی اور ادبی سطح پر ہمارا ملک کیسا خوش رنگ اور ہمہ جہت ہے۔ بہت ضروری ہے کہ ان رنگوں اور خوش بوؤں کو ہر سو پھیلا یا جائے، تاکہ معاشرتی گھٹن کا خاتمہ ہو، مکالمے، آہنی افہام و تفہیم اور ہم آہنگی کی فضا کو تقویت ملے، بنیادی انسانی اقدار کو فروغ حاصل ہو اور ادبی سطح پر مزید ثقافتی اپنائیت پیدا ہو۔

میں خلوص دل سے چیئر مین اکادمی ادبیات پاکستان ڈاکٹر یوسف خشک کی ملکی ثقافتی اور ادبی ترقی کے لئے کاوشوں کو سراہتا ہوں اور ان کے جاری رہنے کی امید کرتا ہوں۔

نیک خواہشات کے ساتھ

(محمد شفقت محمود)

(شفقت محمود)

حرفِ اول

اکادمی ادبیات پاکستان کی جانب سے ”ادبیات خیبر پختونخواہ“ کا یہ پہلا شمارہ پیش خدمت ہے۔ اس سلسلے میں ہماری ہمیشہ کوشش رہے گی کہ خیبر پختونخواہ سے تعلق رکھنے والے تمام زبانوں کے اہم شعراء وادبا کا کلام، افسانے، کہانیاں، تحقیق و تنقید، سفر نامے اور دوسری تخلیقات شامل ہوں۔

اس شمارہ میں پشتو، ہندکو، سرائیکی اور کھوار زبانوں کے ادب کو یکجا کر دیا گیا ہے یقیناً یہ بات اکادمی ادبیات پاکستان کے لیے باعث افتخار ہے کہ بہت مختصر وقت میں ایک ایسے ادبی شمارے کی اشاعت ممکن بنائی گئی، جس کی ایک عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔

خیبر پختونخوا کا محل وقوع کچھ منفرد سا ہے۔ بیشتر علاقہ پہاڑی ہے۔ یہاں کے لوگ محنتی اور جفاکش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس خطے کے اہل قلم کی تحریروں میں جہاں اپنے پہاڑوں، آبشاروں اور میدانوں کی بڑی خوبصورت انداز میں منظر کشی موجود ہے۔ وہیں کسی حد تک مزاحمتی رنگ بھی پایا جاتا ہے۔ زیر نظر شمارے میں ہم نے ان تمام رنگوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اگر ہمیں سالنامہ ”ادبیات خیبر پختونخواہ“ کے سلسلے میں اپنے علمی، ادبی اور ثقافتی حلقوں کی طرف سے پذیرائی ملتی رہی تو ہم اس کی مزید بہتری کے لئے بھی کوشاں رہیں گے اور اس میں زیادہ سے زیادہ اعلیٰ معیار کا ادبی مواد قارئین ادب کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ہماری پہلی کاوش ہے اس لئے بہت سے لکھنے والوں کی تحریروں بروقت نہ ملنے کی وجہ سے شمارے میں شامل ہونے سے رہ گئی ہیں، ایسے تمام اہل قلم سے گزارش ہے کہ وہ اگلے شمارے کے لئے ہم سے تعاون کریں۔

اس سلسلے میں ہم اکادمی کے بورڈ آف گورنر اور اس رسالے کی مجلس ادارت، مجلس مشاورت کے ساتھ تمام تخلیق کاروں کا، جنہوں نے صوبہ خیبرپختونخواہ سے شائع ہونے والے اکادمی کے اولین شمارے کے لئے ہمیں بروقت اپنی تخلیقات فراہم کیں ان تمام مہربانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی رہنمائی و تعاون کے بغیر اس شمارے کا بروقت اجرا ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔

اکادمی ادبیات پاکستان صوبہ خیبرپختونخواہ کے اسسٹنٹ ریڈیڈنٹ ڈائریکٹر خان بادشاہ نصرت اور ان کی ٹیم مبارک باد کی مستحق ہے جنہوں نے بڑی محنت اور لگن سے یہ منصوبہ بروقت پایا تکمیل تک پہنچایا۔

یہ ابتدائی کوشش ہے اور اُمید کی جاسکتی ہے کہ قارئین کرام ہماری اس کوشش میں بہتری لانے کے لئے اپنی تجاویز سے نوازیں گے۔

ڈاکٹر یوسف خشک میریٹورس پروفیسر

چیئرمین

پننتو ادبیات

حیر ظہیر عباس دوستمانی

الواحد

پروفیسر ډاکټر اسلم تاثیر

ما په سر سترگو منلے دے، رب یو دے
په زرگی کښې مې لیکلے دے، رب یو دے

بس په دې ئې فیصله ده بله نه شته
په هرڅه کښې مې لیدلے دے، رب یو دے

دا منم چې هغه یو دے الواحد دے
په قرآن کښې چې ستائیلے دے، رب یو دے

تل ئې لوله ویره تره به دې نه وي
ډېرو خلقو ازمائیلے دے، رب یو دے

د تاثیر په زړه کښې بله مینه نه شته
چې په زړه کښې ئې ساتلے دے رب یو دے



نعت

منظور چشتي اڀر دے

په تا سلام آخر زمانه نبي
تانه قربان په الله گرانه نبي

چي تجلي دي رابنڪاره شوي د نور
دواړه جهاننه شور وښانه نبي

ته د حسن او د حسين مينه ئي
د فاطمي د زړه درماننه نبي

څلور ياران درنه چاپېره ستوري
په مينځ کښي ته ماه تابانه نبي

تاج د لولاک الله درکړه تاله
په انبياؤ کښي سلطانن نبي

ئي د علي د سترگو تور حضرت
د امامانو قدرداننه نبي

منظور چشتي سائل داستا درد دے
ستا خزانه ده فېض رسانه نبي

*

نعت شريف

عبدالواحد واحدي

ته دعا ابراهيمي ئې محمد
ته دعا د لوى نبي ئې محمد

بي مثال له معياري ئې محمد
بي مثال له كرداري ئې محمد

ټول عرب به قدر و مه انشاء الله
خكه ته خو غربي ئې محمد

برتري ده په تقوى مسلمانانو
خه عجب شان گفتاري ده محمد

جنتي شول ستا منونكي قرشيان ټول
په نسب خو قرشي ئې محمد

محمد ستا غلام دى واحدي ستا
د خوارانو امدادي ئې محمد



اتبار "افسانه"

بخت روان عمر خيل

د حاجي شمرز په خوا خاطر کښې هم نه راتله چې گني هغه دې په خپل ژوندانه د خپل دشمن د مرگ زېرې واوړي. د هغه زړه او ذهن دواړو په پوره توگه قبوله کړې وه چې هغه به د ن. ري د ژوند پېغور تر گوره ځان سره وړي.

که په ځوانانو وې او که په نوکر فقير او که په ملاتړ او ډله پره، په هر جوړ د شمرز تله په نادري ډيره درنه وه، خو نادري چې څومره مکار او چالاک سړی وو نو دغه چل د حاجي صيب نه وو زده - د دشمني په اور کښې د دواړو غاړو نه لويه مرگ ژوبله شوې وه. خو نادري به د پيسو ټکو او تانې تحصيل نه کار اخستو او حاجي صيب خپلې متې پکارولې - که په شمار وې د نادري د ډلې زياتې جنازې اوچتې شوې وې - خو د هغه د خپله کوره يو هم نه وه وتې -

په ټوپک مارو او اجرتيانو او کوټه سرو د حاجي شمرز خوا چرته سپرده؟ تر څو چې ئې دده ناوې کونډه کړې نه وه - ځکه چې د هغه په کاله دننه دوه کونډې ناستې وې. حاجي صيب به د هغو ځلمو بچو مرگ دومره نه ژړو لکه څومره چې به ئې د نادري ژوند ژړو - کله کله خو به ئې ددغه غم او زغم د لاسه ډيرې اوتې، بوتې او آپلتي هم شورو کړې - خو ډېر زړه به ئې ځان قابو کړو او په استغفار به سر شو - زاري به ئې کولې چې "يا الله ته ډير لوی ذات ئې - زه ډير عاجز يم - ما معاف کړې - خو نادري راله يو ځل خامخا په لاس راکړې - زړه ئې راله سيزلې دې - د هغه دعاگانې به هم داسې وې لکه د چا چې په چا زور وي - وې به ئې خدايه

پاڪه بچي خو مې هم نيشته چې د هغوي دپاره درته لاس پورته كړم. د ځان دپاره درنه هم څه نه غواړم. خو بس دغه يو سوال مې دے. هغه هم اوس وايه كه پوره شي. - دعا به ئې هم په داسې ځاي ختموله چې په مخ لاس رابنكل خو څه كړې چې د آمين ځاي به ئې پكښې هم پرېښې نه وو. لكه چې وائي. چې كوم څيز دې په اخلاص سره اوغوښتو نو د هغې د حصول دپاره به درسره ټول كائنات مرسته كوي. -

بې شكه چې د دشمن نه ليدل به اختروي. خو د چا دپاره. حاجي صيب خو به چې لاس پورته كول نو اول به ئې د نادري د ليدو سوال كوو. - چې خدايه يو ځل خو ئې راته مخامخ كړې. - صرف يو ځل. - خير دې په ما دې مخكښې شي، خو چې مخې له راشي. "

هم دغه يقين او اخلاص د غريو ډكې دعاگانې وے چې نادرے د حاجي صيب او د زری لاندے راغے، او خوا ئې پرې ښه سمه يخه كړه. -

حاجي صيب ډير نيك او ساده، باده معتبر پښتون مشر وو. په ډيرو نه پوهيدو. - نور ئې څه زده وو او كنه، خو پښتو ئې ډيره ښه زده وه. په پښتو كښې د پختو ماتيدو قائل وو. ټول ژوند ئې هم د دې فلسفې لاندې تېریدو. - عن تر دې چې دشمني ئې هم د پښتو د خاطره خپل كور ته را ننه اېستي وه. - د جمدړ خان قاتل چې د شمروز خان په حجره راننوتو او ټوله قيصه ئې ورته تيره كړه. - نو نه ئې يواځې ورله پنا وركړه. - بلكې زړه ئې ورله هم ډير غټ كړو. - وې. دلته كينه. - خوره څكه. - د هيڅ خبرې پروا اونئ كړې. - څوك دې رانه نوک هم نه شي گره ولے. - غيرتيان خو د خداے هم خوښ وي. - الله به دې ساتي. - تا څه بد كار نه دے كړے. - دا د پښتو ملك دے. - او پښتانه په دې خبره ځان هم وژني. - او د بل ككړي هم خوري. - ټيك ده چې جمدړ زما عزيز دے. - كه داسې سرے د چا پلار هم وي نو پرېښودل ئې نه وي پكار. - دا د دشمني هغه سبب وو چې خپله

خونه ئې پرې خو تاله ترغه کړه ، ولې د پښتو روايات ئې ژوندي اوساتل . د بدنمې او تور په مرگونو څوک دشمنۍ نه پالي- ځان پرې ناغرضه کوي- له ځانه ئې هيره وي - په ډډه ئې هم نه اړه وي - خو خدا ې خبر چې نادرې د کومې ختې جوړ وو - چې د پلار په هير تير مړي ئې سر دوباره د قام لعنتونه کېښوده؟

حاجي صيب د ډير عجيبه طبيعت خاوند و - هره خبره ئې بل شان وه - ډير شور شغب قار قور به ئې هم کوو - خو ټول خلق ورسره آموخته وو - په کنځلو وټيلو سپکو ، سپورو او قار غصه به ئې هډو د چا پروا نه وه - دا هم د هغه د مينې يو انداز وو - البته خدا ئې د يرې وه - يو خاص قسم خدا چې به پرې راغله - نو ښځو، نرو څه چې لويو ، وړو به ترې بيا ډډه کوله - دومره کلک سړې وو چې تا به وې چې ژړا خو به ئې چرته په ځانگو کېښې هم نه وي کړي ، خو په خدا کېښې ئې سترگې راډکې دي - د ډيرې بې وسې او سوخته او يا چرته په ډيره ناشوني او ناوړه خبره به ئې په کړس، کړس خدا کوله-

نن هم په حاجي صيب د خدا دوره راغلې وه - د حجرې يو سر او بل سر له به تلو او راتلو- په خدا، خدا کېښې به ئې خدا ې خبر څه کرل، رييل؟ چې څومره د هغه خدا زياتيده دومره د ماحول په دهشت کېښې اضافه کيده - ټوپک ئې گس لس ته کړه، او اکرام کاکا ته مخامخ شو اکرام کاکا نوکر نه بلکې د دوستۍ او ورورۍ په مقام ولاړ وو ، وې " اکرم خانه! خدا ې شته چې ځان راته ډير بد ښکاريدو چې کله مې په دې سپي پسې ټوپک ته لاس کول - ځکه چې هغه د بچو په همخولتيا کېښې وو - خو بله لاره راسره نه وه - خو ته ده ته وگوره - حاجي صاحب په حجره کېښې ناست دريم کس ته اشاره وکړه - څومره لوې کار ئې کړې دے - د عمر غم ئې راله غوڅ کړې دے - زړه خو مې غواړي چې په جائداد کېښې ورله

اکادمي ادبيات پاکستان

د يو ځوي برابر حصه ورکړم - خو چې دې کار ته ئې وگورم ، نو وایم چې دې مې هم د نادري سره سم کړې وې - اکرم خانه داسې کار ئې کړې دے - لکه ته چې زما لار په چا اونيسې - ټيک ده زما خو دشمن وو - ما خو په هيڅ جوړ نه پريښودو - خو د خداي ظالمه! ستا خو ډير اتباري ملگرې وو - ته خو د هغه نوکر نه وې د هغه دوست وې - ماته ښه پته ده ستا د کور هر ضرورت به نادري پوره کوو - نو بيا تا ولې داسې اوکړو؟ په اتبار کښې دې راله گزار راکړو؟ حاجي صيب ورته د کټ په بازو ښه اېښې وه ، او دومره ورته راتپت شوې وو - چې د خولې پشم ئې په مخ پريوتو - منگولې ئې رو ، رو په ټوپک کلکيدې - وې - په ما خو سترکې پټې وې - گني خداي راستي که داسې مې لگيده - ما خو وې چې په سور ميدان کښې به ئې دا سر الوزوم - خو دوستانې دې له راغلې ، اکرم خانه! دې له - حاجي صيب په شا واوريدو - اکرم خان پرې ښه پوهه وو - خو بيا ئې هم ورله فتحه ورکړه - وې - حاجي صيب ته ټيک وې - د ده نه خو ئې هغه ښځه غيرتي ده - کور کښې وړو خبره کوله چې نادري پسې خپلې ناوې دومره نه ژړل . لکه دده ښځې چې څومره وير کوو - وې د ټولو خلقو ورته پام وو -"

دا خبره څه وه چې د حاجي صاحب رنگ يک دم بدل شو - د وجود نه ئې سمه ساه اوواته - يو ساعت پس چې طبعيت ئې لږ ښه غونډه شو ، نو په توبو سر شو - وې! يا الله توبه - ته ډير لومړي ذات ئې - ته په ما ډير مهربانه ئې خدايه - شکر دے چې دا کار مې نه دے کړے - گني بيا به مې څه کول؟ خو زړه وو جو دا باقي پاتې ژوند به مې خوړو نو -"

حاجي صيب په اکرم خان باندې بيا غږ وکړو - اکرم خانه! دا له څنگه چل دے؟ - دا څه نمونه خبرې شورو شوي دي؟ - نادرے خو څه خير دے هغه د مشرانو خبره چې څنگه ئې مې وي هغسې ژي وي - خو په دې ښځو څه

چل شومے دے؟- غيرتيان او بې غيرته خو به په نارينو کښې وو- خو پښتنې به ټولې پرده دارې، حياءدارې، عزتمنده او غيرتي وې- د سړو سره خو به دې هر جوړ کولې شو، خو دوي به څوک څنگه راتينگي؟- دا خو ډيره زياته گرانه شوه- د شمرز خان په سترگو کښې په اول ځل اوبښکې رابښکاره شومې- ټوپک ئې اکرم خان ته حواله کړو- وځي دا واخله ده له ئې ورکړه- دا دده شو- زما د لاس ټوپک دے- خو زما نور نه دے پکار- او ورته اووايه که څه سوال ، جواب يا ضروت يي را پيدا کيږي نو چې له تاسره خبره کوي - مخې له مې ډير ځي راځي نه - حاجي صيب د اکرم سره دغه سوال ، جواب اوکړو او نيغ لار کوټې ته، لار او په جاه نماز اودريدو -- او د عمر جمع اوبښکې ئې پرې توې کړې-

.....***.....

په شتو کښې ورک افسانه

محمد عارف سنگين

نن د "پو" د جرړۍ درېمه ورځ وه او درېمه ورځ د زرولی هم وه چې بيلچه او گېنتي په اوگه به پل ته تلو او بې مزدورۍ به واپس راتلو. د زرولی کورته راتلو سره به گل خانگه د هغه د مخ د ليدو او قدمونو د چال په پوهېده چې نن هغه کار کړې دے يا نه.

زرولی سترې ستومانه لوند خوشت خواره ځله په کور راتنه وتو د هغه د ليدو سره مير من وار خطا غونې شوه خو ډير زر ئې د الله پاک د "رازق" صفت مغزو کښې اوچور ليدو او په زړه زړه کښې په توبو شوه.

زرولی چې د کوتې د انغري غاړې ته رارسېدو نو گل خانگې يو غېږ د گنو پترۍ د جارگي نه کوتې ته راوړې وه د پترۍ شوړې ئې انغري کښې سمې کړي او زرولي له ئې اوچې جامې راواخستې. پترۍ ته ئې تيلې او وهلو او د زرولي نه ئې توبۍ واسکت او قميص لرې کړو. د هغه بې ترتيبه لونده وينسته مخ او رو رو د هغه د وينستو ډکه سينه ئې په خپل زوړ څادر اوچوله. خو کله چې به د هغې کوتې د زرولی په سينه رابښکلې شوې نو د زرولي د بدن په حساسو رگونو کښې به مېړې غوندې اوخوزېدل. گل خانگې چې د خاوند لاس د خانه چاپيره محسوس کړو نو اوچې جامې ئې په تلوار د هغه لاس کښې کېښودې او د خدا ډکه ځله کوتې نه په منډه لاړه.

د زرولی او د گل خانگې د واده مياشت نېمه د پاسه دوه کاله تېر وو خولا د اولاد د نعمت نه محروم وو.

گل خانگې چې پتيلا کوتې ته راوړه نو زرولی جامې بدلې کړې وي او خپل د واده سور پالنگ کښې ئې پرستن په پښو راخوړه کړې وه. اوس پتيلا د پترۍ د لمبو د پاسه پرته وه دوه اگۍ په کښې روړو خوټکېدې. گل خانگې چې دواړه اگۍ سپېنې کړې نو زرولي شرط کېښوده چې يو به ته خوړې او يوه زه.

گل خانگي ورته ډېر منت او کړو چې ټوله ورځ باران وهلي ئې ناروغه به شې خو زړولي کله منله په خپل لاس ئې اول گل خانگي ته ورکړه او بيا ئې خپله اوخوږه جائې ئې ورپسې اوځنېلې او اوده شو.

سحر چې زړولي خان مزدوري ته تيارولو نو گل خانگه ورته را نژدې شوه. ماران ډېر تېز دے کارمار هسې هم نشته نن دمه اوکړه الله مه کړه ناروغه نه ئې. زمونږ او د بنکاري يو مثال دے هغه چې د رېر بوتان څنډل نو گل خانگي ه ئې اوځېل. خو بنکاري سحر ټوپک په اوگه کړي او مونږ بېلچه او گېنتي او د لږه په توکل له کوره اوځو.

زړولي چې د سوتلي بوجي له يو گوټ رامات کړو او په سر ئې برابره کړه. گل خانگي ورته بېلچه او گېنتي راپورته کړه زړولي چې نن پل ته لاړو نو پل مالي و. کومو مزدورانو به چې مزدوري ته په پل شپه تېروله هغوي هم باران نه ختېدلي وو زړولي ايله بېلچه او گېنتي خان ته مخې ته کېښودله او لا خان تدې ئې خېسته سموله چې موټر ئې خوا کېښې اودرېدو. مزدوري کوي؟ ولې نه ې بي هم مزدوري ته خو ناست يم. زړولي چې او کتل نو موټر ښځې چلولو. څه د موټر وروستي سيټ ته اوږده شوه او زړولي بيا سره د بېلچي او گېنتي وروستي سيټ کېښې ناست وو. خو اوس زړولي ته دا احساس وشو چې هغه خو بند دے او د موټر سيټ هم لوندېږي خو لکه ښځې چې ورته شيشه کېښې نل. هيڅ خبره نه ده دا د انسان نه ښه نه دے داهم د انسانانو دپاره جوړ دے. ولي د موټر د گرمې هوا نه پوره خوند اخستلو او لادې سوچونو نه نه وو وتلې چې کار به څه وي چې موټر په يو لويه بنگله ورننه وتلو.

ښځه د موټر نه کوزه شوه. زړولي بېلچې ته لاس کړو. دې ته ضرورت نشته پرېږده ښځه مخکېښې او زړولي ورپسې دواړه په بنگله نن وتل. پاس په پوړو نل ښځه يوکمرې ته نننه وته زړولي د کمرې ور کېښې ودرېدو. راځه کنه څې شاته وکتل. د زړولي پښې د خټو وي هغه لاتدې پښو ته وکتل خبر دے څه ښځې ډېر په همدردۍ ووځېل.

زرولی چې د کوتې چت ته وکتل چې دوه درې ځايه څڅېدو نو څه لږ ډېر پوې شو دا ټول سامان دې بلې کمرې ته وړل دي چې اسمان شين شي بيا به نې چت سره راکاږو. زرولی ملانه څادر تاؤ کړو او د ور سره جوښت يو درون ميز ته ورغاړه وتو صبر صبر دې بله کمره کښې خو ورته ځای جوړ کړه کڼه.

زرولي خوا کښې کوتې ته نننه وتو او د سترگو په رپ کښې نې درانه درانه شايان د دېوالونو غاړو ته کړل او بيا هم هغه ميز ته ورغاړه وتو کوم چې په مخه کښې پروت ؤ. پام بچې ميز دروند دے او د هغه د چې مېز پورته کولو په وخت يو ځل بيا په ښځه نظر پرېوتو نو هغه واقعي که د هغه د مور نه مشر نه وه نو کشره ترې هم نه ښکارېده.

لنډه دا چې گېنټه يا څه دپاسه تېرېده نو زرولی د دې کوتې سامان دې بله کښې ځای کړے وو.

نور څه کار شته بي بي؟ نه لومے شې. خو ددې کمرې پاس چت که گوري او ماته څه مشوره راکړے نو احسان به دې وي. ۰۰۰ په سترگو ۰۰۰ زرولي ډېر په اخلاص ووېل.

دا ماربل به ويستل غواړي اوبه نې هم سمې نه دي ماتې او د ماربلو ترمينځ سيمت چاؤدي دي. زرولی خپل نظر ښکاره کړه. ته کينه زه راځم چې د چت نه راکوز شو نو بي بي يو ميز ته اشاره وکړه چې ډېرې کرسۍ ترې چاپېره پراتې وي.

لږ وخت پس بي بي پتنوس په لاس راغله چې تهرماس دوه پيالي، کيک او بسکټ پکښې وو. ماله سحر نۍ چايۍ نه دي څکلې بي بي چې پتنوس کېخوده نو زرولی ته نې پاس وکتل خو ما خو څکلي دي زرولی په پتنوس نظر تېر کړو. تاخو دومر دارانه درانه سامانونه پورته کړل چې هغه به هضمې شوے وي. بي بي مسکۍ شوه.

د چايو نه پس چې دواړه د ښکلې نه بهر اووتل نو بي بي د دېوال خواته چې سنگ مرمر نه پس درې فته ساده فرش ته گوته ونيوه. زه غواړم چې دا

ش سراسر مات شي د دهنه پټې جوړ شي او د پټې تازه خاوره پکښې خوره
بي او سبزي، گلون پکې نال کړم نو څنگه به شي؟ بي بي زرولي ته مخ
ستون کړو ډېره به ښه شي زرولي د دېوال غاړو غاړو ته نظر تېر کړو. تېکدار
انه د دې کار يو نېم لاک روپۍ غواړي خاوره به هم هغه راوړي. بي بي زرولي
، راتاؤ شوه لکه چې هغه نه مشوره غواړي.

دا پيسې خو نې درته ډيري ونيلې دي هغه د ټول کار جاج واخستلو که يو
ک شي نو هم پکښې ښه برابره مزدوري پاتې کېږي. هغه خپله رانې ښکاره کړه
، به نې په څو وکړې بي بي زرولي ته اوکتل. زه؟ زرولي سروگړولو! داسې
ارونوله ډېر اوزار پکار وي او ماسره ، هغه موټر ته گوته ونيوه دا يو بېلچه او
گېنتې. اوزار به درله زه واخلم بي بي زرولي له ډاډ گېرنه وکړه او هره هفته
، مزدورانو له پيسې هم ورکوم هغې زياته کړه.

زرولي خله کښې گوته ونيوه او روړو د دېوال خوا خوا کښې روان شو او
ي واپس خپل ځاي ته راغله نو لکه د يو پوځ تېکدار ئي بي بي ته مخ
ستون کړو ماله به څو راکړي؟ تاوېل چې يو لاک کښې هم مزدوري پاتې
هېږي او بلکل زرولي ښه شېبه پس سر اوخوزولو او شوه توکل په لوى الله بي
ي کاپي او قلم راواخسته ښه ستا اوس څه څه پکار دي ، يو غټ پلک دوه
لو، دوه بېلچې، دوه تېنتيانې، هغه خپله بېلچه او گېنتې هم شمار کړو، او
لاس گاده بس؟ بي بي زرولي ته اوکتل او في الحال خو هم دا پکار دي تر
ابنهامه به ما داسامان راوړم وي خو هسې نه چې بي بي ، زرولي ته مسکي
وه . زرولي موټر نه خپله بېلچه او گېنتې راکوز کړه دا خو به تاته ډېر واره
ايان ښکاري خو دا زما ټوله سرمايه ده او هم دا زما ضمانت شو سبا به
دوران راولي نه بي بي سبا جمعه ده د خالي په ورځ به زه کسان راولم سمه ده
، بي زرولي ته کوز پاس وکتل او الله پوهېږي چې ولې د هغې يقين وو چې
ولي به راځي.

بي بي موټر ته کېناسته او زرولي ته نې هم د کيناستو اشاره وکړه. خپله

بتوه ئې راواخسته چې مخکې سيټ کښې ورسره پرته وه. دا واخله وشماره لس زره دي دا د مزدورانو د بوتلو راوستو خرچه او بيا لږ وخت پس ئې دوه زره روپۍ نورې هم ورکړې دا ستا د نن ورځې مزدوري ده. دا خو ډېرې دي بي بي زما خو پنځه سوه ۰۰۰ بس بس جيب کښې واچوه بي بي نورې خبرې ته پرېږده. خو بچي دې دي؟ بي بي گاډۍ ستارت کړو. يوزه يم او يو مې تېر مور مې تېر کال وفات شوه. الله دې اوبخښي آمين زرولي په زوره ووښل. بي بي؟ زرولي لږ خاموش شو لکه چې څه سوچ کوي تاڅه وښل بي بي تپوس وکړو. ما وښل چې مزدورانو ته دا معلومه نه شي چې گينې زما تېکه ده. ولې؟ بي بي پوښتنه وکړه. زه دا نه غواړم چې ځان د هغوي نه اوچت يا هغوي ته ځانونه مانه که ښکاره شي. واه! ښکلې خبره او ښکلې جزبه او ښکلې سوچ دے بي بي مسکۍ شوه.

زرولي چې په پل بي بي نه کوز شو نو ښځه د کبابو دوکان ته لاړه. کباب روتۍ ئې ځان سره واخستل او د کلي ډاټسن پورې اونختو! د ماسپښين نه لږ مخکښې زرولي په کور دننه شو په گل څانگې چې د سحر چايو سره ئې روتۍ هم نه وه خوړلې د کبابو بوئ ډېر ښه ولږېدو. بيلچه او گېنتې دې څه کړه. زرولي چې د کبابو گوټۍ خلاصوله نو گل څانگې پوښتنه اوکړه.

زرولي خوشحاله خو لږ فکر مند هم ښکارېدو. روتۍ نه پس زرولي رو رو گل څانگې ته ټوله قيصه تېره کړه زه په دې خبرو څه پوهېږم. هغې چې د روتۍ څه خوسکي راټولول نو زرولي ته ئې ووښل خو الله پاک دې کامياب کړه.

زرولي هم په هغه ورځ کلي کښې مزدوران برابر کړل يو ځای ئې سره خوښ کړو چې د جمعې مبارکې لمونځ نه پس به صلاح کوو. صلاح په دې راغله چې سحر وختي به څو که بي بي سامان نه وي راوړم او باران له الله صبر ورکړم وي چې مزدوري مو خرابه نه شي. دا خبره يو بودا مزدور وکړه چې ټولو کښې مشر او تجربه کار وو.

د خالي په ورځ چې زرولي مزدوران دلاسو په اشارو په کار پوښې کړل نو

ټولو نه اول هغه بوډا مزدور د بسم الله نه پس په لاس توکانه پورې کړو او غټ بلک ته نې لاس کړو. د څوگزارونو نه پس نې ملگرو ته په شا وکتل فرش لاندې نه ده دے. مسکې شو چې لازمه پکښې جوړه شي نور اسان دے. دويم کس چې داس گادي راجوخت کړو او نورو بېلچې او گڼتيا نې راپورته کړي. لنډه دا چې د غرمې روتۍ نه وړاندې دوي د بنگلې د لنډو ديوالونو نه تاؤ شوي وو. په څلورمه ورځ چې زرولي د غرمې چټۍ نه وروستو بېلچه پورته کړه نو له سوچ نه پس نې ملگرو ته مخ راستون کړو. خوښه مو نه ده؟ چې پل ته لاړ شه چرته ترک والا پيدا کړم چې هم بېگاله راته يو دوه پېرې خاوره واپوي. بوډا مزدور ښغ شو، ښه شيبه نې دباقي کار اندازه واخسته بلکل سمه ده زرولي ته نې اووښل.

سبا د غرمې روتۍ پورې د زرولي تېکه خلاصه وه. ستاسو نن څومره ورځ وه. بي بي راووته پنځمه بوډا مزدور ور وړاندې شو بي بي بټوې ته لاس کړو. دوه نيم دوه نيم زره روپۍ نې ټولو ته ورکړې. د زرولي په خوا کښې تېره شوه خو لکه چې زر ورته ياد شو چې زرولي خپله تېکه ښکاره کول نه غوښتل نو هغه ته نې هم ورکړې. ته لږ ايسار شه، بي بي چې برنډې ته وورسېده نو زرولي ته نې په شا اوکتل مزدورانو يو بل ته وکتل خو بوډا مزدور په اوچت اواز اووښل. د الله په مان بي بي او نور هم ورپسې د بنگلې نه بهر شو.

بي بي او زرولي برنډه کښې په کرسيو ناست وو. دا بنگله زماده خو زما څوک نه شته بي بي گير چاپېره بنگلې ته گوته تاؤ کړه ښه جي زرولي ډېر لنډ خواب ورکړو. زما ډېر ژوند لندن کښې تېر شوزما مور پلار او ورور په يو ورځ نندن کښې په يو حادثه کښې مړه شو او زه يواځې پاتې شوم. د بي بي سترگې ډکې شوې. الله دې وښي، زرولي خپله همدري ښکاره کړه.

ته د کوم ځاي نې؟ بي بي سترگې وچې کړې د "د مرخانۍ"؟ بي بي لکه چې له خوبه را بيداره شوې وي "او" زرولي سر وخوړولو بي بي چپ شوه تا مرخانۍ ليدلې ده؟ زرولي پوښتنه وکړه. بي بي چپ وه ته مرخانۍ کښې څوک

پېژنې؟ زرولی بل تپوس وکړو. بي بي چپ وه بله پوښتنه زرولي مناسب ونه گنړله.

د ملک باروز خان نامه دې اورېدلې ده؟ ډېر وخت پس بي بي سرپورته کړو. "او" ولې نه زرولی خوشحاله غوندې شو. او خلک داهم وائي چې د ډيکې کورونه او د کولانتو د گړۍ ټول کورونه د باروز خان ملک وو. او داتول نې دکلي غريبانو ته مفت ورکړي دي. زرولی چې پوښ شو چې په بي بي بيا د خاموشۍ چپه راغله نو خپله شروع شو زمونږ کلي کښې ډېره د کر کروندې زمکه ده چې ورته د باروز خان اړت وائي. هغه د سترگو لاندې بي بي ته اوکتل او يو د غزونو جنگۍ ته هم د باروز خان جنگۍ وايي. دا ټول جائداد اوس زما د يواځې زما خوزما هيڅ څوک نشته. بي بي د اوښکو ډکې سترگې زرولی ته راواړولې.

ته د چا خوښه نې؟ د چا خوښه يم؟ په زرولی نرۍ نرۍ خوله راغله سرپرې اوچورلېدو، مری نې وچه غوندې شوه. سترگې نې مرغۍ مرغۍ شوې او بيا په لاشعوري توگه پټې شوې. د کرسۍ په پلن لاسکي نې د دريو گوتو سرونه بي واره ټکېدل چې يوعجيبه ساز ترې جوړې ده. داسې ساز لکه چې بي بي ته دا احساس ورکوي چې ماته وخت پکار دے ستا پوښتنه دومره اسانه نه ده ډېر سوچ غواړي، او دې سوچونو سوچونو کښې نې خان د مور سرته ولاړ مينده کړه. چې د هغې د مرگ نه دوه ورځې مخکې زرولی د هغې سرته ولاړ ووپه سر نې ورله روږ زور کولو هغه رنځونو ډېره کمزورې کړې وه. ژبه نې تته شوې وه خو بيا ترې هم زرولی هغه پوښتنه کړه وه چې چرې نې هم ده له خواب نه وو ورکړه.

او دا لکه چې د زرولی اخري کوشش وو. پولسان او پوځيان د خلقو شناختي کارډونه گوري اوس خو چې چا سره نه وي نو جيل ته نې بوخي د زرولی د سترگو نه دموږ په مخ اوښکې پرېوتې وي چې هغې خپلې پټې سترگې خلاصې کړې وي، او زما شناختي کارډ ځکه نه جوړېږي چې ماته د پلار نامه

له ده معلومه!

زه د يو خان كره نوكره وم د كلي نه ډېر لرې د خان خه نامه وه؟ زرولى ترې پوس كړې وو. خويه مانه د هغوي ټولې نامې هېرې دي مور ئې ډېر سوچ نه س ووښلي وو لكه چې د نمك خوارئ هاغه قسم ورته ياد شوى وي چې په اسې موقو ئې بنگلې واله نوكرانو له وركوي چې د زرولى په مور د توخي مخته چپه تېره شوه نو بيا رو رو شروع شوه.

زه سترې ستومانه په خواره خوب اوډه وم شپه د نيمې نه تېره وه مشره بي ي زما كچه كوتې ته راغله چې د هغوي د بنگلې په يو گوټ كښې وه هغې سره يو خو شيبو ماشوم په توليه كښې انغښتې و بلبلي هغې زه وخوړولم او ما ئې سترگې وغړولې نو مشره بي بي زما سرته ولاړه وه. د دې كور عزت اوس ستا په لاس كښې دى هغې ماشوم زما غېږ كښې واچولو نوره قصه ماته معلومه وه چې دا د دې د لور خوى وو چا چې د مور پلار او رور نه پټ د ښار هلك سره نكاح كړى وه او هغه هلك زما د نيك زوي مړ كړى وو خو خور ي نه مور په تاخانه كښې پته كړى وه او بيا پلار لور خان سره ولايت ته بوتله. خه موده پس زه خبر شوم چې مور او خوى هم ورپسې لاړل.

د زرولى په مور چې د توخي بله چپه هم تېره شوه نو ډېر په يره يره د ژبې د ندي ئې ووښل هغه ماشوم ماخان سره دې كورته راوستو نوم مې ورله زرولى بخوده.

مور چې زرولى ته سترگې پورته كړې وي نو د زرولى ئې په كښې يو گڼېدونكې بې وسي لېدلې وه. خويه كه شناختي كار د پلار د نوم نه بغير نه ډېرې نو ستا به چرې هم جوړ نه شي. د زرولى سترگې پټې وي خو د مور ب ډوب توخي ئې غوږونو كښې بنگېده.

ته د چا خوى ئې؟ بي بي د زرولى د خاموشۍ په مطلب پوې نه شوه نو بل سوال ئې بيا تكرار كړو. د بلبلي زرولى ډېر په هيبت اووښل د بي بي نه ه لاړه. دا نامه ورته اشنا اشنا غوندې ښكاره شوه. خو لكه چې خه تتيچې ته

او نه رسیده . د پلار دې څه نامه ده؟ ډېر وخت پس بي بي بله پوښتنه وکړه . او دا هغه پوښتنه وه چې زړولي ئې ډير وخت نه وار خطا کړې وو .
تاماسره څه شجرې شروع کړي . د هغه د سترگو نه د اور بڅري اورېدل . که په خپله وعده پښېمانه يئ نو صفا راته اوايه چې ځم درنه . زړولى ځان له د تېختې لار لټوله .

نه ماسره د پيسو کمې شته او نه په وعده پښېمانه يم خو الله پوهېږي چې ولې زما زړه غواړي چې ډېر څه درته او وایم هغه څه چې تنه پورې ما چاته هم نه دي وښلې بي بي د زړولي په رد عمل حيرانه غوندې شوه . خو زړ ئې ورته خپله قصه شروع کړه .

ما ډېره موده وړاندې د مور پلار او ورور نه په پټه د دې ښار د يو هلک سره نکاح کړې وه . زما ورور په دې نکاح ډېر غصه شوى وو او زما خاوند ئې په بي رحمۍ مړ کړې وو .

او ته مور په تاخانه کښې پټه کړې وې . د زړولي د مړۍ رگونه راوپرېسېدل سترگې ئې لکه انگار سرې وي چغو ئې د اسمان لمنې څيرې کولې خو لکه ده چې خپله نه اورېدله او چې خوى دې وشو نو مور دې په نيمه شپه په تور تياره کښې د بلبلې غيږ کښې واچولو .

تاسو ټول له شرمه ولايت ته وتختېدئ او بلبلې ! د هغه غږ په مړۍ کښې بند شو لکه چې د زړه زور ئې خلاص وي . ډېر په گرانه په ډېر کمزوري غږ سره ئې ووتل او بلبلې د هغه ماشوم نامه زړولى کېخوده . د بي بي سترگې پټې وي او چې زړولى خپلو پښو کښې لږه ساه محسوسه کړه خپله بېلچه او گينټي ئې په اوگه کړه او د بنگلې د لوى وره په طرف روان شو .

په وبا کښې حجره افسانه

ايازالله تركزے

د نورو ورځو په شان نن هم په حجره کښې د کلي زيات تر خلق راغونډ وو گپونه مپونه لگېدل او بحثونه شروع وو حجره ښه لويه وه گېرچاپېره ترېنه د ختې پېر پېر ديوالونه راتاؤ وو. يو د جامن دوه د توتانو او دوه د چينارونو لومې لومې ونې په کښې ولاړې وې، او دومره سيورې ئې جوړ کړې وو چې د کوټو مخې ته لويه برنډه کښې په کټونو کښې به څوک هم نه کښېناستل بس هر چا به دغه د ونو سيوري لاندې کټ ته زور کولو ځکه چې دا د ونو سيورې به ډېر يخ وه په حجره کښې هر څوک د خپل طبيعيت مطابق په خپل انداز په کټ کښې ناست وه بعضې کټ کښې دوه بعضې کښې يو کس ناست وه چا به پښې زورندې کړې وې څوک به پروت وه دلدار ماما دوه بالښتونو ته اډانه وهلې ناست وه عبدالله ته ئې مخ واړولو او تپوس ئې ترېنه اوکړو، عبدالله بچې چې نن سبا دنيا دکرونا وبا باره کښې څه وائي؟
"عبدالله ورته اووې دلدار ماما د ميډيا والا خو ډېر بد حالات جوړ کړي دي چې نه ئې گورې نو ښه ده انسان ورسره ذهني مريض شي"
دلدار ماما: او بچې دا خبره دې هم سمه ده.

اقبال ماما په کټ کښې زورندې پښې ناست وه سر ئې ټيټ کړې زمکې ته ئې کتل چې سر ئې راوچت کړو او خواه کښې کټ ئې ورسره قادر ناست وه هغه ته ئې اوکتل او ډير په تجسس سره ئې اوپوښتل "قادره بچې خلق وائي چې هسپتال ته لاړ شې نو د زهرو ستن درته وهي او بس مړ دې کړي. که د هر څه بيمار ئې نو بس په دغه لانجه کښې دې شماري ته خو ښار ته څې راځې چې دا رښتيا دي او که نه؟

قادر د اقبال ماما طرفته لږ په ترس راتاؤ شو او په جواب کښې ئې ورته اووې سمه پته خو مونږ ته نشته البته دا خبره ده چې څوک هم هسپتال

ته د علاج د پاره ځي هر سره ویرېږي چې دلته درته ستن وهي او مړ کوي دې هر څوک پرائيوېټ ډاکټر له ځي ، هغه بله ورځ لوه هسپتال ته لارم د نورو مياشتو غونډې رش په کښې نه وه تا به وي چې د هسپتال چټکي ده .

عبداللہ د قادر په خبرو کښې رادننه شه او وي وئيل اصل کښې خبره داسې ده چې که معمولي مري دې خوږېږي يا دې صرف زکام هم وي نو درته به وائي چې نزدې مه راځه د لرې نه به ډاکټر ته خپل حال وائي او که چرته يو دوه توخي دې او کړل نو بس بيا خو دې خبر نشته بغير تهسته دې په کرونا کښې اچوي او يو ځانله کمره کښې دې اچوي بيا نو قسمت دې خپل دے که ژوند ے ترې راوتلې او که مړ .

د عبداللہ د خبرې ختمېدو سره د حجرې په دروازه محمود کاکا رادننه شه کونتي ورسره په لاس وه په مزه مزه قدم را روان وه او چې کتونو ته رانزدې شه نو سلام ئې اوکړو ټولو ترېنه سلام واخستو يو کټ بالکل خالي پروت وه په هغې کښې کښناستو يو بالښت په کښې پروت وه قادر پاڅېدو د کوټې نه ئې ورله يو بل بالښت هم راوړلو او دغه شان محمود کاکا دوه بالڅتونو ته ډډه اووهله د لرې کټ نه پرې سعيد خان اواز اوکړو محمود کاکا څه حال دے د څو ورځو نه دې پته نه لري خبر خو دے کنه؟

محمود کاکا: سعيد خانه بچے بس داسې ورځې دي چې څومره ځان له ئې نو ښه ده هر انسان د بل انسان نه کرکه کوي نه څوک غاړه درکوي نه څوک لاس ملاوه وي بس چې کور کښې پروت ئې نو ښه ده .

سعيد خان: محمود کاکا ډاکټران وائي چې دا بيماري هم د لاس ملاولو نه يو بل ته لري کنه .

محمود کاکا: په پته ئې نه پوهېږو چې څوک رښتيا وائي بس الله دې رحم اوکړي مليان وائي چې نه لري او ډاکټران وائي چې لري پته نشته چې د چا اومنو .
قادر سعيد خان ته مخ راواړولو او ورته ئې اووې سعيد خانه پته

نشسته چي دا څنگه بيماري ده مونږ خو تر اوسه يو بيمار هم په خپلو سترگو او نه ليدو ، او چي کوم ملگري ته کال کوو که هغه د هرې علاقې وي ، چي هلکه ستاسو په کلي يا محله کښې څوک شته يا ترېنه مړ دے ؟ نو لنډ به درته اوواښي چي نه نه خو مو څوک اوليدل او نه زمونږ ځاے کښې څوک شته دے پته نشته چي دا بيماري چرته ده .

سعید خان: ولې دغه د خوږ په غاړه کلي کښې هفته مخکښې پروېز مړ نه شے څه ؟

قادر خان: نو د دې څه پته لږي چي د هغه دغه بيماري وه او که نه؟ هغه خو د مخکښې نه بيمار وے .

سعید خان: تستې ټي ورله لېږلې وے کڼه د مرگ نه درې ورځې پس ټي تستې راغلې وے بيماري په کښې وه ما ټي د ورور نه تپوس کړے وے .

قادر خان: بس دغه بيا زمونږ د ليدو اولنې بيمار شے چي مړ شوے دے عبداللہ: سعید خان زما خيال دے حکومت خلک هسې پسې هم ډېر ويږول ځکه چي په موبائل کښې د کرونا خبرې، په اخبار کښې د کرونا، په ټي وي د کرونا په رډيو کرونا، پته نشته چي دومره به خطرناکه بيماري وي هم او که نه؟ خو دوي دا خلق ډېر زيات ويږولي دي .

سعید خان: د وېرې بيماري ده هم، ځکه که خداے مے کړه زياته شوه نو بيا ټي قابو کول ډېره گرانه خبره ده .

سردار ماما چي سعید خان سره په يو کټ کښې ملاست وے رانېغ شے د کټ په مينځ کښې ټي پرلت اووهلو سعید خان ته ټي مخ کړو او ورته ټي اووې يار سعید خان دې حکومت خو د دې بيماري نه ډېره فائده واخسته دومره پېسې ورله د نورو ملکونو نه راغلې چي حال مے وايه خو مجال شته چي عوامو کښې ټي چاله يوه روپۍ هم ورکړې وي .

سعید خان: سردار ماما دومره ډېرې نه دي راغلي څه نا څه راغلي . خو دا

گوري نه چې د احساس پروگرام په نوم ئې خلقو له خومره پېسې ورکړې؟
سردار ماما: کوم ډي په ټول کلي کښې پنځو کسانو ته ملاؤ دي باقي خبر
خبريت دے.

سعید خان: نورې به هم راځي کنه.
سردار ماما: سعید خان ستاسو حکومت دے ته ئې ځکه طرف کوې گني
هر څوک ترېنه خفه دي.

سعید خان: ياره سردار ماما ټول ملک خوشحالول هم ډېر گران کار دے ټول
خلق چرته خوشحالېږي.

سردار ماما: پروڼ نه او هغه بله ورځ زما واپه د دوبي نه راغلو راته ئې وې
چې د جهاز ټکټ په 1120 درهمه سرکاري رېټ وه او خلقو په درې درې او
څلور څلور زره اخستې وه.

سعید خان: نو خلق ئې ولې گران اخلي؟ زياتې پېسې دې نه ورکوي.
سردار ماما: څنگه به ئې نه ورکوي، هر سرے خپل کور ته ځان رارسوي او
هلته چې ئې کوم خلق کښېنولي دي هغوي له چې ورشي نو لنډ درته او وائي
ټکټ ختم دي او چې ځان له ورسره ملاؤ شي او زياتې پېسې ورکړي بس بيا
ټکټونه ډېر، داسې عجيبه غله ئې کښېنولي دي.

عبدالله: او دا هغه خلق دي چې دې حکومت له ئې د الېکشن د پاره په
کروړونو روپۍ د بهر نه رالېږلې وې او ډير خو سپېشل د ووت اچولو د پاره
راغلي وو. او بيا واپس لاړل او نن هم هغه خلقو سره دومره ظلم شروع دے
مجال شته که څوک پوښتنې والا ئې شته.

قادر خان: هغه بله ورځ سپريم کورټ د تېلو کمپنۍ والا راغونښتي وو او يو
هم را نغلو يعني يو کمپنۍ هم عدالت کښې حاضري او نه کړله دا لا څنگه
حکومت دے چې نه د عدالت اړډر چلېږي نه څوک د وزير اعظم مني.
محمود کاکا د کټ نه پاڅېدو او چې دوه درې قدمونه ئې واخستل نو

عبداللہ پرې اواز اوکړو محمود کاکا څه کوي؟
محمود کاکا: بچې لږې اوبه څښکم.

عبداللہ زر پاڅېدو او ورته ئې اووې کاکا ته کښېنه زه درله راخلم،
عبداللہ اوبو پسې ورغلو او محمود کاکا چې کټ طرفته راواپس شو او يو
قدم ئې واخستو نو يکدم په زمکه راپرېوتلو ټولو ورمنده کړله، محمود
کاکا ئې په ټوله کسه اوچت کړو او په کټ کښې ئې واچولو سعيد خان ورته
اووې محمود کاکا ته خو ډير زيات گرم ئې کنه، ولې بيمار خونه ئې؟ ماته
خو دې تبه ښکاري.

محمود کاکا يو ټوڅه اوکړو او ټوڅي سره ئې اووې او سعيد خانه
بچې پنځه شپږ ورځو نه مې سينه خرابه ده او تبه مې هم کېږي ډېر مې زړه
تنگ وه ما وې نن حجرې ته ووځه چې دا زړه دې لږه هوا اوخوري.

د محمود کاکا دا خبره کول وو او هر سره ترېنه په روستو شه او هر
يو ترېنه لږې اودرېدو، عبداللہ راغلو اوبه ئې ورکړې او بيا ترېنه هغه هم
لږې اودرېدو، يوه شېبه محمود کاکا ښه وه خو سمدستي ئې حالت په
خرابېدو شو ږچ پرې راغلو او په کټ کښې په ږچېدو شه سعيد خان، قادر
ته اووې، هله زرکوه د محمود کاکا زوي ته اووايه چې په پلار دې څه چل
شوې دے زر موټر راوله، قادر په منډه د محمود کاکا دې کره لاړو محمود
کاکا به په کټ کښې پښې کله نېغې کړې او کله به ئې راغونډې کړې سر به
ئې هم وهلو راوهلو خو مجال شته چې څوک د ويرې ورغله وے. هر سره د
کرونا د وجې نږدې نه ورتلو.

لږ وخت پس چې د محمود کاکا زوے او قادر چې په موټر کښې
راغلل او محمود کاکا ئې په غېږ کښې رااوچتولو نو د محمود کاکا په کټ
کښې صرف بدن پروت وه روح په کښې نه وه.

.....***.....

د ژوند چپې افسانه

مستقيم خان

په کلو او ښاريو کښې موازنه او مقابله کول نه دي پکار ولې چې ښار خپلې رڼاگانې لري او کلې خپلې ښکلاگانې لري د ښاريو شپې د گلونو نه ډکې وي او د کلو ورځې د خوندونو نه، د ښاريو شور د ژوند د گرمۍ احساس ورکوي او د کلو خاموشي د فطرت د خاموشي سکون او نرمۍ اهميت په گوته کوي لنډه دا چې د کلو او ښاريو دواړو ژوند دا شان ضرورت دے، ولې چې د دې دواړو مثال داسې دے لکه د يوې سکي دوه اړخونه، ځکه خوزمونږ دا دريز دے چې کله دې هم په کلي او ښار کښې ديو ذکر په دا ډول اونه کړے شي چې د بل ترې سپکاوے ښکاره شي آو، دا بيله خبره ده چې د بل سره موازنې نه بغير که د يو ځای تذکره په ځانگړي حقله اوکړے شي نو بده نه ده.

دا خبرې راته دې پورې راياددې شوے چې پخپله داخل يو ډېر وخت پس د ژمي په موسم کښې کلي ته راغلے ؤم. او که د کلي د هر تن نه پوښتنه اوکړے شي نو يقيناً اوبه وائې چې "دپو" او "ما" مياشتې اوږدې شپې، د جرې بارانونه کچه غټې کوټې و پرله پسې بهېدونکې ناوې چې کله اتفاق سره راجمع شي نو بيا د گهرپال د ساعتونو او مېنتونو خوځه چې د دقيقو ستن هم ولاړه محسوسېږي. وخت د تگ نوم نه اخلي او د دې نه په بيرته که سرے ميلمه شي او د ښار د منډي ژوند نه کلي ته په داسې وخت کښې راغلے وي، او د بيته تلو دپاره صرف د دې خبرې انتظار کوي چې جرې اوږهگي، باران په قرار شي او په ورځ کښې د شپې غوندے راخوږېدونکے دا تيارې په رڼا کښې بدلې شي نو انسان ته دغه وخت دا ډېره گرانه شي خو د مشرانو خبر "که گور گران دے نو د مړي ناکام دے" هر کله چې اوس مونږ په خپله خوښه دلته دراتگ فېصله کړے وه نو بيا دې هر څه ته مو هم غاړه

اکادمي ادبيات پاکستان

برکړې وه هسې دلته د خپل طبيعت او فکر دا خبره کول غوره گنړم چې که : يو څېز بې شمېره فاندې اخستونکې بنيادم هم د دغه څېز خود شمېر کوؤ و نهمگړتياؤ ته خوښ نه وي نو مناسبه نه دي چې بيا ئې د منفعتونو تذکرې و خوشحالي هم اوکړي. هر څو که زه د خپلې دې رائې په حقله گن شمېر مثالونه راوړم شم خو د يو مثال هم ضرورت نشته ولې چې پوهان پوهيږي و ناپوهه په دوه قسمه وي اول هغه چې خان پوهول نه غواړي او دويم هغه چې د پوهېدو نه قريبا وتې وي. نو خبره مو دا کوله چې په دغه شان موسم او باران کښې مونږ هم دخپل عارضي او فاني ژوند خو ساعتونه تېر کړم وي هم دا سبب دې چې له هغې نه په وروستو اوس کله چې د ژمي په موسم کښې باران جړې شروع شي نو يو دم ماته هغه وخت بېخي داسې راوړاندې شي گويا زه ئې په خپلو سترگو وينم. داسې نه چې دغه وخت هم په دغه وخت کښې ماته د دغه کلي مشر بابا کړم وه کوم چې مونږ سره په ډېره کښې په خپل خواهش ناست وو. هغه زيرک بابا چې پوهه شو چې اوس ميلمانه د باران يخې او تيارې په وجه لږ څه پرېشانه حال شو نو څه داسې وينا ئې شروع کړه.

تلمو! هرڅوک زه وينم چې تاسو لږ کوتم پرېشانه شوم ئې خو زه غواړم چې پرېشاني د حال نه مو د حيراني په ور يوې بلې دنيا ته داخل کړم هر څوک مونږ وړاندې تر ډېر ساعته د خبرو اترو په نتيجه کښې دا منلې وه چې بابا جي يو جهان دیده او زيرک انسان دې خو بيا هم دې وروستنی خبرې ئې يقيناً چې مونږ حيران کړو. او انداز ئې هم دومره اثر کوونکې وو چې يو دم ورته مونږ ټول غوږ غوږ شو او بيا هغه مشر بابا جي په يو ساخپلې خبرې په دا ډول شروع کړم.

تلمو ښه مې ياد شي چې دغه شان وخت، موسم او حالات وو هم دا شان باران او جړې وه چې هغه خبر مو تر غوږو شو کوم چې د ټول کلي په شان زه

هم د حيرانۍ په سيند کښې ورډوب کړې وم. د برکلي معتبر ملک په حقله به مونږ دا قسمه خبر هم چرې په ژوند کښې واوړو، توبه توبه.....

مشر بابا به لاترڅو اپوټه لاسونه غوږونو ته وړل چې زما ملگري ترې په تلوار تپوس اوکړو تنه بابا جي نو داسي کوم خبر وو چې تاسو سره د نورو خلقو نې دومره حيران کړې وې. بابا جي شايد د خبري اورېدو سره فوراً محسوسه کړه چې وخت لږ کوټې زيات اوشو ځکه نو ئې بيا د شوع پېښې لنډيز څه داسي شروع کړو.

او بچي! وائم درته خو له دې نه وړاندې د دغه ملک په حقله هغه څو خبرې کول غواړم چې تاسو ته بيا د دغه پېښې او که سانحه ورته ووايم نو شايد چې د فهم دپاره به زيات درست وي، د شدت په ښه شان اندازه وکړې شي.

مونږ که هر څو دا غوښتل چې بابا جي د دغې واقعي بيان زر تر زره اوکړي خو که گور گران دے نو د مړي ناکام دے په مصداق مو هغه ته سرونه په داسې اندازه کښې اوخوزول لکه چې ورته وايو بابا جي ستا خبره بالکل ټيک ده.

هغه خپله وينا په ټکو کښې جاري وساتله "بچو دغه ملک چې نور هرڅنگه وو بنو چا ئې څه باک نه گنړلو ولې چې کم نه کم په دومره خبره خو د کلي هر تن پوهېدو چې د ضد کم او مذکوم کله کېدے شي او! وې به، يو شمېر ملکان، حاکمان، غنيان او د اسارت فضيلت لرونکي خلق به داسې هم وي چې د خپلې کمزورې طبقې خيال به ساتي، د هغو په غمونو او ښادو کښې به گډون هم کوي د هغو سره به بې زباتنې لاس امداد او مرستې هم کوي خو د بده مرغه له دې ترېخ حقيقت نه هم انکار نشي کېدے چې د مال، منصب، مرتبې او حسب ونسب نشي د تماشو وي.

ما به لاڅه جواب ورکولو چې ملگرے مې وړاندې شو او فقط دومره ئې

اوښل. او بالکل هم دغسې ده د دې خبرې په اورېدو د بابا جي په مخ د قرارے خو چېې وار په اور تېرې شوے د انسان فطرت دے چې کله د هغه سره اتفاق اوشي نو يو عجيب شان سکون محسوسوي او د دې په عکس کله چې د اختلاف غږ ئې ترغوږو شي نو بيا د بې قرارے رنگونه ئې په مخ اوږي راوړي. بابا جي ته جوړ احساس وشو چې باران په قرار شو او ميلمانه به هم سترې ستومانه شوي وي نو ځکه ئې بې د څه وقفې نه وړاندي وينا شروع کړه.

د دغه ملک يو نا خوښه عادت د هر چا په ځانگړي معاملو کښې بې ضرورته برخه اخستل او د بنيادمو په وړه شان غلطۍ او کوتاهي هم خندا و مسخرې کول وو. ښه مې ياد دي چې کله به د چا د عزت او ناموس په خفله گوته پورته شوه نو سوا له دې نه هر تن به خاموشه وو، او دا به ئې غوښتل چې خبره رفع دفع شي او دچاعزت، احترام او مقام ته ضرر او نه رسي خو داسې بد نصيبه د ټول کلي په مقابلې کښې يو داسې سرے وو چې ټوټې او خندونې به ئې ورپورې کولې. هر دويم تن چې به ئې بيا موندو نو دغه بحث به ئې بيا بيا تازه کولو مړو سرو ټکو ته به ئې پوځي ورکول.

مونږ دغه خبرې اورېدې چې د گاونډي عبدالله نومې زلمي د کوره چائے راوړې او هر تن ته ئې بې پوښتنې پيالۍ ډکې کړې. مونږ هم څه غږ اونه کړو او د يو تن نيم نه علاوه ټولو دوه دوه پيالۍ وڅښلې مشر بابا جي د اخري گوټ نه پس خپله وينا څه په دې ډول شروع کړه.

"بچو هغه چا رښتيا وښلي دي چې د ازاره چا بازار نه دے موندلے. هم هغه اوشو د کوم نه چې د کلي هر پوهه ويرېدو. زمونږ سره د ښار نه په اول خل کلي ته راتلونکے ملگرے يو دم لکه چې ويخ شوے وي نو ځکه ئې په تلوار پوښتنه وکړه. بابا څه چل شوے وو هن! تاسو سره د کومې خبرې ويره ده؟ هغه په دې خبرې په ښکاره ټکو کښې کول هم مناسب نه وي. خو بس په دومره قدرې خبره ځانونه پوهه کړے چې د ټول کلي د مشرانو په يادښت

کښې يو ځل نيم په کلي او يو ځل دوه د خواؤ شا په علائقو کښې هغه بدي
پسيلي شوي وي چې چا به هم د هغې په حقله څه قسمه تذکره او ياد دهاني
نه کوله خو بس يو دغه تن وو چې بيا بيا او په هر مجلس کښې به نې دغه
اور ته پوکي وهل خو د ژوند چېې هم لکه د سمندر د چپو په مثال کله بره
ځي او کله ښکته . دا شان چې د دغه ملک د زوال وخت راغلو نو دومره
لوي چېې اووهلو چې د دواړو طرفو نه نې بندي کړو ولې چې که يو خواه نې
وزاره وو نو بل خوا او دا ځل دهغه په چپ پاتې کېدو يو تن ته هم د څه
تجسس او تلوښه پېدا نه شوه ولې چې د محفل شريک هر ملگرې پوهه
شو چې معتبر ملک د دغه بدي واقعي نه پس به يقيناً معتبر نه وي پاتې او
له دې نه په بيرته هغه ته به دا سبق هم په نې شان حاصل شوي وي چې
انسان ته د ځيني جرمونو او گناهونو سزا په دې دنيا کښې هم ورکړي
کېدې شي نو پکار ده چې د ژوند په چپو کښې نه خويو تن مايوسه شي او
نه دې چرې د کبر او غرور ښکار شي بل پسې کېدونکې خدا يو ځل خان ته
هم راگرځي هم دا خبره ده چې مطالعې او مشاهدې نه هم حاصلېږي او
تجربې نه هم ثابتېږي

.....***.....

لمبه افسانه

ابراهيم رومان

د حسن بي بي جامي به لکه د چرسيانو څا په څا په چن چن وي
خو فرق تش دومره وه چې د چرسيانو لمن لکه د غلبيل سيوري سيوري
وي او د حسن بي بي ټول قميص به چن چن وه خو حسن بي بي په تنور د
بنائسته او د درنو ډوډو پخولو له پاره مشهوره وه او تنور چې لمبه شي
خامخا ترې نه سپرغي الوخي او څوک چې د تنور غاړې سره ولاړ وي که
ډوډي پخوي او که نه خو سپرغي ئې په جامو سلام اچوي

د حسن بي بي په کور کښې د حسن بي بي نه علاوه د هغې انگور،
هم اوسېدله او زوې ئې بهر ملک کښې د مزدوري په غرض تلې وه د
حسن بي بي خاوند چې کله وفات شئ نو د حسن بي بي ورور دا سره د
هغې د انگور چې د ده لور وه خپل چم ته د استوگنې لپاره راوستل او د
ځان سره ئې ورله دېوال په دېوال کور اوينو د دې وجې نه د حسن بي بي
د زوي په غېر موجودگي کښې هېڅ د غل غدو وېره نه وه

د حسن بي بي زوې دوه کاله پس چې د بهر نه د شپږو مياشتو
لپاره خپل کور ته راغې نو د ده لپاره کور ځکه نا اشنا نه وه ځکه چې دلته
ئې د ماما کور وه او دې به دلته تلو راتلو ناصر ته يوه ورځ خپلې مور
حسن بي بي د ده د غوږ نه تېره کړه چې دا ښځه دې ډاکټرې ته اوبنايه چې
ما خداي پاک د نمسي نيا جوړه کړي ناصر هم داسې اوکرل او خپله ښځه
ئې ډاکټرې له بوتلله ډاکټرې ورته تېستونه اوليکل او دواړو ته ئې د
تېستونو په نتيجه کښې دواڼي اوليکله.

گلنار د حسن بي بي د ايکي يو ورور لور وه چې ډېره پرې گرانه وه
هسې هم دوي په کور کښې خواښې او انگور اوسيدل چې څه به د دواړو

اکادمي ادبيات پاکستان

خوښ وو هغه به ئې پخول او دغسې د ناريناؤ قدغن پرې نه وه د خپلې
خوښې اغوستل به ئې کول دغسې د گلنار او حسن بي بي ډېر ښکلې ژوند
تېرېده.

د کله نه چې حسن بي بي دې کور ته راغلې وه دا به د شپې په
مينځو کښې د کوټې نه بهر راووتله چې د گلنار به کله سترگې او غړېدې
نو د خپلې ترور په کټ به ئې چې سترگې اولگېدې نو د وېرې به په کټ
کښې راټوله شوه خو زړه کښې به ئې راغلل چې ترور به مې چارچوبې ته
تلې وي او سترگې به ئې ورغلې يوه شپه د حسن بي بي په راپاڅېدو
گلنار هم بيداره شوه او ځان ئې غلې کړو او حسن بي بي پسې لږ وخت
پس گلنار هم د کوټې نه برانډې ته رابهر شوه ناگهانه ئې په تنور نظر
پرېوته تنور لمبه شوې وه او غرغندې ترې نه ختلې حسن بي بي به په
لمبو وربښکته شوه او ټوله لمبه به ئې په غېږ کښې راټوله کړه او د تنور د
لمبو سره به ئې مستي کوله که څه هم دا د څلوېښتو کالو په عمر کښې وه
خو بيا هم لکه د پېغلې ئې مستې ښودله چې لمبې کمېدې نو گلنار د
برنډې د ستن د شا نه کوټې طرفته روانه شوه او ورپسې حسن بي بي هم
څه شېبه پس کوټې ته راننوته.

گلنار به هم د حسن بي بي په شان د حسن بي بي د دا قسمه حرکاتو
نه هر د شپه خوند اخستو يوه شپه په حسن بي بي ايشېدلې تبه راغله او په
خپل مقرر وخت ئې گزاره وکړه او اوډه شوه گلنار د موقع نه فائده
واخسته او په مزه مزه د تنور طرفته روانه شوه چې دا تنور ته نژدې شوه
تنور په غرغندو شته گلنار لکه د حسن بي بي د دغې غرغندو نه غاړې
اخستې او ورټيټېدله به پرې او ښه خوند ئې ترې پورته کړو او کوټې ته
راستنه شوه.

په حسن بي بي د شپې تبه عاده شوه او گلنار به د دې تبه نه فائده
 اوچتوله يوه ورځ گلنار زړه خراب شوه او چې د حسن بي بي پرې نظر
 پرېوته نو په زړه کښې نې تېر شول چې زما زوے خو مياشت مخکښې د
 کور نه بهر تلې دے خو ماته مې زوي د تېستونو حالدهم وئيلے ددے چې
 مسئله مې زوي په کښې ده حسن بي بي په هغه وخت کښې د خپل قابو نه
 بهر اووته کله چې گلنار پښه په خان پسې درنه يوړه او په خپل سر نې
 خان له راکښود

.....***.....

افسانه اجل

فراق اپريدے

ڪله چي گل مير خان د ڪرش مشين گير اڀو او نورو پورزو ته ئي گريس او
د خاورو تيل ورڪول نو تر هغي د باران تيزي شبيي سم لوند خيشت ڪرے
ؤ، ژمے ؤ نو بدن ئي سم د يخني نه واوره شوء ؤ، خو هغه لا د باران او
د يخني په قيصره ڪنبي نه ؤ،

خڪه چي دغه ڪار سر ته راسول ڪه يو طرف ته د نپڪ حڪم ؤ نو بل اڀر ته
د گل مير خان ذمه واري هم وه، د ڪار د خلاصيدو نه پس د ڪرش مشين
د ڀري ته د رانوتلو سره سم د لڙيدلي هيتر سره جوڻي ڪيناستو، چي خان
گرم ڪري، نو بيا به د لاسونو پاڪولو او لمدو جامو د وچولو سره گوري،
د يخني زور ورباندي دومره زيات شوء ؤ چي د هيتر تودوالے ورته هڏو
محسوسيدو هم نه،

د سختي يخني له ڪبله د خوار گل مير خان دا خبره په شپڙم جس ڪنبي هم
نه وه چي گني زما لاسونه په گريسو او لستوني مي د خوارو په تيلو سخا
شوي دي، د هيتر د تودالي سره د گل مير لاسونو او جامو اور واخستو،
اور دومره په توندي سره د گل مير خان په جامو او په بدن پوري شو چي
تر څو هغه د خپل خان نه اور مږ ڪولو مږ ڪولو نو نيم بدن ئي د لمبو په
ولقه ڪنبي راغلي ؤ، د گل مير خان سره په خواه ڪنبي يوه ڊڪه ٽپڪه
بوشڪه، پراته وه، چي د ڀري وار خطايي نه ئي هغه ڊڪه ٽپڪه په دي خيال
په خان را واپوله، چي گني په دي ٽپڪه ڪنبي اوبه دي، او ددي اوبو سره
به د هغه په وجود لگيدلے اور مږ شي، خو گل مير خان غريب څه خبر ؤ
چي په دي ٽپڪه ڪنبي اوبه نه بلڪي د خاورو تيل دي.

.....***.....

اڪادمي ادبيات پاڪستان

بدله

شاه محمود خان مومند

فرحان سحر وختي خان تيار ڪرو او انٿرويو له پاره ٻنار ته په رنگين سوچونو ڪنبي روان شو. هغه په خان پوره باور وو چي نوڪري به ورته ميلو شي، بيا به د خپلي خور واده هم اوڪري، د پلار علاج به هم اوڪري، مور پسي به خيراتونه او صدقي هم ڪوي او داسي نوري مسلي به ئي هم ختم شي. ڊپر زيات خوشحاله وو، ڪله ڪله به ئي د خپل واده سوچ هم اوڪرو خو بيا به ئي سر سنڊو هلو چي نا- ڪله چي مي ده پلار خوبه شي نو واده به ڪومه. مور ئي دوه ڪاله وړاندې هم ده دي غمونو د لاسه مڙه شوي وه او فرحان ته هغه وخت ڊپر بنه ياد وو چي مور ئي مڙه وه او په ڪور ڪنبي ئي د هيڻ درڪ نه لگيدو. داسي نور هم ڊپر غمونه وو چي د فرحان ڙوند ئي تاله ترغي ڪري وه خود فرحان حوصلي ته سلام چي نه خو پري پلار پوهه شوه وو او نه ئي خور ته دا احساس شوه وو چي فرحان د ڪور غمونو څومره خپلي دے، ٽوله ٽوله شپه رونهي او په سلگو سلگو اوده ڪيري.

فرحان هم په دي سوچونو ڪنبي ٻنار ته اورسيدو، د ڪمپني په گيت چي نتونو نو په ريسپشن ڪنبي ورته يو ٻنڪلي جيني سلام اوڪرو او ورته ئي اوٿيل چي "سر! تاسو دلته ڪيني او د خپل نمبر انتظار اوڪري." فرحان چي ڪولے نو ڇه به ئي ڪولے، بس په يو ڪرسي ڪيناستو او انتظار ئي ڪوو، په سبق د لکھونو روپو تاوانونو نه روستو هم هغه ته نوڪري نه مېلاویده، خو بيا ئي هم د خپل روبانان مستقبل سوچونه ڪول. بل طرف ته په ريسپشن جيني هم د فرحان ده حسن په سوچونو ڪنبي ٻنڌه شوي

وه، او هم دا دعا ئې كوله چې الله دې او كړې چې فرحان ته نو كړي ميلو شي. فرحان هم ډېر بنسكلې وو. جيني د فرحان په ديدن نه مړېده، چې څوك د فرحان نه روستو هم راغلي وو نو د فرحان نه ئې مخكېنې كړل او د ټولو روستو ئې فرحان ته اجازت وركړو چې د نو كړي له پاره انټرويو وركړې. فرحان د كمپني CEO دفتر ته انټرويو له پاره ننوتلو نو په خپلو سترگو ئې يقين نه راتلو چې د دې كمپني مشر احسن دے. ځكه چې احسن د فرحان د كالج ملگرے وو او د احسن نه په سبق كېنې كمزورے هيڅوك هم نه وو. فرحان ته اندازه اوشوۍ چې وس خو راته نو كړي بالكل نه ميلاوېږي ځكه چې په كالج كېنې د احسن رويه هيچا سره سمه نه وه، احسن يو نالائقه طالب العلم وو او ټوله پرچه به ئې په نقل كوله خو هيچا به ورته نقل نه وركوو ځكه چې نور هلكان به د خپلي پرچې د حل كولو په سوچ كېنې وو او د احسن د لاسه به دوي ته ډېره مسله وه نو هر هلك به دا كوشش وو چې ده احسن نه لرې كېنې او هم دا وجه وا چې ده احسن ټالې به هيچا سره كړنگ نه خوړولو.

”دا خو ډېر ښه اوشو چې ته هم راغلي.“ ده احسن. اواز فرحان د سوچونو نه را اوويستو. احسن په خدا شو او ورته ئې وئيل چې ”ستاسو د وجې مانه خپل سبق پاتې وو او اكثر به ستاسو د وجې فيل كيدم، تاسو خو زما په كار راغلي نو ما وئيل چې زه ستاسو په كار راشم.“ ”ډېر خوشحاله شوم چې تاسو د دې كمپني مالک ئې او بله دا چې تاسو زمونږ په كار راشي دا نوره هم ښه خبره ده.“ فرحان جواب وركړو. ”نا نا- داسې نه ده، زه غواړم چې تاسو زما نوكران شي او د ټولو تكليفونو بدل درنه په يو ځل واخلم، او دا درته اوبنايم چې اصلي خيز علم نه دے، اصلي خيز دولت دے، چې ستاسو په شان قابلان ئې زما نوكران كړل.“ احسن ډېر په كبر سره لگيا وو او فرحان ضمير ئې ملا مته كولو ”نا احسن

صیب :-! تاسو په غلطه یې، اصل دولت علم دے او د علم نه بغیر دولت هسې تش کاغزونه دې خو ستاسو په شان بې تعلیمه خلک په دې څه پوهیږي؟” فرحان هم د احسن په خوږو الفاظو کښې بې عزتې او کره خو احسن په دې خبرو ځان ناغرضه کړو او ورته وائي چې ”تاته پته شته چې د تانه مخکښې کاشف، ذیشان، عدنان، ضیاد، عمران، اویس، امن او عمیر هم نوکری له راغلي دي، ریحانه، نجمه، سمیره، عقيله او مناحل هم دلته نوکري کوي، د دغه کالج نه چې څوک فارغ شې نو زه به ئې د خپلو پښو خاورې کومه، بس یو ته پاتې وې. او زما هم دا ارمان وو چې ته هم دلته راشې او د ټول عمر بدله درنه واخلمه.” “اوه! بیا خو نوره هم ښه خبره ده، داسې ښکلې بدله خو زموږ ارمان دے، خو دا راته اووایه چې زما کار به څه وې او تنخواه به مې څومره وې؟” فرحان خیال وو چې احسن دوې سره هسې گپ لگوي، لگ وخت له د فرحان نه د کور غمونه هېر شو او د کالج ملگرو په باره کښې ئې سوچونه شروع کړل.

”ستاسو په شان غریب خلکو له موږ ستاسو د سوچ نه هم زیاته تنخواه ورکوو، تاسو پیسې سه لیدلې دې بس شل زره (20000) روپي به ښه په وخت درکومه.” د احسن خبرو نه فرحان ته احساس او شو چې دوې په رشتیا زموږ بې عزتي کول غواړي. خو بیه هم فرحان ملگرو سره یو ځای کار کولو او د کور حالاتو له وجې کار ته غاړه کښوده. ”او رشتیا ستا کار به صرف میلمنو له چائې پخول یې.” د احسن په دې خبره فرحان له بې حده غصه ورغله خو ځان ئې په قابو کښې کړو او وئیل ”سر! بې ایس سافت وئیر انجینیریمه – د لگ کار په ځای رانه ډېر کار واخلي خو داسې خومه کوئ.” ”نو په دې کښې د خفگان سه خبره ده، ستا کار خو ډېر د عزت دے او نور ملگري خو دې څوک جارو وهي، څوک باتهر و مونه صفا کوي، څوک کپړې وینځي او دا رعایت ستا د پاره ځکه

دے چې يو ځل دې راته په پرچه کښې يو سوال ښودلې وو: "احسن مسکې شو او د فرحان مخ د غصې نه تک سور شو." دغه يو سوال په خودلو باندې هم زما ضمير ما ملامته کوي. ما کله هم دا سوچ نه وو کړې چې ته به دومره د احلاقو دائرې نه لويده انسان يې. "فرحان په غصه کښې روان شو، احسن ورته آواز اوکړو چې "خير يو دوه ورځې پرې سوچ اوکړه زما زړه ډېر غټ دے، نوکړې که دې خوبه وي نو بيا به هم درکم او چائے اوڅکه څکه چې بيا به مونږ ستا د لاس چائے څکو.

فرحان ډېر په غصه د احسن دفتر نه اووتو خو په ريسپيشن ناسته جينې ورته په لار کښې اولاره وه، ورته ئې اووئيل "سرا پليز ماسره يو دوه خبرې اوکړه، پليز!" فرحان د غصې د وجې هيڅ او نه وئيل خو لگ شانتې په مزه شو او جينې ورته وائي چې "سرزه نجمه يمه، ما هم په دغه کالج کښې سبق وئيلے دے، ستا د کور د حالاتو ماته پته ده، د خور ارمانونه دې پوره کړه، د پلار علاج دې هم درته په غاړه دے، او ستا هم ډېر ارمانونه دې خو دې غربت خدا ته نه ئې پرېښے، پليز سرا ز مونږ د کور هم دا حالات وو." فرحان د نجمې په خبرو ډېر حيرانه وو او ډېر په غور سره ئې د هغې خبرې اوريدلې. "سرا که ستاسو پلار ته پته اولگېده چې نوکړې درته ميلاونه شوه نو زړه به ئې تق اوچوې." نجمه داسې لگيا وه لکه چې د ماشوموالي نه فرحان سره راغټه شوې وي او يا ئې څه نژدې رسته داره وي. "نو زما پلار خوبه د غم نه مړ شې که دا پته ورته اولگېده چې زه دلته چائے پخومه." فرحان په وړومبې ځل خبره اوکړه. "ستا پلار ته به هيڅ پته نه لگې، دا ځائے د کلې نه ډېر لرې دے، دلته نوکړې کوډه او نورو ځايونو کښې کوشش کوډه چرته ښه نوکړې به درته ميلاو شي، او بله دا چې دلته هيچه ته پته نه لگي چې دلته څوک څه کار کووې. چې څوک دلته راشي نو داسې محسوسوي چې گنې دا ټول کلاس فيلو دې او لکه د

هاستل په شريکه کار کوي. "نجمي فرحان په نوکري کولو باندې راضي کړو او د "رارون وخت" سوچونه ئې کول. فرحان هم د نجمي د خبرو نه ډېر متاثره شو او ډېر په مينه ئې نجمي ته اوکتل چې ستا څنگه خوښه وي وس به هغسې کومه. نجمه په سوچ کښې ډوبه وه چې کومه به هغه ورځ وي چې ته زما په خوښه جوړه کوي. نجمه ډېره زياته خوشحاله وه، هغې په ورومې نظر ليدو باندې فرحان بې زړه بائللې وو، او دا ئې ارمان وو چې فرحان دلته نوکر شي. دواړه په گپ شپ لگيا وو چې چائې راغلې او ورسره د فرحان ټول ملگرې هم راغلل. فرحان د دفتر په ټولو حالاتو پوهه وو ځکه په خدا شو او ورته وائي چې "ماته هم د چائې پخولو نوکرې ميلاو شوه، څه به درسره صفائي کومه، کپرې به وينځمه او تاسو به هم کله کله ماسره چائې پخوئي." ټول په خدا شو، نجمه هم د "ښه وخت" په سوچونو کښې ډوبه وه.

وخت تيريدو سره سره به احسن ته د فرحان او د هغه ملگرو غصه زياتيدله ځکه چې احسن به خپل کبر او بې عزتي کولو کښې زياتوالې راوستو خو احسن د فرحان د اخلاقو نه ډېر متاثره وو، فرحان سره به ئې ډېره گزاره کوله. بيا هم فرحان خپله او د ملگرو بې عزتې کله هېرولې شوه کومه به چې احسن هره ورځ کوله. فرحان د احسن نه پوره معلومات اوکره چې دا کمپنې ئې څنگه جوړه کړي، په ټوله طريقه ئې ترې ځان پوهه کړو، او يو منصوبه ئې جوړه کړه خو د وخت په انتظار وو.

يو ورځ احسن د ملک نه بهر څه کار پسې لاړ، هم دا موقع وه چې فرحان د ټولې کمپنې ملازمينو له پاره يو پروگرام اوکړو او هغوي ته ئې خپله منصوبه مخې ته کړه. ټول ملازمين د دې ورځې په انتظار وو خو يو ښه ليډر او ښه منصوبه ورته نه وه معلومه. احسن چې راغله نو ټولو

ملازمینو له ئې د تېري دوه میاشتو تنخواه ورکړه، هم په دغه ورځ ټولو استعفي هم ورکړه او یو دفتر ئې هم د مخکښې نه په کرایه نیولې وو. احسن ته د ملازمینو په استعفي ډېر تکلیف اورسیدو. په سوالونو مینتونو ئې د دوي راضي کولو کوشش اوکړو خو ناکامه شو، بیا ئې د عدالت دروازه اووهله خو هلته هم ناکامه شو. ځکه چې ملازمینو عدالت ته اووئیل چې مونږ دوه میاشتې مخکښې استعفي ورکړې او د دې گوهان او ثبوتونه هم شته. د احسن کمپنې په یو ورځ په ځان کیناسته. نور ستاف اختلو کښې د میاشت نه زیات وخت اولگیدو خو بیا ورته پراجیکټ نه میلاویدل ځکه چې فرحان او د هغه ملگرو نورو کمپنو سره د مخکښې نه معاهدې کړې وې.

بل طرف ته امن اینډ کمپنې ورځ په ورځ ترقي کوله. احسن سوال ته کیناستو او د هر څه بائیللو نه روستو ئې "امن اینډ کمپنې" ته د نوکري د پاره درخواست ورکړو. هغوی ئې درخواست قبول کړو او احسن ته ئې اووئیل چې مونږ ستا په شان ظالمان نه یو. چې کوم کار کولې شې هغه کوډ. احسن په خپله خوښه جارو رواخسته او وئیل ئې چې "دې کار نه علاوه بل هیڅ کار نه شمه کولې".

"امن اینډ کمپنې" ټول ملازمین ناست وو او د احسن کبر او غرور او لاچاري ذکر ئې کوو. نجمه گویا شوله چې "په احسن ستاسو د ټولو غصه یخه شوه که نه؟" "او او..." ټول په خندا شو. "خوسلا زما غصه نه ده یخه شوې." ټول حیران شو او په یو ځل ئې اوئیل چې "څه مطلب...؟" "مطلب دا چې اصل کښې احسن زما د ماما ځوې د مې او په ماسو متوب کښې ورسره زما کویزدن شوې وه. خو بیا هم ئې سره د رسته داري او د بي ایس (هانر) سافت وئیر اینجینئر ډگري زما دومره بې عزتي اوکړه." د نجمي په دې خبره ټول حیران شو. ځکه چې د نن ورځې پورې

هيچا ته دا پته نه وه چي احسن د نجمي د ماما خوي د ۷ او کویزدن ئي ورسره هم شوي ده. "زه غواړم چي کویزدن ورسره هم ماته کړم. خو ستاسو د مرستي به حاجت وي، او که تاسو مرسته او نکره نو بيا زه دا کمپني پرېدمه." ټول په خدا شو او يو يو ورته اوئيل چي "څنگه ستا خوښه وي هغسې به کيږي، ز مونږ د ټولو غصه يڅه شوې او ستا غصه به هم سره وو." نجمي اوئيل چي "اخي ري ره کومه چي زه احسن سره کویزدن ماتومه خو فرحان به ماسره نکاح کوي. نو هله به مې خوا يڅه شي، بس--" ټول حيران شو او بيا لږه موده پس د نجمي غصه هم يڅه شوه.

.....***.....

قيصه بر (خاکه)

گل محمد بېتاب

د مېاندو او نېاگانو قيصې مو يادې دي چې خپلو ماشومانو ته به ئې د شپې کولې او ماشومان به هله اوډه کېدل چې قيصه به ئې واورېدل. عجيبه خبره به دا وه چې کومې قيصې کېدلې نو هغه به د بادشاهانو، شهزادگانو او شهزادگو وې. بلکه د هرې قيصې د پاره به بادشاه ضروري و. بيا د هغه بادشاهانو طبعيتونه به هم ډېر عجيبه وو څه ناويا ته فرمائشونه به ئې کول. اکثراً به شهزادگان د پيريانو، ديوانو او جادوگرو سره جنگېدل د هغه ديوانو خصوصيات چې به قيصه کښې راغلل نو ډېر ويرونکي به وو خو شهزاده به د کوم غېبي مدد په وجه د دوي مقابلې کولې. کله کله خو به يو ماشوم نيم تپوس اوکړو چې دا شهزاده ولې نه مري ځکه چې داسې ديوان هم دې قيصو کښې وو چې زرمه گرز به په اوږه گرځولو خو مېاندو او نېاگانو به ورته په جواب کښې وئيل چې د قيصې شهزاده نه مري. بس بيا به چا اعتراض نشو کولې. دې قيصو او داستانونو کښې ډېر داسې کارونه کېدل چې انساني عقل ئې منلو ته نشو جوړېدلې خو بس د وخت تېري يوه ښه ذريعه وه او انجام به ئې ښه و. ځکه نو هر څه به چې قيصه کښې وو مجال دې که چا پرې اعتراض کېدو. تر دې چې په يو داستان يا قيصه کښې به هر څومره مبالغه وه نو خلقو به پرې هېڅ نه وئيل بلکه دا هر څه به ئې په شوق اورېدل. مثالونه ئې ډېر دي خو يو به ترې ذکر کړو چې د مبالغې بهترينه نمونه ده. لکه يوه ښځه پېرۍ يا ښاپېرۍ وه چې د هغې په تشو متيازو به اووه ژرندې گرځېدلې. نو اوس اندازه اولگوئ چې دې به اوبه څومره څښلې. دا په يو شهزاده مښه وه نو اکثر به ئې په بډه گرځولو اوس د حيرانتيا خبره دا ده چې د

اکادمي ادبيات پاکستان

دې جامې به څومره وې خو سر دې اوخوري بس داستان يا قيصه وه نو-
 خبر يو ځل شهزاده دې سره يوه کوټه کښې پروت وه دواړه اوډه وو نو د
 پېړۍ يا بڼاپېړۍ نه باد لارل ورسره کوټه کښې طوفان راغلو شهزاده ئې
 اوچت کړو- کوټه کښې چې د لوگي د پاره کوم سورۍ وه په هغې کښې
 پورته لاړو خداي خبر چې څو شلې ميله لرې ئې غورځولې وه چې بيا
 بڼاپېړۍ اوموندلو- دا قيصې او داستانونه به د کورونو سره سره حجرو
 کښې هم وئيلې او لوستلې کېدل- د مشرانو نه مو اورېدلي وو چې د
 فصلونو په وخت کښې به قيصه پر راتلل او دوي به حجرو او درموندونو يا
 نورو لويو ډاگونو کښې قيصې کولې او خلق به ورته غوږ غوږ وو چې
 دوي له به ئې د دې په بدل کښې غنم- جوار- اوربشې- گډه وغېره ورکول-
 دوي کښې به ځينو سره د موسيقۍ يوه نيمه آله هم وه او اکثر داستان يا
 قيصه به ئې په نثر کښې بيانوله خو په مينځ مينځ کښې به ئې پکښې کله
 منظومه برخه د آلاتو سره په ترنم کښې وئيله خو د دغه مشرانو تر مخه د
 دوي د وېنا انداز به داسې وه لکه چې چا به ترې رق نشو وهلې او د دوي د
 دلچسپ انداز له کبله به کله کله خو يوه قيصه دوي په هفتو هفتو اوروله-
 دغه قيصې به ترې سړو واورېدلې دوي به کورونو کښې ښځو ته اوکړې
 ښځو به د خپلو نورو قيصو سره په ذهن کښې جمع کړې او خپلو
 ماشومانو ته به ئې د شپې کولې- دغه هنر مند قيصه پر مونږ نه دي ليدلي
 خو د نياگانو او مېاندو قيصې مې اورېدلې دي- ما به تل دا ارمان کولو
 چې کاش دغه قيصه پرې کښې مې چرته يو خو ليدلې وې يا ئې چا
 ريکارډنگ کړې وې نو څه خوند به ئې وه خو دا ارمان مې نه پوره
 کېدلو- البته ډېر په خواړو مې د جديدې زمانې يو قيصه پر پېدا کړې
 دې او زما يقين دې چې ده يا خو خپله دغه قيصه پر ليدلي او يا ئې
 داسې څوک ليدلي دي چې د دغه قيصه پرې انداز ئې وه او ده ترې

استفاده ڪري ده ڇڪه نو د هغوي انداز ئي خپل ڪرے دے۔ البته ده ته زما نه بدله سوي وه او د اور بدلوه په ځاے خبره ليكلو ته راغلي وه۔ بله دا چي اوس هغه سان قيضي هم نه دي چي پکښي دي ماورائي مخلوق کارونه ڪري بڼکه د داستان نه خبره ناول ته رارسيدلي ده ڇڪه نو ده هم خپل فن د دي په ذريعه رابڼکاره ڪرے دے او د يو قيصه پر په نامه ئي ځانله مقام حاصل ڪرے دے۔ دا ځانله يوه دلچسپه خبره ده بلکه حادثه ده چي دے ځنگنه ناول نگار شه او ځنگه نه دا فن رابڼکاره شه خو دا قيصه پر مناسبه نه لري د رخت چي وياو دے د مضبوط او کوتلي وجود څښتن دے۔ ښکلي څهره ئي ده چي د يو خوږ دروند مشر مينه پرې ماتېري۔ د خبرو انداز نه هم ډېر زړه رابڼکون لري خپله وائي او بل ته هم غوږ ږدي۔ آواز ئي هم درميانه دے۔ په قد برابر او ښه چاق چوبند ښکاري، د روايتي پښتنو مشرانو غوندې مهربانه او مشفق سرے دے۔ د چائے ډوډي هم مړنې دے او که څوک ئي مېلمه شي نو په قدر عزت کښي ئي هېڅ کمه نه کوي۔ د يارانو دوستانو سره تعلق په نره پالي۔ البته په وروستو کلونو کښي ډېرې ناستي او سوچونو د شوگر په مرض اخته ڪرے دے۔ ادبي غونډو او مجلسونو له داسي ډېر نه ځي خو بېخي ترې قسمي هم نه دے که چرته داسي خاص غونډه وي نو کله کله دوه څلور کاله پس پکښي حاضري لگوي۔ نور څه کار روزگار ئي شته نه ولې چي نوکري نه پېښني دے۔ دوه لونه او دوه ځامن ئي دي هغه ټول ئي واده ڪري دي نو بس نمسا نمسو سره مشغولېدل او جومات ته په باقاعدگي د تگ نه علاوه بس ليکل کوي۔ ڪېدے شي چرته پخوا به ئي مطالعه کوله خو اوس داسي خاص ډېره نه کوي بلکه ليکل ئي مشغله ده او کومې قيضي ئي چي ذهن ته راځي هغه د ناولونو په شکل کښي ليکي او که اوگورو نو گرم ځکه نه دے چي په وروستي عمر کښي د کلي نه ښار ته راغلي دے نو دلته خو

اکادمي ادبيات پاکستان

هغه شان ماحول نشته چي څوڪ دي حجرو ڪنبي مشرانو يا همزلو سرد
قيصبي کوي نو چي ڇهه ئي په زړه وي هغه ليکي

دا قيصه بر د چارسدي ضلعي د شب قدر علاقې سره تعلق لري او
بيا دغلته د هغه کلي دے چي د کانگري په تس ڪنبي تلے وء اتفاق به
ورته اووايو خو د بٽگرام اکثر اوسيدونکي چي زده ئي پيژنه نو اکثر د بل
په تس ڪنبي وهلے شوي او په تکليف شوي دي. دے هم د دغسي حالتو
سره څو څو ځله مخ شوے دے خو د ټولو نه اهمه واقعه ڪنبي د ارد چي
د دء د تره زوي پېښور ښار ڪنبي څوڪ وړلے وء نو د قتل دعوه په ده هم
شوي وه خو ښه وه چي په خبر ترې خلاص شه.

قيصه بر چي په کلي علاقه ڪنبي لسم جماعت پاس ڪړو نو لکه د
کلي علاقې د نورو ځوانانو غوندې د دوبي او نوکري په چکر ڪنبي شه.
دوبي ته په تگ ئي وس نه راتلو نو د نوکري په لتون ڪنبي فوخ ڪنبي
بهرتي شه. ايت آباد ڪنبي شپڙ مياشتي د ټرينگ پوره کولو نه وروستو
لاهور ته تللو. دېرش روپي مياشت تنخواه ئي وه ټولي روپي چي ڇه
ورسره پاتي وي هغه ئي مور له ورکړي وي چي هغي ورله پرې يوه سواتي
ټوپي، نوې جامي، څادر او پنجه دارې خپلي اخستي وي ڇه به ئي ترې
خانله لگولې وي او دېرش روپي ئي دء له کراني او خرچي له ورکړي وي.
دء چي نوې جوړه جامي واغوستي ټوپي ئي په ښکر ڪېښوده او خپلي ئي
په يو خاص انداز په پښو کړي وي چي پيارمي ئي ورله خلاصې پريښي
وي د بارک مخي ته برنډه ڪنبي ناست وه چي دي ڪنبي حوالدار مېجر
صېب حاضري اخيسته د پرويز نوم ئي واورېدلو خو دء اووي دا به بل
څوڪ وي دي ڪنبي ورته چا اووي چي هغه خو مخامخ برنډه ڪنبي ناست
دے. آواز ورته اوکړے شه او چي دے ورتلو نو ځان ئي د دورو نه بچ
کولو خو چي ښه سم د دورو ځاے ته اورسېدلو نو حوالدار صېب ورته

حکم اوکړو چې په بازي ننگرو راځه په فوځي نوکري کښې د انکار گنجائش خو وي نه نو په سرکونډو سرکونډو ور روان شئ ټوپي، جامې ئې په دوږو اولرلې شوې خپلې ترې وتلې وې او لکه د خر گيدر د حوالدار صېب مخې ته حاضر شئ چې هغه ورته ډېر په طنزیه انداز کښې اووې خوند ئې درکړو که نه؟ خو دې قسمت ته گوره چې څه موده پس ته بيا دغه او نور حوالدارن د ده شاگردان شول چې بيا به ورله ده دغه قسمه سزاگانې ورکولې. وجه ئې دا وه چې په هغه زمانه به اکثر سپاهيان ان پر ه وو او ده خو د خوش قسمتي نه لسم جماعت پاس کړې وه. نوکري ته د اېجوکېشن ټريننگ له لارو دغه ټريننگ د پي ټي سي برابر وه چې بيا اېجوکېشن يونټ ته لارو او هلته استاد مقرر شئ.

د فوځ نوکري ښه وي او که بده خو پروېز شېخ له ډېره ښه شوه ولې چې په دغه دوران کښې ئې اېف اے او بي اے او کړل څلور کاله اووه مياشتې پس ته چې ئې د فوځ نوکري پرېښوده او کلي ته راغلو نو په دغه سرټيفيکېټ پي ټي سي استاد بهرتي شئ بيا ئې د ماشومانو سره کار شئ او ده څه فرق ځکه محسوس نه کړو چې فوځ کښې هم منل وو او د استاد په حبث به ئې هم سکول کښې ماشومانو خبره منله ولې چې ماشومانو ته خو خپل د پرائمري استاد د سقراط او البېروني غونډې ښکاري او چې رشتيا خبره وي نو په هغه زمانه به ډېرو کمو استاذانو بي اے کړې وه بيا د تعليم محکمه کښې د نوکري نه وروستو ئې ايم اے اردو اوکره نو نشه ئې نوره هم اوچته شوه ځکه چې دا د هغه وخت ټولو نه اعلى تعليم وه. دا حقيقت دے چې اوس هم د استاذانو تنخواگانې کمې دي خو په هغه زمانه کښې گزاره هم پرې گرانه وه ځکه نو ايران ته لارو او هلته ئې څوارلس مياشتې تېرې کړې چې دغه سفر ورله زړه او ذهن ډېر روښانه کړل. د ايران مختلف ښارونه، وغېره ئې اوليدل او ډېر خوند ئې ترې

واخستو- واپسي ڪنبي بيا درخواست ورڪولو سره په زړه نوڪري بحال
 شه ۽ د ايران د رسمونو رواجونو وغيره پڇتله ئي خپل يو ناول شيونكي
 ڪنبي ليكل ڪري دي- بهر حال دلته يوه ورځ ڇا اووي ڇي ايم اے
 انگريزي ڪول گران ڪار دے خو دے دغه چيلنج قبول ڪړو او انگريزي
 ڪنبي ئي ايم اے اوکړه- البته عجيبه دا اوشوه ڇي د نن وخت دا نامتو
 ناول نگار پريوس ڪنبي د ناول په پرچه ڪنبي فېل شوے وے ڇي د فائنل
 سره ئي دغه د پريويس پرچه هم پاس ڪړي وه ظاهره خبره وه ڇي د ايم اے
 اردو او ايم اے انگريزي نه پس ته به د دے خيالات بدلېدل خو مسئله دا
 وه ڇي کلي ڪنبي اوسېدو او تنخوا ئي په حڪومت اوږدېله دغه ئي
 غنيمت گنلے وے ځکه نور د څه نه نء خبرېدو خو خير په کال ۱۹۸۵ء ڪنبي د
 تعليم د محکمې د سبجېکٽ سپيشلسٽ پوسټونه اعلان ڪري وو ڇي په
 هغې ئي خپله بهرتي کوله خو کله ڇي پروېز شيخ ورغلو نو هغه د
 ڊائريڪٽريٽ بابو ترېنه د ايم اے سره د بي ايڊ ڊگري اوغوبسته کومه ڇي
 دے سره نه وه او د دفتر نه نامراڌه را روان شه خو دغه نا مرادي ورله ښه
 شوه ولې ڇي اوډرېدېدلو او د دغه ډرډ او اضطراب په حالت ڪنبي
 چارسډي ته په بس ڪنبي روان وے ڇي واحد گڙهي پېښور ته اورسېدو نو
 زړه ئي راډک شه او د زړه د سوزه ئي دعا اوغوبسته ڇي پڪنبي په غېر
 ارادي طور سره دا اووي خدايه پاڪه يا خو راله دا د سبجېکٽ
 سپيشلسٽ پوسٽ راکړي- يا راله واحد گڙهي سره باغ ڪنبي جوړه دا
 بنگله او باغ راکړي يا مې مصنف ڪړي ڇي د خپلو خيالاتو اظهار کولے
 شم او يا مې لېونے ڪړي- بس ڇي کور ته اورسېدو نو د دعا يوه برخه ئي
 داسې قبوله شوه ڇي په پاڻو ئي ليکل شروع ڪړل او څلور مياشتو ڪنبي
 ئي ناول په رف توگه تيار شه ڇي نامه ئي "توده بکره" وه بيا دريو څلورو

کلونو کښې نه صرف ناول تيار شۀ بلکه ورسره ئې سي ټي او بي ايډ هم اوکړل د پبلک سروس کمېشن په ذريعه د انگريزي سبجېکټ سپېشلسټ مقرر شۀ او گورنمنټ هائير سکينډري سکول کښې ئې کار شروع کړو دا ئې لکه د دعا بله برخه قبوله شوه. پېښور کښې ئې د نوکړۍ په دوران کښې دوه درې کورونه اخيستي دي او که هغه خرڅ کړي نو کېدے شي د واحد گرهي هغه باغ او بنگله به پرې اوشي بس صرف يوه خبره پکښې پاتې ده خداے پاک دې د لېونتوب نه ساتي البته که په ژور نظر ورته اوکتے شي نو د لېونتوب علامې هم پکښې شته چې د هغې ذمه دار نوموړے ترقي پسند ليکوال سليم راز صېب او ورسره د دوي د علاقې نامتو ليکوال ډاکټر مصطفى کمال دي هغه داسې چې په کال ۱۹۸۸ء کښې پروېز شېخ وړومبے او اخري ناول توده بکره چاپ کړے وۀ او نور په قلاړه ناست وۀ خو په کال ۲۰۰۸ء کښې د نامتو ليکوال ډاکټر شېر زمان طائزي صېب د جنازې نه په واپسۍ کښې دوي دواړه دۀ پښې نمبر ۱ سکول پېښور ته ورغلل او ورته ئې اووې ستا څۀ خيال دے چې گني پښتو کښې په يو ناول چاپ کولو تا ډيلے فتح کړو په دې خو دې ايله چل زده کړو شابه ليکل کوه او چاپ کوه دې وېنا سره دے ليکلو ته داسې ورلاندې وتو چې دا ئې د ژوند مقصد او گرځولو او د خوش قسمتي نه ورپسې زر د نوکړۍ نه هم رټائرډ شۀ نو بس په مخه ليکل کوي او چاپ کوي. دا دے شمېر ئې پنځويشتو ته رسيدونکے دے ولې چې څلورويشت ئې چاپ دي او پنځويستم ئې د سلور جوبلي په نامه چاپ کېدونکے دے. محترم سليم راز صېب او مصطفى کمال صېب ئې د ناولونو نه خبرېږي چې په مسلسل توگه چاپ کېږي خو نور دا غم ئې نه کوي چې مسلسل ليک ورله صحت تباہ کړو. د ډېرې ناستې او سوچونو

په وجه ئې شوگر دے د پېسو نه خلاص شوے دے بلکه خبره ئې دې حد ته رسېدلې ده چې د پښتن روپۍ اخلي او پېلشرانو له ئې ورکوي ولې چې ده پرې د وړاندې نه ناول چاپ کړے وي دې صنف کښې لوے نوم لري او د ناول پنگه ئې تر ډېره حده درنه کړې ده پښتو کښې د ټولو نه د زياتو ناولونو ليکلو او چاپ کولو ريکارډ ئې قائم کړے دے اوس د ناولونو معيار ئې څنگه دے نو دومره ډېر ئې ليکلي دي چې په دې کښې عاميانه، درميانه او د اعلى کچ تخليقات شته ځکه چې د اباسين آرټس کونسل او نورو ادبي ټولنو لخوا ورته وخت په وخت ايوارډونه ورکړے شوي دي. دغه شان د ژوند او فن پحقله ئې دوه کتابونه چاپ شوي دي چې يو شاعر، اديب، افسانه نگار او محقق اياز الله ترکزي صېب چاپ کړے دے چې نوم ئې دے پروېز شېخ ژوند او فن دې کښې ده هغه ليکونه راغونډ کړي دي کوم چې مختلفو ليکوالو د پروېز شېخ د ناول نگاري پحقله کړي دي. په دغه کتاب کښې اياز الله ترکزي صېب تجويز وړاندې کړے وه چې د ډېرو ناولونو ليکلو په وجه دې پروېز شېخ ته شېخ الناول اووئيلے شي خو ده نه خو کاله پس ته نوموړي ليکوال محقق ډاکټر نگاه حُسين نگاه صېب ورته د بابائے ناول خطاب ورکړو. ده تر دغه دمه د پروېز شېخ په چاپ ناولونو تبصرې کړې دي او دومره په جوش کښې راغلے دے چې دا ئې هم ليکلي دي ژوندي خو پرېرډه چې مري هم د پروېز شېخ د ناولونو تپوس کوي بيا ئې د خوب يوه واقعه ليکلې ده. د ډاکټر نگاه حُسين صېب دا خبره که څه هم زما خوښه شوه ځکه د پروېز شېخ په حق کښې ئې خو د دليل په توگه ئې نشو منلے ځکه خداے مه کړه که چرته سبا له بل څوک ليکوال يا خپله ډاکټر نگاه صېب داسې خوب اوويني چې پروېز شېخ سره د ناولونو په ناگمان لاهو کړئ نو بيا به څه کوو. خبر نه يم چې ډاکټر نگاه صېب ته به معلومه وه که نه خو د بابائے ناول خطاب

پيو کښې د کامل پښتو ادبي جرگې لخوا ډاکټر شېر زمان طائزي صېب ته ورکړې شوې دې او باقاعده د ادبي روايت مطابق د يو قرارداد په منظورولو دا کار شوې دې. اوس که مونږ د دغه ادبي روايت نه سترگې پټوو نو بيا خو به ډېر باباگان سر او خوري، پکار خو دا وه چې پروېز شېخ له يو بل خطاب ورکړې شوې وې او په دې حقله يو قرارداد منظور شوې وې که داسې د يو تن دوه خبره شي نو ځوان ليکوال شاعر، محقق او نقاد سمیع الدین ارمان صېب چې څو اهم کتابونه ئې د تنقيد او تحقيق چاپ کړي دي د پروېز شېخ يوولسم ناول "نيمگړي ارمانونه" د بحث لاندې راوستې او بېخي د ناول د معيار نه ئې غورزولې دې بلکه تر دې ئې ليکلي دي چې ليکوال د مذهب او رياست په سرسري نتايجو بحث کړې دې خو د دې د تاريخيت په ارتقاء کښې د دواړو د مثبت منفي کردار په گوته کولو نه ئې ډډه کړې ده او هم دلته ئې ورسره سوال پورته کړې دې چې دا د ناول غوښتنه ده، مصلحت دې، ادبي خيانت دې او که انتليکچول ډس هانستي؟ چې ورسره زمونږ د دور يو بل نامتو ځوان نقاد فيصل فاران يوه ځله دې هغه د ښو ناولونو د مثالونو د پاره د نصيب الله سيماب او ښاغلي حيات روغاني د ناولونو مثالونه ورکړي دي کوم چې ډېرې واضحه او مقصدي مفکوري لري او يقيناً د پروېز شېخ په ناولونو کښې دا قسمه خبرې نشته. نوموړي محقق او نقاد رشيد احمد صېب چې څو کاله وړاندې د پښتو د ناولونو سل کلن جاج اخيسته او خپل کتاب ئې پښتو ناول سل کاله چاپ کړې دې نو په هغې کښې ئې د پروېز شېخ ناولونه نظر انداز کړي دي په دې وجه به ورته ما تل وئيل چې تاسو يو داسې ناول نگار نظر انداز کړې دې چې تر اوسه ئې پښتو ژبه کښې د ټولو نه زيات ناولونه ليکلي او چاپ کړي دي خبر هغه د ده د ناولونو پخپله يوه مقاله اوليکله او "پښتون" مجله کښې چاپ شوه خو د

رشيد احمد صېب په قول کله چې ما پروېز شېخ د دې مقالې د چاپ نه خبر کړو نو دغه ورځو کښې پرې د ډاکټر نگاه حسين نگاه صېب کتاب چاپ شوې وه ماته ئې ډېر په لاپرواهۍ اووې په مقالو څه کوي اوس خو خبره کتابونو ته لاره او زما توجه اوس مقالو ته نه بلکه کتابونو ته ده.

زه کولې شم چې د پروېز شېخ د اکثرو ناولونو په قيصو بحث اوکړم او خلاصې ئې وړاندې کړم خو خبره به اوږده شي البته په مختصره توگه به دا اووايم چې هغه داسې ناول نگار دے چې قيصه مخ په وړاندې بوځي د کومې نظرئې يا مفکورې غم نه کوي بس قيصه شروع کړي او په خوند خوند مخ په وړاندې روانه وي او څو چې بنده پوهېږي نو قيصه سر ته رسېدلې وي. د پخوانو قيصه پرو غوندي وخت په وخت داسې واقعات رامنځ ته کوي چې لوستونکې پرې مشغول اوساتي زما په خيال د ناول په پلاټ خواري کوي انجام ئې هم په خبر کوي خو چونکه ډېر وخت د ماشومانو استاد پاتې شوې دے نو د ناول لوستونکي هم ورته ماشومان ښکاري ځکه نو څه چې ده ته سم ښکاري هغسې ئې بيانوي دا غم ئې نه کوي چې د ده بيان ته لوستونکې گوته نيولې شي چې دې کښې کردارنگاري کمزورې ده يا کومه مفکوره پکښې نشته بلکه د قيصې غوندي صرف بيان او واقعات په دلچسپه پرايه کښې بيانوي. کله کله داسې هم اوشي چې د دود دستور او قانون مطابق چې څنگه خبره يا کار پکار وي هغسې نه وي خو چې څوک ده هغه ځای په گوته کړي نو ډېر په لاپرواهۍ سره اووايي چې دغه خبره پکښې شته خو تا به سمه لوستې نه وي او يا به پرې پوهه شوې نه ئې. دا علم، ادب پوهنه او ژوره مطالعه غواړي ما خو چې ترې څو څو ځله دا تپوسونه اوکړل او ده دغه شان جواب راکړل نو يوه پخوانۍ خبره راياده شوه چې ما د مشرانو نه اورېدلې وه او د پروېز شېخ د دې جواب سره ئې څه نه څه تعلق شته نو

اکادمي ادبيات پاکستان

ځکه ئې بيانوم. وائي چې د يو بادشاه دربار ته يو سره راغلو او د راتلو سره ئې بادشاه ته اووې صېب ما تا له يوه ناويا ته تحفه راوړې ده. دا پتکې دے چې ستاسو په سر ئې ايسودل غواړم خو دا پتکې به صرف حلالي بنده ته ښکاري حرامي ئې نشي ليدلے. تخت ته ورنزدې شے او د بادشاه په سر ئې داسې کېښودلو لکه څوک چې پتکې د چا په سر ږدي. بيا ئې وزيرانو ته مخ راواړولو وې پتکې د بادشاه سلامت په سر څنگه ښکاري هر يو بې شماره ځل واه واه او نور د تعريف کلمات او وئيل سړي بيا د جېب نه شيشه راوويسته او بادشاه سلامت ته ئې مخې ته اونيوله. بادشاه هم د پتکې ډېر تعريف اوکړو. سره د لوه انعام او اکرام سره لاړو. بادشاه کور ته لاړو او ملکه ئې خبر کړه هغې چې تفصيلات واورېدل نو هغې ئې هم څه ډېر تعريفونه اوکړل. بادشاه سره زړه کېښې فکر شے ولې چې پتکې ئې نه ليدلو خو د خلقو د ويرې ئې غږ نه کولو خو آخر په دريمه څلورمه ورځ ئې ملکې ته اووې چې دا پتکې خوماته نه ښکاري ملکې ورته اووې بادشاه سلامت چې پتکې وي نو ته به ئې اوويني ما خو هم د ويرې غږ نشو کولے چې هسې نه د حرامي توب فتوه راباندې اولگي بادشاه چې بهر دربار ته راغلو او وزيرانو ته ئې اووې نو هغوي هم اووې بادشاه سلامت د خپلې ويرې مو غږ نشو کولے. مونږه هم د دې ويرې په ځينو واقعاتو غلي شو چې هسې نه د بې علمۍ او بې ادبۍ تاپه راباندې اولگي گني نو هغه خبرې پکښې د سره نه وي. يوه خبره بله هم ما د پروېز سپڅ صېب د ناولونو د لوستو په وخت محسوس کړې ده چې دے تادي گرے دے او کوشش کوي چې په منډه منډه قيصه سر ته اورسوي گني نو پ. ناول ب اوږده قيصه کېښې ضروري وي چې ليکوال دې د ښو يا بدو پېښو د سره موزون حالات جوړ کړي خو پروېز شېخ د دې هر څه نه بې نياز لکه د قيصه پر دا هر څه په حادثاتي. اتفاقي او ډرامائي توگه کوي.

اکادمي ادبيات پاکستان

نورې خبرې ځکه نه ليکم چې د پروېز شېخ د ژوند او فن پخپله د دوو کتابونو نه علاوه يو تن پرې د علامه اقبال او پښتو يونيورسټي نه د ايم فل مقاله ليکلې ده او بل دا وخت د پېښور يونيورسټي نه پرې د پي ايچ ډي د کچ مقاله ليکي. اميد دے چې دوي به پخپلو خبرو کښې دا هر څه رانغښتي وي.

پروېز شېخ په عام ژوند کښې ساده باده سرے دے هېڅ چل ول پکښې نشته ورسره يو جذباتي انسان دے په وړو وړو خبرو خوشحاله پرې او خفه کېږي. کله کله خو د دې جذباتو په وجه تېروځي او بيا ورته سمه خبره هم ورانه ښکاري لکه تېر کال د ثاني ادبي جرگې ملاکنډ لخوا په کتابونو ايوارډونه ورکړے کېدل نو د دغه جرگې سپکتر نوموړي ليکوال فضل معبود صائم ماته اووې چې ته به د پروېز شېخ صېب سره يو ځای راشې ځکه د هغه کتاب يعني ناول د ايوارډ د پاره منتخب شوے دے. ما پروېز شېخ ته اطلاع ورکړه خو د دې چې کله د صائم صېب نه تپوس کولو نو هغه د پروگرام جوړولو کښې مشغول وه اصل خبره ترې هېره شوې وه خو چې د ججانو رپورټونه ئې اوکتل نو ورته ئې مېسج اوکړو چې شېخ صېب ستا ايوارډ نشته وروستو چې ورته ياد شوي وو نو دوباره ئې ورته مېسج کړے وه چې ايوارډ دې شته وجه ئې دا وه چې د دې ناول خو هېو ججانو ته ځکه نه وو لېږلے شوے چې د بل چا ناول موجود نه وه نو بلا مقابله د ايوارډ حقدار وه خو دے دومره جذباتي او غصه شوے وه چې ايوارډ شته هم ورته نشته ښکارېدلو دغه شان يو ځل ورته چا وئيلي وه چې يو ملگري د اياز الله ترکزي صېب په دکان اعراف پرنټرز کښې ستا په ناول نگاري خبرې کولې چې پروېز شېخ ښه ناولونه نشي ليکلے بس خو څه قيصې ميصې اوليکي او چاپ ئې کړي. په هغه سړي خو ئې وس نه رسېدلو نو د اياز الله ترکزي صېب نه زړه بدے شه او بهانه

نې ورته دا اوکړه چې ستا د کمپوزنگ نرخ گران دے چې بيا ورله ما روغه کړې وه -

پروېز شېخ خپلو ناولونو له شاعري هم د ضرورت مطابق خپله کوي او دغه شعرونه نې که ډېر بنه نه دي نو بد هم ورته نشو وئيلے د دې مطلب دا شه چې په ده کښې پټ يو شاعر شته کوم چې ده پخپله غلے کړے دے او باقاعده غزلې يا نظمونه نې يا خو نه دي ليکلي او يا نې چرته اورولي او چاپ کړي نه دي خو د نورو په شعرونو ډېر بنه پوهېږي - د ناولونو نه علاوه نې يوه ډرامه - لوبه د پېسې ده - او يو انگريزي کتاب ليکلے او چاپ کړے دے

دې نه علاوه وخت په وخت نې د پښتو نه انگريزي ته ترجمې کړي دي چې په معتبرو مجلو کښې چاپ شوي دي لنډه دا چې پروېز شېخ د ناول په مېدان کښې دومره کار کړے دے چې تر اوسه نې څوک سيال نشته دا ناولونه به نې تل تر تله ژوندے ساتي او زما د پاره خو دا خبره پوره ده چې په هغه مې د پخواني قيصه پر مينه ماتېږي تاسو ته هم دا مشوره درکوم چې يو ځل ضرور دا قيصه پر اووينئ گني بيا به ارمان کوئ

.....***.....

رحمان بابا او سرمايه دارانه نظام

ډاکټر حنيف خليل

رحمان بابا په يو داسې دور کښې ژوند کولو چې چارچاپېره ترې د سرمايه دارانه نظام لږې خورې وې او دغه نظام معاشره په خپل گرفت کښې اخستې وه. رحمان بابا د يو باشعوره دانش او شاعر په حيث د دغه نظام په حقله خپله شاعري کښې ډېرې واضحه اشارې کړې دي. او د سرمايه دارانه نظام خورېدونکو سماجي بيمارو نقصانونه او د انسانيت تذليل ئې هم په گوته کړې دے. نه يواځې دا بلکه د دغه گېر انساني نظام نه د خلاصي تجويزونه او د اعلى انساني معاشرې د تشکيل په حقله ئې هم په شاعري کښې ډېرې ښکاره خبرې کړې دي. دغسې هغه ته که د انسانيت شاعر وئيلې شي نو د دې پس منظر کښې مونږ ته ښکاري چې يو خوا خو هغه د هر قسمه نسلي، عقيدوي او مذهبي تفریق نه علاوه د عالمگير انسانيت د خبر ښېگړې او خوشحاله ژوند خبره کړې ده نو بل خوا ئې د يو داسې انساني معاشرې د تشکيل ارزو هم لرلې ده چې پکښې د انساني، وقار احترام، امن همدردۍ او ورورولۍ اقدار وده مومي. د رحمان بابا دغه سماجي او سياسي شعور باوجود زمونږ اکثر ليکونکي د هغه د شاعري مرکز ترک، دنيا، تصوف او انساني معاشرې نه فرار گڼي. د هغه د شاعري مطالعه که په دې تناظر کښې وشي چې هغه د انساني معاشرې، اقتصادي او سياسي، نظام او انساني رشتو د وقار په حقله څه وئيلې دي. نو په اسانه به جوته شي چې رحمان بابا د ټولو انساني مرضونو جرړه د سرمايه دارۍ، جاگيردارۍ او معاشي نظام نا سمه بللې دے. د رحمان بابا د شاعرانه افکارو د جائزې نه وړاندې باند چې د سرمايه دارانه نظام نوې اصطلاح او تعريف ته هم غور وکړو او بيا وگورو چې رحمان بابا په کوم دور کښې د دغو نوو اصطلاحاتو سره برابر د سرمايه دارانه نظام مخالفت کړې دے.

اکادمي ادبيات پاکستان

د سرمايه دارانه او جاگيردارانه نظام اصطلاحات او تعريفونه د رحمان بابا د دور نه ډېر وروستو عموماً د اشتراکي نظرياتو منونکو دانشورو تشریح کړې دي. هسې خو مونږ وئيلې شو چې د سرمايه دارانه نظام جرړې د ډېرې مودې نه په دې معاشره کېنې موجودې دي. د دې نظام تر مخه د سرمائې او دولت د غلط استعمال، د سرمائې صرف يو څو کسانو پورې محدود کېدلو او عام اولس د استحصال په وجه په معاشره کېنې انتشار، ظلم، جبر، بې انصافي او سماجي لرې لرې سر ښکاره کوي. او دغسې په معاشره کېنې آباد انسانان د بې اطمینانۍ ښکار کېږي. ځکه د سرمايه دارانه نظام مخالفت په هر دور کېنې د ويخ ضمير خاوندانو دانشورو کړې دے

سرمايه دارنه نظام له پاره په انگرېزي کېنې د (Capitalism) اصطلاح وضع کړې شوې ده. د (Capitalism) تعريف او وضاحت نويمالې دانشور شېخ محمود احمد په خپل کتاب (Economics of Islam) کېنې د انسائيکلوپېډيا بریتانیکا په حواله داسې کوي

“Capital may be most briefly described as wealth used in producing more weath, and Capitolism is the System directing that process, is the definition of Capitalism gineu by Encyclopaedia Britanica, the term of socialistic originz. It gained currency towards the second halt of the nineteenth Contuary denotes the world wide process of organizing production or trate on individualistic bases. Men wealth, but mowre often utilizing money borrowed on interest, seek Porfit and tortune for themselves by employing the mass of human lebowr for weges”¹

ترجمه: د سرمائې (Capital) تعريف په دې توگه کېدے شي چې دولت د

¹ Sheikh, Muhammad Ahmad, Economics of Islam, Ashraf Publisher Lahore, 1997, P.1

زياتولو د پاره استعمال کښې راوستې شي. د سرمايه دارنه نظام تعريف انسانیکلوپېډيا ترټانيکا داسې کړې دے چې دا په اصل کښې يوه سماجي اصطلاح ده. کله چې د نولسمې صدۍ په دويمه نيمه کښې د دولت يو ځای راجمع کېدل شروع شو او صنعت او تجارت شخصي لاسونو ته راغلو او په دولت د زياتې نه زياتې گټې د پاره هڅې شروع شوې او دې غرض د پاره د انساني محنت استعمال شروع شؤ نو سرمايه داران نظام سربښکاره کړو.

دغه سرمايه دارانه نظام دے چې تعليم يافته او مهذبه معاشره کښې په هر دور کښې غندلې شوے دے. او اسلام هم د سرماني د جمع کولو او د محنت کش او خواري کښ د استحصال کولو مخالفت کوي. په قرآن حکيم کښې د دولت د جمع کولو غندنه شوې ده. د حضور پاک ژوند پخپله د سرمايه دارانه نظام د نه منلو د پاره يو غوره مثال دے. د صحابه کرامو ژوند د تاريخ په پاڼو کښې محفوظ دے چې د خپلې حکمرانۍ په دور کښې ئې هم غريبانه ژوند تېر کړې دے. وروستو په ديني دانشورو کښې شاه ولي الله اقتصادي فلسفه د سرمايه دارانه نظام واضح مخالفت کوي. او دغسې چې خبره جديد دور ته رارسېدلې ده نو په هم دغه بنيادونو د اشتراکي نظرياتو خورونکو د سرمايه دارانه نظام سخت مخالفت کړې دے.

نوميالې اشتراکي دانشور ميگسم گورکي په خپله يوه مقاله کښې دغه نظام غېر انساني گڼي او ليکي:

"The assertion that "Warbreeds heroes" that it includes fearless, only Shows that the bourgeois Philosophers and moralists cannot distinguish Fearlessness from Shamelessness and in humanity. . . . Peace time as we know is more and more definitely assuming the character of Continuous and bitter war of the master class against the working class"²

² Gorky, Maxim, Articles and pamphlets, Foreign Language Publishing house Moscow, 1951, p. 168, 169

ترجمه: "دا بيان چې 'جنگونه اتلان زېږوي' که د کومې وېرې په نظر کښې ساتلو سره ورکړې شوي وي نو دا بيان بيا دا ښائي چې بورژوا (سرمایه دار) دانشوران او د اخلاقياتو رهبران د وېرې او شرم يا غېر انساني روڼې تر مينځه فرق نه شي کولې. مونږ ته معلومه ده چې د محنت کښې طبقې لخوا د سرمايه دارې طبقې خلاف جدوجهد په اصل کښې د يو پرامن معاشري د قيام سبب جوړېږي."

د سرمايه دارانه نظام د دغه وضاحت نه پس مونږ په دغه تناظر کښې د رحمان بابا شاعري ته ځير کېږو او دا گورو چې هغه د عالمگير انسانيت او اسلامي اصولو په نظر کښې ساتلو سره سره د يوې خوشحاله انساني معاشري د پاره سرمايه دارانه نظام څومره مهلک او خطرناک گڼلې دے. زمونږ ترقي پسندو دانشورو د رحمان بابا لخوا د سرمايه دارانه نظام دغه مخالفت د ترقي پسندې شاعري يو اهم جز گڼلې دے او بيا ئې د اشتراکي نظرياتو په تناظر کښې د هغه د شاعري جائزه اخستې ده. دې لږ کښې ښاغلي فضل حق شېدا د رحمان بابا د شاعري په حقله ليکلي دي:

زړه مې په دې خوشحاله شته چې د رحمان په کلام کښې مې د ټولو نه اول په دولت او دولت مندو خلقو زبردست تنقيد وليدو. څومره اوښيار وه دغه سره او څومره باريک نظر ئې لره. د خانۍ په کور کښې پېدا دے ليکن د دولت د راغونډولو دومره مخالف دے چې د کارل مارکس مريدان هم ورته جبران دي.^۳

نوميالې دانشور کاکا جې صنوبر حسېن مومند هم د رحمان بابا شاعري ته په دغه تناظر کښې گوري او ليکي:

رحمان بابا د مغلو په جاگيردارانه ملوکيت کښې پېدا دے هغه وخت کښې

^۳ شېدا، فضل حق، مکتوب، مشموله، مياشته، اسلام پېښور (رحمان نمبر، اپريل، مئي ۱۹۵۱، ص ۹)

د نن په شان کارخانې نه وې يعني سرمايه دار له د حکومت واگي لاس کښې
نه وې اخستې بيا هم د رحمان بابا دا شعر

د يـــــــوې گېـــــــدې د پـــــــاره

هزار خـــــــونې کـــــــري بېـــــــديا

بالکل په موجوده سرمايه دارانو منطبق کېږي. يو سرمايه دار په کارخانه
کښې په زرگونو مزدورانو نه فائده اخلي حال دا دے چې هغه زرگونه
مزدوران په ژوندوني مړه دي.⁴

د سرمايه دارانه نظام دغه پس منظر ته که خير شو نو معلومه به شي
چې د نړۍ په هره ټولنه کښې جاگيردارانه ذهنونه، جاگيردارانه ماحول پېدا
کوي. او دغه شان ورته وده هم ورکوي. ځکه چې د هغو مفاد دغه ماحول سره
تړلې وي. په هره ټولنه کښې چې د عمومي او عوامي مفادو ځای ذاتي او
انفرادي گټه ونيسي. وگړي د جهان په ځای د خان فکر شروع کړي نو
جاگيردارانه ذهنونه هم خپل کار شروع کړي.

دين اسلام ځکه د دې قسمه نظام او ذهنيت ترديد او خاتمه کړې ده.
ځکه چې په داسې نظام کښې په ټولنه کښې د خوشحالي په ځای انتشار او
بدامني پېدا کېږي. او اسلام دا نه غواړي.

رحمان بابا د دين اسلام د روح پښتون ترجمان ثابت شؤ. هغه چې په
کوم دور کښې ژوند کولو هغه په مکمله توگه د جاگيردارۍ او سرمايه
دارۍ دور وه. او د مغلو حکمرانۍ د ملوکيت د دور ياد تازه کړې وه. په
هندوستان د بابر زوي همايون، د همايون زوي اکبر د اکبر زوي جهانگير، د
جهانگير زوي شاه جهان د شاه جهان زوي اورنگزېب او د اورنگزېب زوي
شاه عالم پرله پسې حکومتونه کړي وو او کول ئې. په داسې حالاتو کښې يو

⁴ حسين، صنوبر. رحمان بابا د خپل وخت ترقي پسند وه. مشموله. مياشتينې. اسلم پېښور، رحمان

نمبر، مئي. ۱۹۵۲، ص ۷۷

خوا که خوشحال خان خټک د خپل ژوند وړومبۍ زياته برخه د مغلو په خدمت کښي تېره کړې وه نو بل خوا رحمان بابا د خپل وخت حضرت ابوذر غفاري ثابت شه او په جاره ئې د مغلو د ملوکي نظام حکومت او سرمايه دارانه ماحول خلاف اواز پورته کړو. دغه شان ئې د اورنگزېب او شاه جهان شرافت چلېنج کړو او وې ونيل چې:

اورنگزېب او شاه جهان غوندي اشراف

صدقه شه تر منصور غوندي نداف^۵

د اعلي انساني خصوصياتو، انساني همدردۍ، خبر، ښېگړې، مينې، ورورولۍ او امن درس ورکوي او د کرکې، نفرت جنگ او انسان دشمنۍ نه خلق منع کوي او هم دغه د انساني شرف او وقار معيار گڼي او وائي:

کرد گلو کره چې سيمه دې گلزار شي

اغزي مه کره په پښو کښې به دې خار شي

ته چې بل په غشو ولې هسې پوه شه

چې هم دا غشۍ به ستا په لور گزار شي

آدم زاد په معنی واره يوصورت دے

څوک چې بل آزاروي هغه ازار شي^۶

انسان په بل انسان زور ظلم د وسائلو او سرماني د ترلاسه کولو د پاره کوي او رحمان بابا د دغه زور او ظلم غندنه کوي. ظالمان که حکامن او سرمايه دار وي او که نور خو رحمان بابا ئې غندنه کوي. ځکه چې ظلم همېشه په ټولنه کښې اېږي او بدامني پېدا کوي. او دا ظلم که د حاکمانو او سرمايه دارو له خوا اوشي نو نتيجې ئې لازياتې خطرناکې وي ځکه چې د حاکم مفاد د عام انسان

^۵ رحمان بابا، د رحمان بابا کلیات، مرتبه حنیف خلیل، دانش خپرندویه ټولنه، ۱۳۸۳ ل، ۲۰۰۵ ز، ص

نه ډېر زيات شديد وي. او د دغو مفادو د پاره هغه په ډېره غټه د انساني زيان نه هم مخ نه اړوي. ځکه رحمان بابا په ډېر جرات سره وائي چې:

په سبب د ظالمانو حاکمانو
گور او اور او پېښور درې واره يودې⁷

دا د هغه وخت ترجماني ده چې د اورنگزېب عالمگير د وفات نه پس د هغه زامنو د اقتدار د ترلاسه کولو او په وساتلو او سرمايه قبضه کولو د پاره پېښور سور اور کړې وه. رحمان بابا د هغوي تر مينځه مشهور د "جاجو" جنگ ته اشاره هم کوي او د گل خان جمال خان د واقعي په بيان کښې د اورنگزېب عالمگير د زامنو تر مينځه دغه شخړې ته هم اشاره کوي. وائي:

شاه عالم ظلم او گوره چې نې سخا کړو
په خونونو واره ملک د هندوستان⁸

د وساتلو قبضه کولو او اقتدار نيولو دا لوبه د شاه عالم اعظم تر مينځه ځکه روانه وه چې هغوي ته معلومه وه چې د هغوي پلار اورنگزېب عالمگير هغه عالمگير چې د خپل پلار شاه جهان د حکمراني په دور کښې نې د قرآن حکيم په کتابت کولو گټلې د مزدورۍ پېسې د خپلې ذاتي خرچې د پاره استعمالوي خو د سرکار خزانه نې خپلو ذاتي مفادو د پاره نه استعمالوله، هغه اورنگزېب چې د فقيرۍ توپۍ نې په سر وه، هغه هم د اقتدار نيولو د پاره خپل پلار بندي کړو او وروڼه نې ووژل. او دغه شان د اميرالمومنين په کرسۍ کښېناستو رحمان بابا د اورنگزېب په دغه انداز او روڼيه په خپله

⁷ ايضاً ص ۲۵۰

⁸ ايضاً ص ۲۲۸

هغه مرثيه کښې گويا دې کومه نې چې د اورنگزېب په وفات ليکلې ده.
رحمان بابا وائي:

اورنگزېب هم يو فقير و	چې ټوپي ئې وه په سر
وټوپي و ته ئې شاه کړه	چې قادر شۀ په افسر
خو ئې هومره فقيري وه	چې خۀ نۀ وو ميسر
گوره خۀ چارې ئې وکړې	په عيال د خپل پدر
وار په وار ئې تر تبغ تېر کړل	د خرم تمام تېر
يو تېر د خرم خۀ و	ډېر عالم ئې کړه ډېر
تمامي جهان ئې ونغړد	چې ئې لاس شۀ باندې بر
له حرصه هېڅ شۀ	هم دارا هم سکندر
خيال ئې دا وۀ په خاطر کښې	چې به خپل کړم بحرو بر
باري ورځ ورځخه لاره	وخت پرې راغۀ مازيگر
اوس ئې زۀ په روح دعا کړم	که ئې خدۀ کا بهرور ⁹

دا دغه مرثيې څو انتخاب شعونه دي چې د اورنگزېب عالمگير په حال ونيلى شوې دي. د رحمان بابا په خيال د آدم زادو دغه د يو بل ازارول، د حاکمانو دغه زور ظلم، او فساد او انتشار خورول او د حرص او لالچ نه ډک ژوند، د دې هر خۀ اصلي محرک د ملوکي نظام رواج او د سرمايه دارۍ يا جاگيردارۍ نظام دۍ. ځکه هغه د دولت جمع کولو نه نفرت کوي او خان د پاره صرف دومره دولت غواړي چې د دلبرو صدقه ئې کړي هغه وائي:

د دلبرو صدقې لره ئې غواړم
هسې نۀ چې په دنيا پسې زهیر یم¹⁰

او د دولت او سيم و زر جمع کوونکي ته وائي:

⁹ ايضاً ص ۱۳۲ تا ۱۳۶

¹⁰ ايضاً ص ۲۱۹

ته چې هره گړۍ غم د سيم و زر خورې
 زه دې هره گړۍ وينم چې خپل سر خورې
 عاقبت به دې يو خنډ له سينې ووځي
 ته چې تل په هريو بڼاخ باندې ثمر خورې¹¹

او بيا سرمايه دار چې د خپلو محلونو په شان او شوکت کښې اضافه کوي نو
 رحمان بابا ورته بيا خبردارۍ ورکوي او وائي:

دا پاڅنه پاڅنه سړايونه محلونو
 خوبه وران شي عاقبت په دا دنيا¹²

د رحمان بابا په شاعرانه افکارو کښې ځای په ځای د دولت او سرماني د
 جمع کولو او سرمايه دارو د غېر انساني روڼيو نه پر دې پورته کړې شوي
 دي. هغه په انفرادي توگه هم سرمايه دار ته د هغه د ناوړه روڼيو او غلطو
 منصوبو نقصانونه وربښائي او په مجموعي انساني حوالو هم د زور ظلم، د
 سرمايه دارانه نظام حکومت او استحصالې طبقو غندنه کوي. د دې بحث
 خلاصه د رحمان بابا د څو شعرونو په شکل کښې وړاندې کوم او اميد لرم
 چې د رحمان بابا د تعليماتو په رڼا کښې به دا خبره څرگنده شوې وي چې د
 دولت بې ضرورتو جمع کول، سرمايه داري، جاگيرداري، د وسائلو په غلطه
 او ناجائزه طريقه قبضه کول او خپل ذاتي استعمال کښې راوستل، په زور او
 ظلم حکومت نيول او ملوکي نظام رائج کول، په مجموعي توگه انساني
 وقار او په معاشره کښې انساني ژوند او احترام ته څومره لوی زیان رسوي.
 داسې زیان چې د دنيا يو نظام يو دستور، يو مذهب او يو دين ئې هم جرت
 نه ورکوي بغير د سرمايه دارانه نظام نه، ځکه ئې رحمان بابا هم د يو وينځ
 او باضميره دانشور، مدبر او شاعر په حيث غندنه کوي. د هغه څو شعرونه د

¹¹ ايضاً ص ۳۷

¹² ايضاً ص ۳۵

دې بحث د خلاصې په توگه ورکوم.
 که نې مال د دنيا ډېروي
 دنيا بده د هغوده
 يانې کسب د ریاوي
 يانې ټوله کړي په ظلم
 يانې ورکړي په شرابو
 په ناحق خونونه کاندې
 عبادت کړه په ځان فرض
 حق باطل کړه باطل حق کړه
 د یوې گډې د پاره

هېڅ دې نه کاندې پروا
 چې نې کسب وي ریا
 يانې ټوله کړي په غلا
 يا د خمر په سودا
 يانې ورکړي په زنا
 يا مالونه خوري د چا
 د بادشاه د امراء
 په سبب د روړیا
 هزار خونې کړه بېديا¹³

.....***.....

¹ ايضاً ص ۱۰۲، ۱۰۱

د کرونا وائرس وبا او د پښتو موسيقي

نورالبحرامن

د کرونا په نوم چې کوم وائرس د چین په ښار اوهان کېږي د ۲۰۱۹، کال په اخر کېږي پېدا شوي دي په لږ وخت کېږي ئې د وبا شکل اختیار کړو او خپلې پنځې ئې په ټوله دنیا وربځې کړې. ډېر انسانان ئې د دنیا د مخ نه ختم کړل او دا سلسله تر دې وخته پورې دوامداره ده. د افسوس او سوچ خبره دا ده چې د سائنس، ټېکنالوجي او د طب په دې جدید دور کېږي هم سائنس دانان او د طب ماهرین د دې وائرس په قابو کولو کېږي ناکامه دي. دا وبا په ډېره تیزی سره په خورېدو ده د دې د کنټرول په چل هم څوک نه پوهیږي. د ژوند داسې اړخ نه دې پاتې شوی چې د دې وبا اثر پرې نه وي شوی. د ژوند د نورو اړخونو تر څنګ د موسيقي په فن هم ډېر زیات اثر شوی دے.

موسيقي ته په فنون لطیفه کېږي یو اهم مقام حاصل دے. مذهب موسيقي ته په کوم نظر ګوري؟ دا یو ځانله بحث دے. د لته د کرونا وائرس په نتیجه کېږي راپېښ صورت حال په تناظر کېږي ذکر کول غواړم. پښتانه ډېر باذوقه دي او چې ذوق لري نو موسيقي به هم خوښوي خو د بده مرغه پښتنه ټولنه دومره کنفېوز کړې شوې ده چې د خلقونه ئې د ژوند لارې ګودرې خطا کړي دي. په یو وخت کېږي پښتنو د موسيقي په باره کېږي دا سوچ لرو کوم چې په دې متل کېږي واضح دے "غم په ژړا او ښادي په ډنګ ډونګ درنیري" خو د کنفیوژن نه پس ئې رحمت شاه سائل داسې تصویر پېش کړے.

سائله ښار د پښتنو مې په دې اوپېژندو

په مړي ویرنه وو، ډولۍ پسې سندرې نه وې ۱

په دې شعر په يوه مختصره مگر جامع تبصره کښې د طب ډاکټر همدرد يوسفزي ليکلي دي . .

کھتارسس . انسانان د يو شمير ذهني ناروغيو
نه ساتي د سائل صاحب ساينسي شعر دے . د
جديد نفسياتو نظريه هم دغه ده 2

د ډاکټر همدرد يوسفزي هم په دې موضوع يو لاجکل شعر دے

چرته چې ساز نه وي ، سندر نه وي
هلته کښې هيڅ د ژوند خبره نه وي 3

په نړيواله کچه چې څنگه نورو هنرونو ته زيان رسېدلې دے دغه شان
موسيقي هم د زيان سره مخ ده . خو سندرغاړي بيا هم په مختلفو ذريعو
خپلې سندرې اوريدونکو ته رسوي .

د نړۍ مشهورو سندرغاړو د کورونو وبا له وجې
په کورونو کې بند پاتې خلکو لپاره پر انټرنېټ
سندرې ويلې دي . په کنسرټ کې د نړۍ طبي
کارکونکو ته د عقيدت پيرزونې وړاندې شوې دي .
د دې کنسرټ تاييا نوميالۍ سندرغاړې ليډي
گاگا کړي وو چې د گلوبل سپټيزن او د صحت
نړيوالې ادارې همکاري هم ورسره وه 4

په دې وبا کښې خلق دومره د يرې، ترحې او ذهني فشار، اعصابي تناؤ،
سره مخ وو چې ډېر خلق د نفسياتي بيمارو ښکار شوي دي . د وبا نه نېغ
په نېغه متاثره کيدونکي انسانان په خپل ځانۍ يو الميه ده خو د دې نه
زياته الميه د دې بيمارۍ يریدونکې، بوډونکې او وحشتي صورتحال
دے .

ياسير علي شاه ياسير د کرونا او وحشت په موضوع په
يو پوست کښې ليکي.

د کرونا دې وحشت ناک ماحول هر انسان څه د عجيبه واهمو
سره مل کړو د وږې بيماري نه تصور کښې بلا جوړه شي او
دغه بلا په انسان خوب خوراک حرام کړي
دپريشن په نن دور کښې په پوره کمال دے
د انسان پوزه چې د جانان د غاړې لونگ به ئې حس کولو نن په
پوزو کښې د کافور او سينتاييرو بويونه دي
نن مښ د جانان په پوزه کښې پيزوان تتکې د کومې واچوي
چې لوړې پوزې د ماسکونو شاته اوترې پتې شوې
لږزيدلو پاريدلو نامعلومو ويرو د انسان مړۍ داسې گيپ
اونيوه چې والي والي جانان ژړونکې منظر شو
د هر توخي سره دنگ انسان يو دنگ جراثيم ښکاره شي
په انساني تاريخ کښې چې نړۍ کلې شونو د کلي هره کوڅه له
يو بله دومره لرې شوه چې د مل اواز تر انگۍ نه رسي
هر انسان محدود شو دومره محدود شو چې د نازولو د مرگ
خبر تر غوږو شي نو د جنازي د کټ بارو په فېسبک اوږې
درنې کړي د جانان په کتو به چې کومه ساه لنډه لنډه شوه نو
نن په کټ پراته وجودونه هېڅ بې هېڅه بې دمه او ساه ساه دي
کومه تصور به چې د بجلۍ په پړق کښې د حسينو د مرمرينو
وجودونو طواف وکړو نو نن تصور لکه د تندر د زړه باغونه
راغونه ترمې ترمې کړي او جودونو ساکت کړي
نن ماحول صرف د وجودونو او روحونو مرگ نه دے بلکه يو

کامل تهذيب په بدليدونکي شکل کښې وینو او داسې په
حیرت ورته گورو لکه د یو مور نه چې ماشوم ورک وي او
اوترې منډې وهي 5

په داسې صورت حال کښې خلقو د يرې نه موسيقي هم نه شوه اورېدې
خو بیا هم په څه نه څه شکل کښې خلقو د دغې فشار د کمولو د پاره د
موسيقي لار هم خپله کړې ده. چې څه مثالونه ئې داسې دي. د مثال
ريډيو خبريال ځلان يوسفزې په خپل يو رپورټ کښې ليکي.

د صوابي ځينو ځوانانو د کورونو وائرس مخنيوي
لپاره د ټولبند پر مهال له رواني (نفسياتي) فشاره د
ځان ساتلو لار موندلې. دوی د غرونو لمنو ته ځي
او له موسيقي خوند اخلي 6

د ادب او موسيقي تعلق د نوک او وري دے، مثال ئې د روح او بدن دے
کوم کلام چې د موسيقي سره زمزمه شي د هغې زور او اثر دوچند
شي. په دې حالاتو کښې دوه قسمه کلامونه زمزمه شوي دي يو هغه
کلامونه چې د مخکښې نه ليکلي شوي وو او بل هغه چې په دې موقعه
ليکلي شوي او په هغې کښې په مختلفو حوالو سره د کرونا تذکره شوي
وي. لکه نغمې چې دا کلام زمزمه کړے دے.

یاره په کور پاتې شه
که دې روغتیا پکار وي
ژوند سره نور پاتې شه
په کور ناستے غوره کړه
ماسره ژمنه وکړه

اخه د خان او کورنۍ سره ښېگړه او کره

:اسې بې خښته لکه د مور پاتې شه

باره په کور پاتې شه

:کرونا ناروغي د مرگ ملگر دے

:ارمانونو قاتل لکه لوگر دے

:دې ټولنې په غم گله غم خور پاتې شه

باره په کور پاتې شه 7

په سوشل ميډيا باندې د وزيرستان د سيمې يو مريض د اتن ويډيو خوره شوې وه. او ليکلي ئې وو چې د ده د کرونا تست نېگټيو صفا راغله دے او د هسپتال نه په اتن رخصت شوه دے.

دغه شان د پېشمې د پاره د خلقو د پاسولو د پاره

چې کوم ډهول غريزي هغې ته هم اکثراً نښايانو اتنې

کړي دي دا ځکه چې د موسيقۍ او بنادۍ ټول

پروگرامونه بند دي او خلق اتن ته ډېر لېواله دے 8

د وائس آف امريکه ډيوه ريډيو په يوه ويډيو کښې

هنرمندانو د موسيقۍ سره په کرونا جوړې شوې

نوې ټيپې زمزمه کړي دي.

د کرونا مرضه ورک شې

په ما دې بند کړل د سورکو شونډو سرونه 9

د شمال ټي وي له خوا يوه ويډيو په فېس بک شريکه شوې ده چې يو

مسافر بخت شېر خان پکښې ډېر په سوز کښې دا کلام په ترنم کښې

وئېلے دے چې د خوند او غم گډ وډ احساس شيندي
 کمره کښې ناست يمہ دننه
 اوچې روتی خورم د پرونه
 بهر وتو باندې په مونږه جرمانه ده
 موري اخره زمانه ده
 اے د اوو بجونه چې پابند شو
 دلته کمره کښې ځانله تنگ شو
 بهر وتې نه شو بهر راته شورتہ ده
 موري اخره زمانه ده
 کفيل مې اوکړو دا اعلان
 بهر ته په تلو کښې دې تاوان
 که بهر لارې بيا دې خپله خساره ده
 موري اخره زمانه ده
 دلته راغلے دے وائرس
 خلاص به ترې نه شي هريو کس
 خدايه زمونږ نه ئې کړے واپس
 که واپس نه شي نو بيا غټه مسئله ده
 سوري اخره زمانه ده
 زه بخت شېر خان د اخون کلي
 ما خو وې داسي دي ليکلي

بيا به رانه شم د سعودي نه مې توبه ده

مورې اخره زمانه ده 10

د پښتو مشهور سندرغاړي کرن خان د لاندې معلوماتو مطابق د وبا
سندره زمزمه کړې ده.

• سندره / وبا ده - په مننه / د خلمي فاؤنډېشن او جاوید اپريدي -
غږ / کرن خان - شاعري / محمد گل منصور

وبا ده گېره کړې نې نړۍ ده ربه خبر

ولاړه د ژوندون پوره بېرې ده ربه خبر

د خپل اولس احساس کور، بيخي کار د خلمو دے

راپورته چې کړي خان سره خلمي کار د خلمو دے

تپوس چې د غريبو څوک کوي کار د زلمو دے

پېل کړې نې د ښېگړې لړۍ ده ربه خبر

ولاړه د ژوندون...

وبا ده...

احتياط خوله پتول او لاس وينخل د دې علاج دے

او بوتې کرل کور او سيدل ښکلے احتجاج دے

او خيال کول چې څوک بې وسه څه شي ته محتاج دے

زېلې نې هر ښار هره ماڼۍ ده ربه خبر

ولاره د ژوندون...

وباده...

چې هر گناه کوو ترې نه توبې کوو توبه

په دسې حال کښې هم مونږ ذخیرې کوو توبه

منصوره د گناه په سر مزی کوو توبه

کچه کوته، باران دے او جرې ده ربه خبر

ولاره د ژوندون....

وباده... 11

محکمه ثقافت خبر پښتونخوا هم خپله ذمه واري پوره کړې ده او په دې
سختو حالاتو کښې ئې د صحت محکمې کارکونکو ته د سندرې په شکل
کښې داد، ډاډ او سلام پیش کړې دے

سندره / ډاکټرانو ته سلام - اوازونه / پښتانه هنرمندان
شاعري / لائق زاده لائق - پېشکوونکې / محکمه ثقافت خبر پښتونخوا

شې څومره ډاکټران دي

نرسانې که نرسان دي

په دغه ناروغۍ کښې چې خدمت کوي د قام

دې وارو ته سلام

لري د هر چا زړه کښې محبت او احترام

دې وارو ته سلام

سلام ډاکټرانو ته سلام

د ځان فکر ئې نشته

بې شکه سربازان دي
 د مرگ سره کړي لوبې سپيڅلي خادمان دي
 چې شپه او ورځ لگيا دي ټک نه کوي آرام
 دې واپو ته سلام
 سلام ډاکټرانو ته سلام
 چې ختمه مايوسي ئې په خپلو حوصلو کړه
 پېشه د ډاکټري ئې پېشه د فرشتو کړه
 همت به د نرسانو يادولي شي مدام
 دې واپو ته سلام
 سلام ډاکټرانو ته سلام
 خدمت د خپلې خاورې بې شکه عبادت دے
 لائقه بس په دې کښې عزت دے هم عظمت دے
 کرونا ختمول زمونږ منزل هم مرام
 دې واپو ته سلام
 سلام ډاکټرانو ته سلام 12
 د فرزند علي آفېشل پانې نه يوه ويډيو خوره شوې ده چې عرفان کمال دا
 کلام په خپل غږ کښې زمزمه کړے دے
 يو داسې وبا راغله دنيا ئې ليونۍ کړه
 انسان ئې وار خطا کړو هره خوا ئې ليونۍ کړه 13
 د گوهر جان استاد په آواز د ستار د خوندور ساز سره د اکبر هوتي دا غزل
 هم زمزمه شوے دے
 ماته په سترگو کښې سلام کوه لاس مډراکوه
 زما په زړه کښې احترام کوه لاس مډراکوه 14
 د ممتاز اورکزي دا غزل استاد گل رحمن وروت په ښکلي ساز او آواز
 کښې زمزمه کړے دے

يوازې دا نه، چې ياران به آئينې بدلوي
 دويي دې خبروي، خامخا به حافظې بدلوي
 مخلوقه!! مه اوځئ بهر، دا ننداره مو وژني.
 دنيا بربنډه غسل کوي نوې جامې بدلوي.
 واقعه دا ده، واقعي به حادثې بدلوي
 حادثه دا ده، حادثې به واقعي بدلوي
 ښه شو! ملگرو. زمونږ نسل دا هم اولېدل چې
 طبيعت دومره زوره ور دے عقېدې بدلوي
 امر دے، اوس به کرامت له خپل مقامه لويږي
 امر دے، اوس به پښتانه هم رويې بدلوي
 مصنفين به کتابونو ته ږدي نوي نامې
 سريزه باز به هم اسلوب د سربزې بدلوي
 ساقی به هم هغه زاړه شراب نور نه ستايي بس!
 ممتاز به هم مسترد شوې پيمانې بدلوي 15
 دا د ممتاز اورکزي د کرونائي په حالاتو بل غزل دے چې د استاد خالق
 عزيز کندهاري په خپل ځانگړي ستايل او خوږ ژغ کښې زمزمه کړے
 دے.
 کعبه خالي، مندر خالي، او کليسا خالي ده
 خدايه دا څه دي؟ هره لپه له دعا خالي ده
 څه بې حسې ده چې له سوزه هر ارمان خالي دے
 څه بې وسې ده له شدته تمنا خالي ده

له سره شور او زړه نه زور په کده چرته لارل؟
 دا څه قحطي شوه؟ خزانه د هر باچا خالي ده
 دا کوم مقام دے؟ چې سحر ليونے شپې پسې شو
 دا کوم مقام دے؟ د شپې دشته له سبا خالي ده
 انتها او شوه د بایلي سماع په کور کښې
 شور دے چې هره انتها له انتها خالي ده
 ملنگه!! اوښایه جولی، دا په ریښتیا خالي ده؟
 هم تا ویل چې دنیا ږنگه ده. دنیا خالي ده
 د منصور چغه رقص د لال شهباز، ممتازه خالي
 نور لټون غواړي، خاموشي مې د بدھا خالي ده 16
 خوږ ژبي سندر غاړي هارون باچا د خوږ ژبي شاعر اکبر سیال د نظم "زما
 لالیه په خپل کور کینه" څو شعرونه په خپل جادوگر آواز زمزمه کړي دي
 او ورسره ئې دا پیغام هم ورکړے دے -

ملگرو مینه والو دا د اکبر سیال شعرونه زما زمزمه
 کړو په دې هیله چې خوښ شوي به موي. د دې کار
 مې هدف دا وه چې تاسو له یو پیغام درکړم زما هغه
 ملگري او مینه وال چې دا وخت زما غږ اووري ډېره
 زیاده هبله کووم تاسو ته پته ده چې د کرونا وائرس دا
 وبا دا بلا راغلې ده د دې نه د ځان او خلقو ژغورلې د
 پاره دا ضروري ده چې مونږ هغه اختیاطي تدابیر په
 پام کښې اونیسو عملي ورباندې وکړو د کومو
 وړاندیزونه چې زموږ حکومتونه مونږ ته کړي د

صحت نړيوالې ادارې کړې ډاکټرانو کړي، دا زما
خواست دے ستاسو نه زما هم دغه هيله ده چې په
کورونو کښې پاتې شئ د خپل ځان او نورو خيال
اوسائئ د ژوند سره مينه وکړئ دا ځکه چې ژوند
ډېر ښکله دے، ډېره مننه کور مو ودان 17

د کرونا د وجې نه د اختر دپاره خصوصي سندرې او البمونه هم دا ځل
متاثره شو او هغه شان موسيقي او نه شوه څنگه چې به مخکښې کېدل،
خو په پېښور کښې د ډيوه ريډيو خبريال فاروق فراق د ډيوه د مينه والو
د پاره د کرن خان، گوهر جان، شوکت سواتي او ارشاد سره په دې حواله يو
پروگرام کړے .

نږکال داختر په موقعه نه خو نوي فلمونه ريليز
شوي او نه د موسيقي هغسې البمونه مخې ته راغلي
لکه نور کله چې به راتلل ،خو د وي او اي ډيوه
خبريال فاروق فراق تاسو دپاره په دې وړو کي اختر
يو ښکلی سندرېز بنډار راجوړ کړی ،خوند ترې
واخلي 18

هم دغه شان د ډيوې په امريکه کښې يو بل خبريال
فضل الله هم د تنگ ټکور يو پروگرام د وړو کي اختر
په موقع پېش کړے دے . امان اپريدے .ميا .وحيد
الله، خالد خټک .فخر عالم او نور پښتانه راغونډ
شوي دي او شوقيا د تنگ ټکور پروگرام را جوړ
کړے دے . 19

ه دې پروگرام کښې د کرونا، لاک ډاؤن، د موسيقي او موسيقارانو د ستونزو سره سره د اختر مبارکۍ او سندرې هم اووئيلې شوې.

غه سلسله لا روانه ده او امکان دې چې 'کرونا البمې' هم ريليز شي. ځکښې دې ټول انسانيت ته خبر پېښ شي خو تر دې دمه چې کوم مورتحال دې د هغې په نتيجه کښې د موسيقي سره تړلي هنرمندان د بر اذيت سره مخ دي. په مذهبي ټولنه کښې داسې قسمه خلکو او هلو لمو ته خلق په سم نظر نه گوري خو په دې کښې شک نشته چې د دې لمکو د ژوند په پرمختگ او د انسانانو په ذهني طبع تفريح کښې ډېر يار گالي، پکار ده چې په سخت وخت کښې د نور انسانانو په شان د وي سره هم د انسانيت سلوک اوشي چې په دغه شان سخت حالاتو کښې انسانانو ذهني، اعصابي او نفسياتي فشار په کمولو کښې دوي هم پل کردار اولوبوي.

حوالہ جات

1 https://web.facebook.com/permalink.php?story_fbid=1620273964787662&id=100004152228785

2 https://web.facebook.com/permalink.php?story_fbid=3059280060796815&id=100001445546956

3 https://web.facebook.com/profile.php?id=100001445546956&_nc=19-5-2020

4 <https://web.facebook.com/mashaalradio/videos/902536653542754/> 30-4-2020

5 https://web.facebook.com/permalink.php?story_fbid=2696215497282425&id=100006820037567 25-5-2020

6 <https://web.facebook.com/mashaalradio/videos/545244886191136/> 30-4-2020

7 <https://web.facebook.com/shaparee/videos/856951684731533/> 29-4-2020

8 <https://web.facebook.com/hafizullah.sherani/posts/1555525064640350> 30-4-2020

9 <https://web.facebook.com/drsher.zaman.1/posts/923461391441385> 30-4-2020

10 <https://web.facebook.com/100904854898945/videos/203898020943650/> 4-5-2020

11 <https://web.facebook.com/hamayun.ghazal/posts/769763750523126> 11-5-2020

12 <https://web.facebook.com/hamayun.ghazal/posts/758196701679831> 11-5-2020

13 <https://web.facebook.com/FarzandAliofficial222/videos/672124523573298/> 11-5-2020

14 <https://web.facebook.com/writerakbar/posts/3265987466768308>

15 <https://web.facebook.com/mumtazrehman.orakzai/posts/1402287049944318> 6-4-2020

16 <https://web.facebook.com/mumtazrehman.orakzai/posts/1391328457706844> 19-5-2020

17 <https://web.facebook.com/haroonbachaofficial/posts/3631330323605947> 24-5-2020

18 <https://web.facebook.com/voadeewa/videos/238982320859419/> 23-5-2020

19 <https://web.facebook.com/voadeewa/videos/247752099832600/> 24-5-2020

.....***.....

اکادمی ادبیات پاکستان

چې دف غريږي

شېرولي خان اورکزې،
د ښاغلي نور قاسم قاسم په غزل کښې دف غريږي، او يا د هغه
غزل لکه د دف غريږي يو داسې دف چې په گڼ شمير استعارتي او
علامتي اهنگونه لري، هسې خو د دف غريږ خپل اهنګ د پښتنو په
رواياتو، تهذيب او تمدن کښې شتون لري،
لکه دف کله په واده ښادۍ کښې د پيغلې په لاس کښې چمبه شي، کله د
څه خاص خبر ور کولو لپاره د نايي په غاړه کښې ډول شي، کله د پښتنو
په جرگو کښې د زلمو د اتڼ سبب او بيا کله حجره کښې د ججرې د
مجلس هغه دبله شي چې مجلسي په کښې د گودر او د چنارونو تپې اړوي
را اړوي،
په ذکر شوي ټولو رواياتو کښې دوه قدرونه مشترکه دي، يو دا چې دف د
ژوند علامت دے او بل ده ژوند په لورې د توجو رارولو انگازه ده، خو د
دې نه علاوه هم ښاغلي نور قاسم د خپل فن په زور د غزل په نازک وجود
کښې د دف څو نور غږونه، اهنگونه، د استعارو او کنايو په ژبه کښې
زمونږ مخې ته ږدي، هغه هم په يو نوي رنگ، او په ځانگړي اسلوب،
لکه چې وايي،

قاسمه، هلته مې دې خداے په توره تبه مرکري،

چې دف غريږي او نخاله ډاره نه کومه،

د بره ذکر شوي شعر د ډار او خوف باوجود د قاسم صيب په غزل کښې د
اميد بخري هم خلا کوي، اصل کښې د اميد لمن پريښودل هم نه دي
پکار، ځکه چې اميد د ژوندي انسان د پاره انتهايي شيرين او مهم تکې

دے دومره شیرین او مهم دے که چرته مونږ د ژوند نه د امید تکی لري
 کړو نو زموږ دا متحرک وجود به مفلوج شي، یو چا رښتیا او رسا ویلي
 دي چې دنیا په امید روانه ده، که مونږ په چاپیرچل نظر وکړو نو په کټ
 کښې پروت رنځور د روغ صحت په امید ژوند کوي، یو غریب سره د
 ښې ورځې په ارمان خپل همت کوي پښې او لاس وهي، په انفرادي توگه
 داسې نور مثالونه هم ډیر دي، هم دغه شان امیدونه د قومونو او
 هیوادونو هم وي، د چا دا امید وي چې مونږ دې مدام سپر پاور وو،
 څوک داهڅې کوي چې مونږ دې سپر پاور جوړ شو، او څه قامونه په دې
 کوشش کښې دي چې مونږ ته زمونږ بنیادي او انساني حقونه ترلاسه
 شي، د یو قام په حثیت د پښتون اولس امیدونه د نظر لرونکو په نظر
 کښې دي، یو طرف ته ظلم دے، جبر دے، ظلمت دے، استعدادي سوچ
 دے، مکر دے، فریب دے، بل طرف ته د پښتون اولس په گڼ شمېر
 کښې ستونزې دي، خو بیا هم قاسم صیب د امید دف غږوي، د کوم امید
 او د څه امید؟

وړاندې د دې ابهام د ختمیدو نه چې قاسم صیب د کوم امید دف غږوي،
 دا خبره ضروري گڼم د یو لیکوال، دلته د لیکوال مطلب سنجیده او نظر
 لرونکې لیکوال دے،

امید نه خو د عنکبوت کور دے او نه د ایرو څلې، د خبرې مطلب مې دا
 دې چې د یو لیکوال امیدونه په حقیقت اډانه وي، د هغه نظر هغه څه هم
 گوري چې عام خلق ئې تصور هم نه شي کولې. دا د شپږم حس هغه
 محسوسات دي چې په نړۍ کښې پروت د یو څه تصور هم نه و ممکن او
 نن ئې مونږ مشاهده هم کولې شوو،

اوس تاسو په خپل چاپیرچل هم نظر وکړې د حالاتو اور او زور هم
 وگورې او بیا د قاسم صیب دا امید هم!

ذري ذري دې بيارا ټولوم نوحې نه واييم،
ذري ذري چې وړې ئې هوا زرزي خياله،

اوس خود شپې مرگ يقيني دے چې سخر روان دے،
دادې د نمر خرک د يو لاس په فاصله کښې وينم،
قاسم صيب د دې اميد شاته د هغه پښتون جلال لکه د سمانې د غره
وچت سر ولاړ دے، باوجود د دې چې د قاسم صيب شخصيت او تخيل د
دې خبرې گواهي ورکوي چې هغه د عدم تشدد پيروکار دے،
وس دا هم کيدے شي چې د پښتون جلال په حق له د يو چا په ذهن کښې
د تشدد کوم عنصر منعکس وي او دا دواړه خبرې ورته تضاد ښکاري، نو
د هغو لپاره دا وضاحت پوره او ضروري گڼم، کله چې فيرنګي باچا خان
جیل کښې بند کړو، نو بابا د فيرنګي د ظلم او جبر په ضد په جیل کښې
د دننه د فيرنګي سره د هر رنگ تعاون نه بائيکات وکړو، او د بائيکات
باوجود ئې د فيرنګي جوړ شوې قانون هم په لاس کښې نه اخيستل، د
بابا دې روايي او عمل ته مونږ په يو وخت کښې عدم تشدد او پښتون
جلال ويلې شو، د قاسم صيب په غزل کښې هم د دغه شان جلال د
غږېدې په زور او شور سره غږېدې، خپل اولس ته د عدم تشدد لار ښايي
په دې ضمانت سره چې مرام ته رسيدل په کښې يقيني دي، او که جلال ئې
وگورې نو د وخت هر طاقت ته سترگې خو پرېږده چې ليمه هم نه
تيتوي، يقينا چې د هغه د پښتون جلال دا رنگ د کتو دے،

يو سر و په لوړتيا کښې تر اسمانه رسيدلې،
په سر کښې د نيزې وچاته خم نه و جانانه،
په سوزنۍ تړلې مور په رومبۍ ورځ وم،
مړه څه زنځير زنځير کوي سريه،

او يا د هغه دا شعر،

ستا سينه کښې بلهبا شور و طلاطم و،

سمندر: دا قرار دې بل څه وايي،

په دې اخري شعر که مونږ وگورو نو په اوله مصرع کښې د پښتون تاريخ جلال په موجونو دے او په دويمه مصرع کښې سره د ټول احترام، عظمت، د يو مبهم شان پيغور په شکل کښې د نن پښتون نه د پښتون قا د نشاة ثانيه غوښتنه کوي،

د هغه د جلال د يو بل رنگ ليدو نه وړاندې د قرآن پاک په سورة البقر کښې د الله تعالى دا فرمان واورې،
ترجمه،

په خصوصي توگه د مدد مستحق هغه خلق دي چا چې د الله تعالى په لا کښې ځانونه داسې مقيد کړي دي چې د خپل ذاتي کسب او معاش د پار په زمکه کښې مزلې نشي کولاي، چونکې دا دومره پاک لمن خلق دي چو چاته سوال هم نه کوي، په همدې بنياد نا واقف خلق هغوي شتم حسابوي تاسو دا خلق د مخونو د علامتونو نه پيژندې شي، هغوي پ خلقو پورې د سوال د پاره نښلي نه او تاسو چې څه هم خرچ کوې الله تعالى دهغه هر څه نه ښه خبر دے

داسې ښکاري لکه چې په دې آيات مبارک کښې د پښتون د جلال خبره کيږي، گني د نړۍ نور قامونه د گيډې د دوزخ د کيدو د پاره څه نه کوي، خو پښتون قام اکثريت داسې نه دے دا صرف زما دعوه نه دے بلکې زمونږ ټولو د مشاهدې خبره ده او يو دليل پرې د قاسم صيب دا شعر دے،
نهر دے خو په خوله ئې نه گيله نه شکايت،
ما داسې هم په دې چم کښې ليدلے دے يو کس،

سم صيب په خپل جلال د وياړ سره د خپلې انا نفي هم کوي ، خو د دوو
ضادو خيالونو باوجود هم د هغه انداز د کتو دے، وجه ئي ظاهره ده
په فن باندې عبور، د فکر پختگي، د لفظونو په معنې او تقدس
نډې پو هيدل، په خيال باندې مضبوط گرفت دے،
بڼو د هغه د پښتون جلال رنگ وليدل اوس گورو چې هغه دخپلې انا
ي څنگه کوي او ولې ئې کوي؟

ي سوال ځواب د هغه په دې شعر کښې دے،

زه چې د ځان نه لري لارم دومره لري لارم،

چې بيا د، زه، د فکر بوي راته نيزدې رانغے،

اولني نظر دا دوه متضاد خيالونه ښکاري خو په حقيقت کښې داسې
کله نه ده، لکه څنگه چې مونږ بره د باچا خان بابا د کردار مثال وړاندې
و، بلکل هم هغه شان د هر فعل او قول خپل خپل وخت او ځاي وي،
سم صيب چې په دې شعر کښې د ځان نه لري تلې دے نو د هغه ارزښت
ر هم سيوا شوې دے ځکه چې اوس هغه د يوې مرحلې نه راتير دے
س د هغه په تخيل کښې يو کاز دے هغه اوس يو نسب العين لري،
س هغه باخبر دے ځکه خو وائي چې،

قاسمه زړه دې چې کنډر وي څومره،

هومره ارزښت ئې د انځور زياتيرې،

ه د خپل زړه کنډر په مثبت انداز کښې اخلي، وجه ئې ښکاره ده چې
بل وجود نه دے، ځکه چې انځور د خپل اولس د پاره جوړه وي، په دې
اس مونږ بيا دا هم ويلې شو چې هغه به د خپل اولس سره مينه هم
پ، مينه که څه هم د کوم دليل او اظهار محتاجه نه وي مثينان سره په
نرگو سترگو کښې پوهيرې، خو په دې ماده پرست دور کښې په

اخلاص او پۀ حقيقتونو هم شكونه كيږي، خو د قاسم صيب د خپل اولس سره د مينې ثبوت اول خو په خپله دا كتاب دے او ددې كتاب نه علاوه دوه نور كتابونه او پۀ گڼ شمېر ادبي خدمات دي، پۀ. ذكر شوي دليل دا سوال هم پورته كيدے شي چې داسې خو زمونږ هر ليكوال كوي چې هم كتابونه چاپ كوي او هم ادبي خدمات لري، ځواب ئې دادې چې دا ټول د خپل اولس سره مينه لري د خپل اولس دردونه محسوسه وي، پۀ كروړونو خلقو كښې هم دغه پۀ شمار خلق دي چې دا ژبه ژوندے ساتي، او دا بيله خبره ده چې پۀ هم دې ليكوالانو كښې داسې هم شته چې څوك پښتو وڅوړل او چا پښتو وڅوړله، خو زه دا خبره د قاسم صيب سره د ناستې او ولاړې په بنياد كوم چې نوموړې د اولنو پۀ صف كښې ولاړ دے.

خو د قاسم صيب د خبرو اهميت څكه زيات دے چې هغه يو عام ليكوال نه دے، د كسكريزم، دكاپي پيسټ، د روند تقليد، د ډله بازي، د بازاری، د لاعلمۍ، او پۀ تيره تيره د مغربي بهير په دې دوران كښې خپل تشخص برقرار ساتل، پۀ خپل فن باندې خپل رنگه كشيده كول، خپل اسلوب پيدا كول، او د خپلو رواياتو خبره كول يقينا چې ډير گران كار دے زۀ بغير د كوم ججك او بغير د مبالغې نه دا دعوه كوم چې ښاغلي قاسم صيب دا گران كار تر سره كړې دے، او هغه پۀ خپل رنگ او اهنك كښې دا خبره ثابته كړې ده چې هغه د خپل اولس سره مينه لري، بې ریا او بې عرضه مينه، د هغه د مينې پۀ ثبوت باندې د هغه دا څو شعرونه د برهان درجه لري،

چې پرې د قام د ناروغيو دارو نه شم كوے،

وايم چې اور د شاعري په دې هنر پورې كړم،

پۀ خپل زړه كښې مې سور اور بل ؤ قاسمه،

خو پۀ زړونو پريوتمه لكه واوړه،

ويا د هغه دا شعر چې د خپل اولس سره د مينې انتها ده،
 خاموشي د گلدر و سره خفه کړي،
 د بچيو څر مخونه سره مړ کړي،
 خپل اولس سره مينه د هغه يو اړ خيزه او د اظهار تر حده نه ده
 ساتي، بلکې هغه د خپل اولس په حال باندې ساندې هم ويلې دي، خو په
 دې ساندو کېنې هغه ټپې نشته چې د مايوسي زهر په کېنې شامل وي،
 و تر څه حده د بې وسۍ اعتراف په کېنې شتون لري خو چونکې دا اړخ
 نه تر ډېره حده د حقيقت غمازي کوي، البته زمونږ د وينا مقصد دلته دا
 دې چې زمونږ ليکوال د خپل اولس درد څومره محسوس کړې او خپل
 گڼلې دے او يا هغه د احساس په کوم مقام ولاړ دے او د کوم کرب او
 اذيت نه راتيرېږي؟ او د هغه حالاتو د آه نه ئې بيا کوم او څنگه تصويرونه
 جوړ کړي دي؟

دلته د هغه يو شعر راوړم، اميد دے د بره سوالونو ځواب به په کېنې
 پيدا شي،

ستا کومه کومه بد بختي او بې خودي وژاړم،
 د پښتون پرې لمنې، پرې گريوانه، مړ دې کړمه،
 په دې شعر کېنې ياد شاعر د پښتون نن او پرون تصوير کړې دے، دا
 شعر لږ وضاحت غواړي،

بدبختي، يعنې پرې لمن، بې خودي، يعنې پرې گريوان، لمن چې د
 پښتانو ثقافتي شناخت دے، بيا د لمنې پريکيدل گڼې معنې ورکوي،
 چې تر ډېره حده ئې د بد بختۍ دا ټکې احاطه کوي، د بې خودۍ تضاد
 هوش، خود يعنې خودي، خودي چې د پښتون په سرشت کېنې شامله
 ده، د خودۍ ربط د گريوان سره ډير مناسب او موزون دے ځکه چې

زمونږ په چاپيرچل کښې سيري گريوان د ليونتوب علامت دے، خو په شعر کښې بلاغت اعلى درجه دادې چې گريوان سيري نه دے بلکې پرې دے نو د پرې دا ټکې خيال ډير با معني او وسيع کوي، ځکه چې پرې گريوان کښې به لازمه خبره ده چې د بل چا لاس شامل وي،، بس د هم دې لاس په ضد د پښتون قام خاموشي هغه د کرب دې مقام ته راوستل چې بې اختياريه ئې د خولې نه دا چغه پورته شوه، چې مړ دې کرم، ددې شعر د مختصر شان تشرېح نه دلته زمونږ مقصد دادې او يا دا خبره په ډاگه کوو چې د قاسم صيب په يو يو شعر کښې زمونږ د نن او پرون کوم کوم داستانونه او حقيقتونه پراته دي، او يا د په زړه کښې د هغه په روح کښې د خپل اولس د مينې درد او احساس په کوم مقام دے د هغه د درد او د احساس د نور وضاحت د پاره د هغه دا دوه شعرونه پوره گڼم،

ستا کاني زړه باندې گلچينه اسمان هم وژړل،
د گلابو نونه څوک دغسې سرونه وهي؟

وطن کښې مويو داسې نامعلومه خوف و خور،
مانښام نه تر مانښامه دروازې نه خلاصيدي،

د قاسم صيب په غزل کښې يوه بله موضوع دومره جامع، مدلل، او د فن په پيمانه پوره ده، چې منکر پرې اعتراض کولی نشي، هغه د دوران هغه حقيقتونه دي چې ټوله نړۍ ئې په غټو غټو گوري، اوري، خو د بې حسي تر حده خاموشي ده، بغاوت او مزاحمت خو لرې خبره ده يو منظم او جامع احتجاج قدرې نشته، دا بې حسي او خاموشي مونږ د تيرو څو لسيزو نه گورو، مونږ موجوده خلق د دې بې حسي او خاموشي نه صرف شهيدان يوو بلکې په دې دواړو کښې په مکمل توگه په شعوري او يا غير شعوري توگه شريک يوو، مونږ په خپلو سترگو وليدل او لا ئې

گورو چې د خپلو مفاداتو د پاره په نړۍ کښې اور چا بل کړې دے؟ د بارودو بزنس د چا روان دے؟ څوک دي چې د نړۍ د ټولو نه زياته وسله خرڅوي؟

او يا د خپلې way of life په خاطر او مفکوره د عرب او عجم تهذيبونه چا د پخو لاندې کړل؟ په دې ټيک ټاک کښې چې کومې پښتنې نن برېښه سرونه گډيږي دا د کوم تهذيب او تمدن عکاسي کوي؟ دا خو د ففت جنرېشن واريؤ اړخ دے که دې بل طرف ته وگورې نو په افغانستان کښې څه څه وشول؟ په عراق، فلسطين، برمه، او کشمير کښې کوم ظلم او جبر ونه شو او يا نه کيږي؟ دا ټول سوالونه مخې ته کيږده او صرف دا ځواب ئې تلاس کړه چې د دې هر څه تاوان چاته دے او گټه ئې چاته رسيږي اميد دے چې ځواب به درته ميلاو شي،

او چې ترڅو پورې په دې نکتو غور نوي شوې نو د ستم د پاسه دا ستم به جاري وي، چې د قاتل، بلکې زه به ورته اجرتي قاتل او وایم په لمن د وينو يوه قطره هم چاته په نظر نه ورزي، بلکل پاويتر به وي لکه چې دے، تاسو وگورې چې د ظلم د پاسه ظلم دا چې مقتول هم زه يم، سرونه هم زمونږ مات شول، معيشت هم زمونږ تباه شول، ثقافونه هم زمونږ په اخري سلگو دي، او ترهگر او شر پسند هم زه يم، او د افسوس د پاسه افسوس دا چې دا حقيقتونه او په دے حقيقتونو تشې خبرې کول هم د بادار نه هضميږي، داسې خبرې کول نه صرف گرانې دي بلکې د ځان او د بچيو د سرونو په داؤ لږول دي، خو يو باضمير لیکوال دا منافقت نشي کولې هغه خاموش نشي پاتي کيږي، او نه د هغه وجدان هغه ته د کوم مفاهمت اجازت ورکوي، د وخت د هر بادار مخ ته آينه نيول دې څوک د قاسم صيب نه زده کړي چې هم په کښې جرأت شته او هم په کښې دليل،

چې هره ورځ راله په سرو وینو سرونه وینځي،
 کرکه به شپې نه د بلال له ډاره نه کومه!
 ته نغمه د احترام د بشروایه،
 د بارودو کار او بار دې بل څه وایي،
 نغري وهي د مینې او سولې او د امن،
 ته گوره د سرونو مناره باندې ولاړه ده.

ددې دلیل نه روسته هم چې د وخت بادار ځان کون او گونگ کړې دے نو
 بیا د قاسم صیب په غزل کښې مزاحمتي د ف هم په غږیدو شوې دے، په
 شعر کښې مزاحمتي رنگ د احتجاج نه یوه پورې بره او د بغاوت نه ویه
 پورې لاندې وي، زما په خیال دا خبره متافقه علیه ده چې که شاعر
 هرڅنگه وي خو حساس ضرور وي اوس سوال دا راولاړېږي چې یو شاعر
 د حساسیت باوجود په شعر کښې مزاحمتي رنگ څنگه ځایولې
 شي؟ ددې سوال ځواب دادې چې کله حالات داسې جوړ شي، چې ظالم ته
 د خپل ظلم احساس نه کیږي. طاقتور د طاقت په نشه کښې بد مست
 هاتي شي، محافظ د کورونو دروازي په ماتولو کړي، رهبر د رهزن شکل
 اختیار کړي، او عام اولس د بې وسۍ تصویر جوړ شي، نو دلته بیا د
 شاعر هم هغه حسه یعنې احساس د هغه د وجدان دروازي ته ټک ورکړي
 او دخپل حساسیت په وجه بیا داسې مستانه نغري پورته کړي لکه د
 قاسم صیب دا شعرونه.

زه د ننگ مبارزه کوم لگیايم،
 ته بیخي لږه دې سنگره خبر نه ئې،
 نوره مې د خوف چار دیولي ده نړیږلې،
 اوس لیونې شوې یم بلا پسې راوځم،

ره ذکر شوؤ عالمگير فکرونو نه علاوه د قاسم صيب په زړه کښې يو ننگين هم غزونې کوي کله کله هغه دې خپل لونگين ته د مينې او د مان دف هم غږوي خو د قاسم صيب د مينې او د رومان رنگ يقينا چې پيڅلې دے، زمونږ خپل رنگ دے، زمونږ د رواياتو عکاس دے، د ت او د خيال د اذادی يا روشن خيالی په بهانه او يا جواز نه خو کښې فحاشي شته او نه بې شرمي، د فحاشۍ او د بې شرمۍ دا ټکي، ځکه راورل چې که مونږ وگورو نن زمونږ ادب، يعنې پښتون ادب، مې د رومان په نوم څومره بې ډبه او بې ادبه شاعري کيږي، او خيال د ادې په نوم څه څه دي چې نه ئې وائي، دا خبره زه بغير د کوم ججک نه يم او په سپين ميدان ئې کوم چې زمونږ د ليکوالانو په صفونو کښې په ټا شمېر سره داسې ليکوال شتون لري چې ښه په ښکاره ئې د پښتون ب نه جامې اوويستې ښه په کولاؤ مټ لگيا دي خلک گمراه کوي د مان په نوم فحاشي خوروي د خيال د اذادی په نوم کچه ذهنونه راږوي، چې مونږ ټولو ته ئې مخ نيوي پکار دے. اوس دلته د يو چا په من کښې دا سوال هم راتلے شي چې په شعر کښې د رومانيت د حدودو مين مونږ څنگه کولې شو او يا ئې پيمانه څه ده؟ په خواب کښې درته د سم صيب دا شعرونه گدم چې هم په کښې رومانيت شته او هم د پښتانو رواياتو په دائره کښې دي.

د لونگين نه مې لوگۍ کړې څه ناڅاپه راغۍ.
نن هڅې سترگو کښې زما لونگ لونگ نه کيدو.

تخيـل دے. تغـزل دے. تخليـقـاـره.
دغه ښکلي ته دې پام دے شاعري ده.

زما د آه په توده باد ئې اننگي مراوي شي،
 هغه نازک دومره دے، دومره نازولے دے چې،
 د قاسم صيب د مينې دا تصور يو د پردیدلې رنگ هله اختيار کړي چې
 مونږ د هغه د مسافري د ژوند تصوير تصور کړو، آه ددې اوده قام، بد
 قسمته ورته ځکه نه وایم چې اوده دے څومره ځوانان په نورو هېوادونو
 کښې د هجران بلاگانو وخورل، څوک چې د مسافري د کرب نه تیر وي
 هغو ته ددې درد احساس شته چې د مسافري ژوند څومره گران دے، او
 که د چا دا تجربه نه وي نو هغه دې دا منظر د قاسم صيب په دې شعرونو
 کښې وگوري،

زه خو تپ د بيلتانه د ريگزار پوخ کړم،
 بختور دے چې په کلي دے په کور دے،

ستا د لاسه سمندر کښې د درد ډوب يم،
 هجره! نه غلط شوم اوږه شپه مې وژني،
 د مضمون د طوالت باوجود د قاسم صيب يو شعر راوړل ضروري گڼم، خو
 د شعر نه وړاندې دا دعوه هم کوم چې د قاسم صيب دا يو شعر د شرابو د
 تشهير کونکيو د کتابونو نه هم په معنوي توگه اوچت او ښکلي دے،
 دلته هر سره عادي دے د شرابو،
 زه زم زم د خپلې مينې په چا وڅښم،

.....***.....

حاجي صېب نواب خان نواب شخصيت او شاعري

سلېمان کامل

حاجي صاحب نواب خان نواب د مردان ښار اوسېدونکې دى چې په وژبه کښې شاعري کوي او د "زخمي زخمي حالاتو په ځيگر کړم" په نوم شعري مجموعه چاپ شوې ده. هسې خو په مردان کښې گڼ شمېر ران او اديبان دي چې د پښتو ژبې د خدمت په حقله کې يو جهان معترف او د دې سيمې شاعرانو اديبانو پښتو ادب ته بېش بها بڅښنې کړي په دومره گڼ شمېر ادبي شخصياتو کښې د نواب خان نواب شخصيت هغوي شاعري په دې وجه د توجه مرکز گرځي چې حاجي صاحب سوف يو بې سواده شاعر دى. هر کله چې کوم بې سواده شاعر شاعري، نو هغوي اولسي اصنافو کښې د خپل فکر اظهار کوي او دغه نمونه همېشه په اخوانو بللې کېږي خو دلته خبره يوه پوتې مختلفه ده چې حت به ئې د دې مضمون په راروانو کړښو کښې وشي. اول مونږ د لمي نواب شخصيت ته خير کېدل غواړو. د يو چا په حقله دا وئيل چې د ي شخصيت څنگه دى، په عمومي توگه وئيلې شي چې محنتي دى، ن دى، ديانت دار دى او مخلص دى او داسې نور. ولې زه فکر کوم دا فقط يو توصيفي اظهار دى او زه چې د ښاغلي نواب شخصيت ته پر نظر گورم نو دغه اوصاف ئې د نورو ډېرو خوبو نه يو موټې خروار. په انساني خصوصياتو کښې تر ټولو اهم خصوصيات دوه دي. يو هغه د خداى بادشاه د لوري ورته عنايت شوي وي چې ورته قدرتي يا غير

اکادمي ادبيات پاکستان

اكتسابي صفات وئيلې شي او دوهم خاصيت يا صفت هغه دے چې ان ئې په ځان كښې په خپله پېدا كوي يا په قدرتي صفاتو كښې څه لږ بدلون كولو سره ئې حاصل كړي او يا بيا د خپل چاپېر چل نه ئې د ځا پاره واخلي چې دې ته اکتسابي صفات وئيلې شي. په قدرتي صفاتو ك زموږ رنگ، نسل، شكل او صورت، بدني رغونه، ذهني صلاحيتونه ځينې داسې نور شامل دي ولې په اکتسابي صفتونو كښې د يو ان علمي معيار يا ذهني سطح، د هغه كار روزگار يا پېشه او ورسره د فكري توان يا خيالات شامل دي. هر كله چې موږ دغه دواړه ذكر كړو خصوصيات په نظر كښې ونيسو نو ترې نه د يو انسان د شخصيت په يوه رايې قائمولې شو. په دې خبره كښې هېڅ قسمه د شك او ش گنجائش نشته چې د شخصيت په پېژندنه كښې موږ سره تر ټولو اعلم ارفع مثال يا ايډيل شخصيت د اقائے نامدار سرور كونهن خاتم النب جناب محمد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شخصيت دے.

د ښاغلي نواب د شخصيت د تشرېح په حواله ځينې نكات او مطال بحث پامته دار دي. څنگه چې وړاندې كړېو كښې د يو شخصيت اکتسابي غېر اکتسابي اړخونو ته اشارې وشوې نو دغه شان د يو انسان د شخصيت اړخونه هم دوه دي. يو ښكاره يا ظاهري او بل باطني. ظاهري اړخ هغه دے نورو خلقو ته په نظر راځي چې پكښې د يو انسان شكل و شبا هت او د هغه ر شاملې دي او په دتني اړخ كښې ئې عقل، علم، جذبات، احساسات او رجحان وغېره شامل دي. په عمومي توگه د يو انسان ظاهر د هغه د باطن عكس گڼلې البته ځينې انسانان په عارضي توگه په خپل باطن باندې پرده اچوي.

ښاغلي نواب په مردان کښې په باري چم کښې اوسي . هم دا ئې د زېږېدنې مسکن دے . دوي خه موده په پېښور کښې هم اړولې ده . هغه وخت چې د دوي والد صاحب په پېښور پوهنتون کښې د تېل مالگې دکان لره ، حاجي صاحب موصوف هغه وخت 23 کلن وه چې د دکان په کار کښې به ئې د خپل پلار سره لاس کوه . خه موده پس ئې په خېبر مېډيکل کالج کښې . کښتېن واخسته . دا هغه وخت وه چې د ښاغلي نواب په شخصيت کښې بدلون راغے . ځينې غېر اکتسابي خصوصيات يا صفات ئې په اکتسابي خصوصياتو کښې بدلول شروع شو .

د ښاغلي نواب د زده کړې زمانه له بده مرغه په مزدوري کښې تېرېده ، خو خپل پدري اوصاف ئې له نظره نه غورځول او د جفاکشي سره سره ئې خوش اخلاقي ، خوش گفتاري او مېلمه دوستي په مزاج کښې شاملېدل . کومې ملگرتياگانې چې ئې په هغه وختونو کښې جوړې شوي دي هغه ئې تر اوسه پورې د ورورولي او پښتونولي په نه شلېدونکي تار تړلې ساتلي دي او هم دا هغه صفات دي چې د ښاغلي نواب شخصيت د هر چا توجه ځان پله مرکوزوي . څنگه چې ځينې صفات د مستقل نوعيت وي او خه کيفيات د عارضي نوعيت وي دغه شان د ښاغلي نواب د تعلق پالنې ، د ورورولي د تړون او د انساني همدردۍ صفات د مستقل نوعيت دي او که خه د عارضي نوعيت کيفيات ئې دي نو هغه دا دي چې دوي له ډېرو اولنو وختونو نه په بدني مشقت لاس پورے کړے دے ، د پېښور نه چې واپس مردان ته راستون شوے دے نو د خپل روزگار په لړ کښې د سعودي عربستان په رېگستان کښې ئې هم شپې ورځې اړولې دي . هلته ئې هم د

خپلې انا صفت نه دے مجروح کړے ، په مسافري کښې ئې هم کلي و
خوي نه دے بدل کړے . په پردېس کښې ئې هم مېلمه پالنه او ملگرتيا پا
په نړه کړې ده . ځکه خو ئې روږۍ ونه گټلې البته د حج فريضه ئې پکښې ا
کړه چې دا ئې هم خوش بختي گڼلې شو .

مونږ چې د يو انسان مستقلو صفتونو ته گورو نو د هغې د ارتقا
شا يو لويه زمانه پرته وي . په دغو کښې بدلونونه په قلاړه قلاړه او وار و
راځي . دغه صفتونه د يو انسان د پوره ژوند ملگري وي . که وگورو نو د
انسان علمي او عقلي سطح په يوه لويه موده کښې وده مومي او په دې کښ
د بدلون راتلو رفتار د کلونو په مناسبت راځي خو د دې په ضد د يو انسان
غمونو يا خوشحاليو کيفيات بهخي عارضي وي او په کښې بدلون ډېر
واقعې کېږي . هر کله چې حاجي صاحب نواب خان نواب په خپلو مستق
عاتونو باندې قايم او محکم ولاړ دے نو دغه شان ئې د ځينې وختونو
خفگان ، پرېشاني او غصې جذبات هم مخفي نه پاتې کېږي چې مونږ ئې
حاجي صاحب د شخصيت روڼ صفت گڼو او وئيلے شو چې دغه عارض
کيفياتو د حاجي صاحب شخصيت يوستوے کړے او د بې ايماني او تص
له الودگۍ ئې پاک او صفا ساتلے دے .

د حاجي صاحب د شخصيت په حواله ځينې نورې خبرې هم زما
نظر کښې دي چې څه به د هغوي د شاعري په حقله د بحث په اوان کښ
مخې ته راځي خو هر کله چې انساني ذهانت د شخصيت يو اهم جز دے د
شان مونږ د حاجي صاحب په يو وخت د ډېر بدني مشقتونو ، د کلي کلوهغ
د پالولو د رياضتونو ، د روحاني سکون د حصول دپاره د مروجې عبادتو

ه د خپلې شاعري په حقله خپل افكار په ځاي ساتلو د پاره تگ او دو د
وي په ذهانت دليل فراهم کوي نو د هغوي قوت برداشت هم د نمايان
لو نځينې نښاني په ډاگه کوي او دا هر څه چې هغه په يو تسلسل سره
ي نو د دې نه ئې د ذهني پختگۍ درک هم ولاړېږي خو چې د هر څه د پاره
نږد حاجي صاحب موصوف بدني ناروغيو ته پام وکړو نو وئيلې شو چې د
نه په شخصيت کښې د صبر او شکر يوه بېش بها ماده هم پرته ده . هسې
صبر او شکر د انساني ژوند د يوې معنې دوه بيل بيل مطالب دي چې د
ند ټول دارومدار پرې روان او جاري دے . په انساني شخصيت کښې د
ند د تېرولو د پاره تر ټولو اهمه وسيله او ذريعه د يو انسان همت ، محنت
بدني مشقت دے چې په عرف عام کښې ورته خلق مزدوري وايي . مونږ
، د حاجي صاحب موصوف دغه زيار اېستني ته گوروي نو په ظاهره خو
ه د فروټ منډۍ يو کارکن دے ولې که مونږ که د ده دغه روزگار ته د ده
نساني او اخلاقي رويې په تناظر کښې خير شو نو په هغه کښې د "تيم
رت" يوه نه ختمېدونکې ماده الله پاک وديعت کړې ده چې د ده شخصيت
ې يوه مهينه او سپينه خلا او ښکلا بخښلې ده . "تيم سپرت" د انساني
سياتو په اړوند هغه جذبه ده چې يو بنده په کښې په خپل ځان د انحصار
، سره په بل هم انحصار کوي او دغه کار حاجي صاحب موصوف په دومره
ي او ښائسته توگه تر سره کوي چې د يو ساده رزگار نه ئې هنر جوړ کړے
، چې د ځان نه پرته د نورو ډېرو حاجت مندو د متحرک ساتلو، ژوند ته د
لمو او د روزگار وسيلې مهيا کولو سامان فراهم کوي . د حاجي صاحب
سوف دغه ادا که يوې خوا ته د ده خود انحصاري نمايان کوي نو بلې خوا

ته په بل انحصار او اعتماد هم په گوته کوي چې مونږ ئې د ده يو قائدانه صلاحيت گڼلې شو. په خان انحصار په خپلو متوباور دے چې د شخصيت د پېژندنې په لړ کښې ورته احساس ذمه داري هم وئيلې شي چې ورسره د يو انسان قوت ارادي او خود اعتمادي هم ملگري وي او هم د دې اعمالو د خپتې نه د شجاعت او بهادري نفوذ کېږي. هر کله چې مونږ د حاجي صاحب موصوف دغه عملونو ته گورو نو د ده په حقله په دې خبره کولو کښې هېڅ ابهام او شک ته نه امداد کېږو چې هغه يو کلک او نه ويرېدونکې انسان دے. د چستۍ. شجاعت او بهادري سره سره هغه يو انصاف پسند انسان هم دے خو پرته له دې په هغه کښې د ايتار يوه داسې جذبه هم موجوده ده چې د ده د شخصيت چينه ئې تانده او بهانده ساتلې ده. د ايتار دغه جذبه ئې د سخاوت په کاليو بنائسته او مرمرينه ده او هم دغه جذبه ئې شخصيت ته يوه پښتنه خلا بخښلې ده چې په ظاهري حواله هم ښکلې او روڼ شخصيت دے او په باطني توگه هم سپين سپېڅلې دے.

لکه زما به دا خبره ډېرو ملگريو محسوس کړي وي چې حاجي صاحب موصوف د رشتو د تقدس لحاظ او خيال ساتلو کښې د اسلامي رواياتو سره سره د پښتني اقدارو په اصولو کلک کاربند او پابند دے. خپل وروڼه ئې خان ته نژدې ساتلي دي. د خوښدو خوړليو تپوس پښتنه، راشه درشه اختر شوقدر ئې په نږدې کړي دي او دغه شان ئې هغوي سره د خپلوۍ د احترام د جذباتي تړون مزې شلېدو له نه دے ورکړې. هر څو که دا زه گڼم چې زما دغه دعوى د مثال محتاجه نه ده خو يو مثال ئې راوړل ضروري گڼم. هر کله چې د خپل يتيم ورور بچي ئې د خپل قد په سپوري داسې روزول

چې هغوي له نې د بې پلاره کېدو احساس ورنه کړه بلکې دا خبره د مبالغې نه خو چنده په هورته ده چې د خپل بچو نه نې ورله زیاته مینه ورکړې ده. د غنا دې هنر نې د سخا د ذوق په ښکلا کښې دوه چنده اضافه کړې ده ځکه خو نې د تندي په ورین ډاگ چرې هم ساگ سیلې نه دے ورے او هم دغه وجه ده چې د حاجي صاحب موصوف بزق پراخه دے او په ژوند کښې نې اساني او اسودگي پرېمانه ده.

حاجي صاحب نواب خان نواب چې له کله ما پېژندلے دے او په شخصیت مې نې غور او فکر کړے دے نو د لالچ د خیچن والي نه مې پاک محسوس کړے دے او قناعت مې ورسره مل لیدلے دے خو دې سره پېوست د دوي معامله فهمي هم راباندې منعکس شوې ده. د اېم اېم په وختونو کښې د دوي په روزگار کښې د وخت حکومت دخیل شه او دوي نې د سبزي منډۍ نه پاڅول، او د خپلې خوښې منډۍ ته نې لېږل غوښتل نو په مزاحمت کارانو کښې حاجي صاحب موصوف سرفهرست وه چې د ډېرو احتجاجونو، لاریونونو او وهلو ټکلونو نه وروستو د دوي خبره ومتلې شوه چې په نتیجه کښې نې حاجي صاحب او د ده ملگري د دوي د خوښې ځای ته پرېښودلي شو او د دوي په ضد ولاړ خلق دوي ته ملامته او کوز سترگي شول او ترننه پورې دوي ډېر په کامیابی سره په خپل دغه ځای کښې کار کوي. دا گټه د دوي د مستقل مزاجی، شجاعت او بهادری په صفتونو دال دے.

د حاجي صاحب نواب خان نواب سره د خپل تعلق په اوږدو کښې ما د ده په شخصیت کښې ډېرې خبرې محسوس کړي دي، شاید چې زه په تحریر کښې د اظهار د قوت نه بې برخې یم گنې ډېر څه پرې لیکلے شي. ده

سره په مجلسونو کښې د ناستې په دوران کښې مې په غيبت کولو نه دے اورېدلې. د چا نه نفرت کول ئې ما نه دي محسوس کړي. د خوف په ماحول کښې مې نه دے موندلې. پښتو سره د بې کچه مينې په اظهار مې وياند ليدلې دے او دغه ئې په ترجيحاتو کښې اوسېدلې ده.

هر کله چې يوه هيره د کان نه راوښکلې شي نو دا فقط د کاني يوه وړه شان ټوکړه وي خو کله چې د يو هنرمند جوهرې لاس ته ورشي او هغه ئې و تراشي نو ترې نه يوه قېمتي هيره يا ملغلره جوړه شي. دغه شان د يو انسان په شخصيت کښې تراش خراش هم يو اهم کردار لري. د انسان د شخصيت په تراشلو او سينگارولو کښې د مور پلار، استاذانو او دوستانو يا ملگريو نوے لاس وي. د حاجي صاحب د شخصيت په حقله د بحث په دوران کښې مونږ د دوي د والد صاحب ارواښاد گل کریم ځينې اوصاف سرسري بيان کړل خو وړاندې چې مونږ د حاجي صاحب موصوف په حقله ځينې توصيفي حقائق مخې ته کړل نو دغه د دوي د والدينو عنايات دي چې ورته په ورته کښې پاتې دي خو دې سره سره چې دوي ته په پېښور کښې کوم ملگري په لاس ورغلي دي هغوي هم د حاجي صاحب د شخصيت په رغونه کښې د رڼا د جوهر په پيدا کولو کښې د بخل نه کار نه دے اخستے. د دې خبرې اعتراف حاجي صاحب په هره موقع په ډېر وياړ او د تشکر په لب او لهجه کښې کړے دے او په هر وخت کښې ئې مننونکے دے. په دغه ملگريو کښې يو د قدرمن اباد حسن خان خټک او دوهم د ښاغلي محمد رف سنگين نوم شامل دے. دغه دواړه ښاغلي د علمي کورنيو سره تعلق لرونکي خلق دي. اول الذکر د گران پرېشان خټک وراره دے چې د حاجي

صاحب موصوف د پېښور د استوگنې په موده کښې په خيبر مېډيکل کالج کې نوکر وه چې بيا وروستو صوبائي اسمبلي ته لاره او هلته خپل فرائض سره کړه. موالخرال ذکر صاحب هم د يوې علمي کورنۍ چشم و چراغ دے. والد صاحب ئې يو بې بدله ديني عالم وه او دے په خپله په خيبر مېډيکل کالج کې ملازم دے. دواړه ياد شخصيات شاعران دي، هغه خت کښې به ئې ادبي هلې ځلې کولې. دا د کال 1984ء خبره ده چې دا خت نواب صاحب د 23 کالو خوږو زلمۍ وه او تازه تازه د مردان نه پېښور، د والد صاحب په بدرگه کښې د روزگار په تکل تلے وه. حاجي صاحب د پلو ملگريو په صحبت کې څنگه کولے شو چې ورسره په ادبي کارونو کې برخه وانه ځلي. لهدا حاجي صاحب موصوف هم د خپلې شاعرۍ اډېرې له خوبه پاڅوله او لاس ئې پرې واچوه، د ادبي دنيا په سېل ئې روانه وه او نن دا دے حاجي صاحب موصوف د يوې شعري مجموعې "زخمي نغمي حالاتو په څيگر کړم" خالق دے. په دغه وختونو کې به دوي په ريکه او په قاعدگۍ سره ادبي زيار باسه. دوي په کال 1985ء کې د ننگيال ادبي ليکوال "په نوم يوه ادبي ټولنه هم جوړه کړې وه چې په ترتيب به ئې ادبي هلې ځلې کولې. حاجي صاحب د خپل ژوند دغه برخه د خان ماره يوه زرینه دوره گڼي او په ډېر جذباتي انداز کې ئې ذکر کوي.

د پورتنې بحث مطالب د "زخمي زخمي حالاتو په څيگر کړم" د فلي شهادتونو د خلاصې ځينې څو کرښې دي. دا شعري ټولگه چې په ل 2014ء کې په اول ځل چاپ شوې ده چې پرې سريزې ښاغليو سيد ابر شاه صابر او اباد حسن خان خټک ليکلي دي. دواړو ښاغليو د حاجي

صاحب د ذات او شاعري په حقله خبرې کړي دي. اوس چې زه د دې څو کړنو لیکلو جسارت کوم نو باید چې د خپلې ناپوهۍ د ملامتیا په پلمه د حاجي صاحب موصوف د ذات او شاعري په حقله د جاج اخستو په لړ کښې د تېروتنو پېشگي معذرت وغواړم.

حاجي صاحب د کتاب لوستلو نه بې برخې دے خو د هغوي ځينې عادتونه د علم او پوهې د حصول خپل کړي دي. د مثال په توګه هغه په قاعده سره د ملګريو کلامونه اوري او ورسره په بحث کښې شریږي، خپل کلام سملاسي ښاغلي سنگین ته اوري او هغه ئې په کاغذ محفوظوي، د دې نه علاوه د حاجي صاحب خپله مشاهده هم توانه ده او رډیو هم د هغه مستقل ملګرے دے. له دې هر څه پرته د حاجي صاحب د پېښور د وختونو ادبي هلې ځلې د هغه په ادبي روزنه کښې د گټې وړ اضافه کړې ده. هم دغه وجوهات دي چې حاجي صاحب د اولسي اصنافو په ځامې غزل وئیلو ته رجوع کړې ده او تر څه حده ئې نظمونه هم وئيلي دي. مونږ وئيلي شو چې حاجي صاحب موصوف د خپل دغه ځواریو له برکته د ادب په اهمو ضرورتونو اګاه دے. د هغه سر په دې هم خلاص دے چې ادب د ژوند د پاره څه معني لري او ادب د پاره د ادب په کوم مفهوم کښې پکارولے شي.

څنگه چې مونږ خبر یو چې ادب د پاره د ادب یا ادب د پاره د ژوند دا بحث نوے نه دے. په خاصه توګه په کال ۱۹۱۷ء کښې چې په روس کښې د بالشویک (سوشلسټ) انقلاب برپا شه نو ورسره ئې د اېشیا په ملکونو کښې په سیاسي تحریکونو هم اغیزه وکړه. د اېشیا نه علاوه په یورپ کښې هم "ادب د پاره د مقصد" یو نظریاتي بحث ونښته او ورته پذیراني

هم حاصله شوه. بلکې په برصغير کښې خو هډو ترقي پسند تحريک شروع شه. ظاهره خبره ده چې د دغه تحريک اثر په د ايشيا په ټولو ژبو خپل نفوذ وکړه او ادب د پاره د ادب په ځای ادب د پاره د ژوند نظريې وده ومونده. دلته مونږ د حاجي صاحب موصوف په حواله د دې بحث نه ډډه کوو ځکه چې په دې حقله په ادب کښې ډېرې خبرې شوي دي او ما نه هم د جمله اعتراضیه په توگه وشوه. ولې بيا هم په مجموعي طور چې د پښتو شاعری په قسمونو نظر اچوو نو دوه قسمه شاعري مو تر نظره کېږي. يوې ته په ادبي اصطلاح کښې ادبي شاعري او بلې ته اولسي شاعري وئيل شي. اگر چې د شاعری ځينې پوهان د اولسي يا عوامي ادب اصطلاح سره په هغو معنیو کښې نه دي متفق کومه چې دغه دواړه قسمه شاعري خپلو کښې سره بيلوي او ادبي شاعری ته هم د يو معنیو کښې اولسي يا عوامي شاعري وايي چې دې قسمه شاعری کښې هم زیاته د اولس يا عوامو ترجماني او نمائندگي کېږي او دا نظریه د ترقي پسندو لیکونکیو د ادبي تنظیم "انجمن ترقي پسند مصنفین" (1935-36)، لکه چې پورته ذکر وشه، نه راپه دېخوا په ادب کښې رانجه ده چې دوي ادب د اولس نمائنده او ترجمان گڼلو او د يو تحريک په شکل کښې نې نن هم گڼي خو هر کله چې مونږ دغه دواړه قسمه شاعری کښې د امتیاز کرښه راکښلې ده نو که فکر وکړو په ادبي شاعری ډېرو لیکونکیو د خپل ذهن او زړه زور اېستلی دی او دومره څه نې پرې لیکلي دي چې که نور څه پرې ونه لیکلې شي هم به دغه کافي وي ولې په اولسي ادب يا اولسي شاعری باندې ډېرو کمو لیکونکیو طبع آزمایي ده خو دا خبره هم د چا نه پټه نه ده چې اولسي ادب يا اولسي شاعری نه کومو پوهانو او عالمانو لیکونکیو توجه کړې ده د هغوي تعلق د ادبي شاعرۍ سره دی.

اولسي شاعرانو فقط شاعري کړې ده او نثر طرف ته ئې ډېر پام نه دے کړے. د دې يوه وجه دا ده چې اولسي شاعران اکثربې سواده وي او څه ته چې مونږ ادبي شاعران وايو د هغوي تعلق د ليکلي لوستلي طبقې سره دے ځکه نو مونږ ته په ادبي دنيا کښې په نثر کښې د اولسي شاعرانو هېڅ اثار او افکار په نظر نه راځي. دا بحث مو د حاجي صاحب موصوف د ادبي شاعرۍ په تناظر کښې وکړه چې باجود دخپلې بې ارزۍ ئې د خپلو جذباتو د اظهار د پاره د غزل لمن نيولې ده.

مونږ گورو چې په پښتو شعري ادب کښې غزل د روښاني تحريک د لرمون نه وزېږېده او بيا مېرزا خان انصاري د غزل په ليک لاس پورې کړه. دغه تاريخي سفر چې گام په گام وړاندې روان شه نو ملا ارزاني خوېشکي د ورومبي صاحب ديوان شاعر په حيثيت خان معارفي کړه. بيا د پښتو زرين دور دغه سلسله په ډېر شعوري انداز کښې وړاندې بوتله چې وروسته سر ئې د حمزه بابا په نوم ودرېږي. په جديده دوره کښې غزل د خپل توان نه هم په هورته د ادبي دنيا په اسمان رنگارنگ ستوري وځلول. په دغه ستورو کښې د يو نوم نواب خان نواب دے چې زمونږ د دې مضمون سينگاون دے.

هسې هم کومو شاعرانو چې د عربي او فارسي په تتبع کښې شاعري کړې ده، هغه د عربي اوزانو او بحور پېرو دي چې په عروضو کښې ئې شعرونه ونيلي دي. مثلاً قيصيده، غزل، رباعي، مسدس، مخمس، مسبع او معشر وغيره. بل قسمه هغه شاعري ده چې نه د عربي د اوزانو او شعري اصولو تابع ده او نه د فارسي، بلکې د پښتو د خپل مخصوص روايت او

مزاج سره تړلې د ملي، عوامي او اولسي طرزونو، وزنونو، بحرونو او اهنګ سره سمون خوري او دا قسمه شاعري په اولسي يا ملي شاعري بللې شي چې اکثرې شاعران له يادو يا په يادو وايي او مجلسيان ئې د پښتنو په حجرو کښې د ټنگ ټکور او سازونو سرودنو سره په خوند خوند اوروې. د دغه قسمه شاعري زياته برخه يا زيات مقدار يا خو وړک شوې دے يا ياد نه دے پاتې شوې او يا هغه زړه بډاگان زمونږ له مينځه تللي دي چا ته چې د پخوانيو شاعرانو (اخونانو) اولسي شاعري ازيره وه او د دې وجه هم دغه پورتنۍ بيان شوې حقيقت دے چې دغه شاعران بې سواده وو. ځکه نو دغه شاعري ډېره کمه په ليک کښې راغلې ده. لکه لنډۍ (ټپه) لوبې، بدلې، نيمکۍ او چاربيتې وغېره — خو زمونږ شاعر ښاغلي نواب خان نواب دغه اولسي اصناف د خپلې شاعري له موضوعاتو څخې خارج گرځولي دي.

ښاغلي اباد حسن خان خټک د نواب صاحب په کتاب د ثبت شوې بزې په مينځومانه کښې ليکي چې "نواب خاطر ثاني دے" خو زه د نواب حب په شاعري کښې د خاطر نه زياته سنجيدگي او متانت محسوسوم ځکه د دواړو د تقابلي جائزې محتاجۍ ته اړتيا نه لرم او د حاجي صاحب د مړۍ په حقله د څه ويلو غوره انداز د هغوي کتاب گڼم چې ما د پاره يو اهم ل دے. دوي د پښتو د شعري ادب په اصنافو کښې زياته توجه غزل ته کړې د کتاب په سر کښې ئې نعت مبارک راوړې دے. دوهم ئې د مور په حقله نوم عقيدت د "بې نظيره مور" په عنوان سره محفوظ کړې دے. د يوې رې او د وطن په حواله د ليکلي نظم "ملي سندره" نه علاوه په ياده شوې موعه کښې نور ټول غزليات دي.

د بر ... 'حب د شاعري په مجموعي افکارو کښې د حسن و عشق

اکادمي ادبيات پاکستان

سره سره د خپلو روایاتو. دودونو. د وطن سره د مینې او د انساني همدردۍ اظهار په برجستګۍ شوی دی هم دغه دوي د شاعرۍ ځانګړتیا ده. هم دغه ادا ده چې دوي د خپلې درجې د شاعرانو نه په امتیاز ساتي. هم دغه ښکلا ده چې دوي د خپل قد د شاعرانو نه جګوي.

د نواب صاحب د شاعرۍ اهم موضوعات پښتو، پښتونولي، مېړانه، غېرت، نرتوب، کلۍ، کلوېغی، ورورولي، مینه، حسن او خواخوږي دي. انسان دوستي، ښېګړه، د وطن مینه هم د دې په شاعرۍ کې ښکاره نڅې دي. په فطرت مټین دی. سادګي یې خوښه ده. د دغه سادګۍ اظهار هم په ساده انداز کې کوي.

هر څو که د حاجي صاحب نواب خان نواب شاعري د وضاحت، تشریح او توصیف محتاجي نه لري خو دوي د ډاډګرې د پاره یو کوتلي جاج ته اړیتا لري ولې زه خپلې کم نصیبۍ او کم مائیکۍ سره څه وکړم چې د غوښتو باوجود یې هم نه شم کولې. البته دوي په مجموعه باندې په سريزو کې د شوي بحث د پاره د فاضل سريزه نگارانو لیکنو سره نه یواځې متفق یم بلکې ممنون یې یم چې زما د پاره یې په دې لړ کې اساني پیدا کړې ده ځکه نو زه په دغه لیکنو اکتفا کوم او د حاجي صاحب موصوف د ښه صحت، دراز عمر او د نورې ښې شاعرۍ کولو د پاره د پښتو او پښتنو د روڼ سبا په هیله د الله تعالی په دربار کې خواست ګار یم

.....***.....

روغانے بابا او د امن تصور

اقبال شاكر

امن په سماج کښې د هغې کيفيت او احساس تصور دے چرته چې وند او د ژوند معمولات په انفرادي او اجتماعي توگه د تشدد او خلاف نه پاک او پرې ترهې نه بيخي څنگ وي. امن د انسانانو، نامونو او ملکونو په مېنځ کښې د مثبتو، و صحت مندو اړيکو نوم دے. په پرامنه معاشره کښې هر وگړي ته د ترقي او خوشحالي لارې چارې پرانيستې پرتې وي. خو کله چې سماجي شعور په ذهن او ټولنه کښې د پيدا شو او راپورته شو سوالونو د جوابونو پيدا کولو نه قاصر شي نو سره د ذهني انتشار ښکار شي او يا بيا په نورو ټکو کښې د ده ذهن پرامنه او پرسکونه پاتې نه شي او بيا چې کله دغه مرض په ټوله معاشره کښې يو وباني صورت اختيار کړي نو د ذهني مرضونو سره سره سماجي اړه گډه، مسلکي انتشار، قامي، بې آرامي او بين الاقوامي ستونځې راولاړې شي. د انسانانو، معاشرو او هېوادونو مفادات د يو بل سره متصادم شي د حقونو او فرائضو يو غېر متوازن نظام مخې ته راشي د حکومتونو او ادارو توجه د عوامي خبر ښيگړي د منصوبونه واوړي او ترجيحات ي داسې شي چې که حاصل هم شي خو د فلاح وبهبود څه واضحه منظر نامه نه لري. فکرونه يوشان بڼلې کېږي او حالات په بل طرف روان او هغه د رحمت شاه سائل صېب خبره

چې په حالاتو او په فکر کښې تضاد پيدا شي
په داسې وخت کښې د سړي نه لېونې جوړېږي
او بيا د لېونو نه ځانله ځانله هم او په مجموعي توگه د هر څنگه او هر
قسمه عمل او رد عمل توقع کېدے شي.

اکادمي ادبيات پاکستان

دا نړي چرته هم په څه نه څه حواله بې جنگه شوي نه ده او که چرته شوي هم ده نو د دغې صلحې او امن په وخت کېنې د جنگونو تيار شوي دي. تورې، ډالونه، غشي، ليندې، چرې، کالتوس، بمونه، بارود، توپکې تماچې، توپونه، ټپنکونه، جازونه، مېزائلې او تر دې چې اېتم بمونه او هائيډروجن بمونه پکېنې جوړ شوي دي. غرض دا چې انسان د جنگ د قېد او د يرې نه چرته هم ازاد شوي نه دي. په حالات جنگ د امن خوبونه ويني او په حالات امن او صلحه کېنې د جنگ تيار کوي.

دا خبره د نمر په شان خليلدې او ښکاره ده چې زمونږ په دنياگي کېنې په مذهبي عقيدو کېنې منفي رجحاناتو، د سرمايه دارانه او جاگيردارانه نظامونو سپاکي د سائنسي ايجاداتو بې رحمه وجودونو، پندو سياسي وابستگيو، د ماده پرستي او ازم پرستي هيجان او حتي چې د قام پرستي او هېواد پرستي لېونتوب د حضرت انسان مقدسه او محترمه وينه ډېره په بې رحمي او بې دردي توې کړې ده.

خو د نيکه مرغه بل طرف ته ادب بلکې ساهو ادب د دغه ژوبل ژوبل انسان په بدن او روح رحم کړي د دغه د روحاني تسکين او آرام سامان يې پېدا کړي د دغه د بدن زخمو نه يې د خپل تخليق په اوښکو پاک کړي او وينخلي دي او داسې دارو او مرحم پتې يې ورله کړي دي چت دغه بې حوصلې او خواروزار انسان يې ژوند ته هڅولې دي. توان يې ورله ورکړي دي. طاقت يې پکېنې پېدا کړي دي د مينې او ښکلا په جنتونو او باغيچو يې گرځولې دي او د خپل نیک او ساهو مقصد د حورو د غليمانو خوبونه يې پرې ليدلي وي او کله کله يې دغه خوبه رښتيا کړي هم دي.

دغه رښتيا خوبونه د جذبي د صداقت، د جغرافي د حدونو نه په اخوا فکرونو د مسلکي ډلو پرو نه د پاکوالي او نسلي او لساني فرق نه د

پورته سوچ په زور د منزل غېږې ته رسېدلي دي.

په دې کښې هېڅ شک نشته چې ادب د معاشرې د حسن او اصلاح د پاره تخليق کېږي خو ښه او افاقي تخليق ذهني سکون اطمینان او د امن نه ډک پک ماحول غواړي نو د فکري او ذهني انتشار، طبقاتي لاندي باندې د خورېدلي احساس د بارودو په لوگو او بدو بریونو د لوگې تندې ، تربگنو دشمنو، سياسي او سماجي اړي گړي او ځان مرگي برېدونو په دې بې ترتيبه او بې مرامه ژوند او حالاتو کښې به يو تخليق کار خاورې اعلي و ارفع ادب تخليق کړي خو کله کله او چرته چرته د قدرت د تخليق راني د يو فنکار تخليل د اسمان لمنو ته اورسوي او داسې فن پارې مخې ته راشي چې ژوند ورته اوپسېږي هم او ځان ددغې تخليق په ائینه خانه کښې سنگارولو ته هم جوړ کړي او داسې فنکاران په يو قام يا خاوره کښې د ډېرې خوش بختي نه پېدا کېږي.

عبدالرحيم روغانۍ د پښتو شعر وادب هغه ځلنده ، مشهور او مقبول نوم دے چې هم په دغه نامساعد حالاتو او ژوند کښې يې يواځي د خپل زړه نه بلکې د ټول سماج د زړه څړيکې سندرې کړې دي. او داسې يې سندرې کړي دي چې د سوات ، ملاکنډ او د ټولې پښتون والې د مرغزارونو ، سيدونو ، ابشارونو په خوږه موسيقي کښې ئې د ښاپېرو هسې په پر کپفه انداز ټولو پښتنو ته رسولې دي.

روغاني بابا کم وييش هره هغه خبره چې د انساني ټولنې عموماً او پښتنې معاشرې خصوصاً د اجتماعي او انفرادي ذهني او خارجي بدامني سوب گرځي. په خپله دغه شاعري کښې په ډاگه کړې ده.

بابا په يو نظم سياسي تاجران کښې وائي.

په خوله د مينې محبت او رورولي خبرې

زړه کښې د کرکې د نفرت دلی دلی خبرې

په ځله نعرې د تحفظ امن وامن قلاري
 زړه کښې د توب او مشين گن او د گولي خبرې
 پټ په يورپ کښې فرنگي له سنه سترگه کوي
 ښکاره د خوارې سربيري کابلي خبرې
 په زړه کښې غواړي فحاشي بې حيائي د يورپ
 په ځله د ننگ او د پښتو پښتونلوي خبرې
 کلي په کلي دشمنو کښې مو خپل خبر لټوي
 زده کوي مونږ ته د جنگونو د سيالي خبرې
 د سياست په مېله گاه کښې سياسي تاجران
 کوي د قوم د خرڅولو د بولي خبرې
 يو خوا د لوگې بيماري نه دا مرگو د بچو
 بل خوا د ميو د مينا او د پيالي خبرې
 اے روغانيه شاعري که پسې وقف کړمه
 پوره به نه شي د درغل د درغلي خبرې

زما په خيال عبدالرحيم روغاني صېب د افياقي او اعلي ادب په
 باره کښې د ټي ايس ايليټ دا خبره غلطه ثابته کړې ده چې!
 د کلاسک درجه تر لاسه کونکې تخليق هغه وخت امکان لري چې
 يوه معاشره د تهذيبي ارتقاء کمال او پختگي ته ځان ورسوي

اوس که مونږ خپله نني ټولنه په دغه تله تلل او غواړو نو بيا خو دا
 امکان بيخي نه وو چې روغانيه بابا دې په ژوندانه لکه د کلاسک درجه ،
 شهرت او قبوليت اومومي روغاني بابا د خپل تخليقي توان او سماجي
 شعور او اگاهۍ په زور معيارونه بدل کړل او په وينې وينې ، بې وزله ، بې
 انصافه ، بدآمنه ، بې حسه او منتشره معاشره کښې داسې فن پارې
 تخليق کړې چې د پښتون اولس او سماج د نباض او نفسياتو نه خبر شاعر

و اديب په حېث ټولې دنيا اوپېژندو او اومنوې هم.

زمونږ د نني ژوند د بدامني الميه دا ده چې دشمن چرته لرې ښه په
فلاره د ژوند د رنگينو او خمارونو نه مزې اخلي او دلته رور د خپل رور د
نظريو، عقيدو، سياسي اړيکو او مسلکي ناپېژندلو مسئلو په بې بنياده
بنيادونو وينې په داسې انداز کښې تويوي چې وحشت او دهشت ورته هم
غريو اونيسي او دغه سازش ته روغاي بابا د دشمن د شېطاني جال وائي.

ټکرې ې کړو تباہ ې کړو خوبيا هم قلاړ نه دے
حسد په زړه کښې غېر متناهي دے د دښمن
خه داسې عجيبه د شېطاني جال ښې راخور دے
چې رور د رور د پاره سپاهي دے د دښمن

اکرام الله گران صېب فرمائي

خېر دے که وژني مې خو خوله دې راله نه بندوي
دغه قاتل ته چې په ډکه خوله جانان اووايم

ادب د ابتداء نه تر اوسه د انساني ژوند د سکون، اطمینان، خبرښېگړې
او اصلاح د پاره د خپلې صحتمندي او پاکوالي په بنیاد ډېر څه کړي دي
او لا کوي ې. عمر له ې د ظلم، جبر، استحصال، تشدد او استبداد غندنه
کړې ده او د ژوند په یو ډغر ې د رښتیاو او حقې خبرې طرف داري
پرېښودي نه ده او عېن په دغه وخت کښې ې یوه داسې رویه یا مفکوره هم
مخې ته راوړې ده چې په عام ژوند مشکله له څه کوې چې ممکنه هم نه
ښکاري. لکه د گران بابا دغه مذکوره شعر.

روغانے بابا هم په خپلو شعرونو کښې دغه رویه او مفکوره د یو
امن پسند او مینه خورونکي شاعر په حېث وړاندې کوي او زما په خیال
دغه نظریه یا فکر د ډېرو کمو شاعرانو په برخه کېدے شي. بابا وائي.

زما په زړه کښې چې د چا د خبر خواهي هڅه ده
د هغه زړه کښې زما غوښې ورتول پراته دي
قاتله روره زر مې مه وژنه لار صبر او کره
ستا ښېرازي له راله لار غوندي ليکل پراته دي

د روغاني بابا د شعر مدعا او مقصد د خپل اولس سماجي شعور
معياري لوړول، سياسي کردارنه بيدارول، پخول او د سياست د کاليچونو
نه خبرول نفسياتي مېلانونه او روڼي رسا کول او بيا په دغه بنياد امن عام
کول هر کله پاتې شوي دي او دغه خبره چې شاعر Social Scientist وي د
روغاني بابا د کلام په تله ښه په پخو کانو پوره ښکاري. وائي...!
اے روڼو گورۍ خيال کوئ شته داسې مشران
تنې يې روڼې دي کپري د انگلستان
چل مکرې مذهب دے په فساد يې عقیده ده
د قوم په خونستان کښې خان گوري خانستان
او يا دا چې...!

دغه نخښې د ذلت دي چې اوده شي مشران
له بازانو چتي جوړ شي له زمرو نه گيدران
خپل وطن کښې بې وطنه خپل کنډر کښې کنډري وي
په خپل کور کښې حلاليزي ښه جائز لکه چرگان
او دغه نظم بابا خوي زمونږ د ټولنيز ژوند هره ستونځه او بې هسي په ډاگه
کوي او زمونږ د اجتماعي ژوند د بې امنې استعاره کوي يې. لکه...!
مونږه تل د بل بابا ته خپل بابا وئيلے دے.

دغه خوش فهمي راباندې خپل بابا بائيللے دے
مونږه د ښکاري د فرېب مينې تېرايستلي يو

مونږه ته د شفقت په نامه تل دام غوړېدلې دے
 يو هغه مارغان چې په پنجر و کښې شور فریاد کوي
 شورې موسیقي په تنې کور د غېرو ښکلې دے
 ده د سردښمه سر خورلې ناپوهي زمونږ
 مونږه تل د غېرو سرد پاره سر خورلې دے
 اور اکثر د يو کوره په کلي باندې اولگي
 خدائے گو دلتہ اور له هره کوره لگېدلې دے

ن د مېذبې معاشري وړمبي پېژندگلو وي- د تهذيب او تمدن دنگې
 نگې ماني د امن په مضبوطو بنيادونو او دريائي او د انساني معاشري
 عمل حسن، سپرلې، ښېرازي، صحتمندي، گلونه، سيندونه، ابشارونه
 و بارانونه هله سپوا کېږي او اولسې په خواو مړيائي چې کله امن عام
 وي. زما شاعر روغانې بابا په ټوله نړي کېښې د امن يامته دار دے خو خبره
 پ خپل کورته رارسېدلې ده چې کله خورېدلي احساسات تخليق کېده نو
 دغه وخت د بابا د وطن سوات، امن مثالي وو خو نوره پښتونواله عموماً
 و بره پښتونخواه خصوصاً د انتهائي بد امبي ښکار وه نو دغه په
 انسانيت مټين پښتون شاعر دغه ساندې د ملاکنډ د پرامنې فضا نه پورته
 کړه لکه چې چا ورته په غوا کېښې وئيلي وي چې دغه اور راخوړېدونکې
 دے او بيا دغه ساندې د بابا د نغري ساندې شوه ددغه نظم "دښمنان" هر
 شعر د انسانانو په انسانانو او افغانانو په افغانانو د ظلم او زور زياتي
 ژوند تصوير دے- چې د يوې ژړونکي منظر نامې سره د بې وسي د اظهار
 په جامه کېښې د تاريخ پاڼو ته اوسپارلې شو- بابا وائي...!

توپونه راکټونه سري گولي او سره بمان
 ورېږي په جونگرو له افغانه په افغان

که سېل کوي نو ورشه تماشه د قیامت او کره
چې اوونې کاني په انسانانو د انسان
قدم په قدم شه قصاب خانې د بنیادمو
نه ختم بنیاد شونه شو سترې قصابان
که یو خوا یې په کور د اور لوگي لمبې خورې دي
نوبل خوا یې باغونه ځنگلونه شو طوفان
که یو خوا یې د علم ذخیرې په اور ستي شوې
نوبل خوا یې په مال او په زرگه شولو تالان
که یو خوا د سپین ابرو د زلمو وینې پرته دي
نوبل خوا ته پراته دي ټکرې شوي معصومان
د داسې مظلومانو حال په څه ټکو بیان کړم
د چا په حال چې اوبنکې تویوي نن دښمنان

روغاني بابا په خپله مفکوره کښې د بدآمني وجوهات د یو زېرک
او انسان دوسته شاعر سره سره د یو پښتون مفکر او سماجي پوهان په
حېث په ډېر زړه راښکونکي او کوتلي انداز کښې په ډېره اسانه پېرايه
کښې بیان کړي دي.

زما په خیال که د روغاني بابا تخلیق د معاشرتي ناهمواري طبقاتي
کشمکش، معاشي ستونځو، سیاسي اړي گړي او په تېره تېره د بدآمني د
بنیادي وجوهاتو د معلومولو د پاره نصاب شي نو امکان لري چې انساني
ټولنه د دغه رنځونو د وجوهاتو نه خبر شي او چې کله د رنځ تشخیص
اوشي نو بیا یې علاج هم آسان شي.

زده دا هیله لرم چې که نور هېڅ هم او نه کړي خو د بابا دغه افایي
افکار به د مستقبل د خپون کار کار په دې حواله ډېر آسان کړي چې هغه ته
د دغه لوی انساني المې بدمني وجوهات او ناوړې کردارونه ډېر په آسانه
ښکاره شي.

.....***.....

د فرید جان استاد په کلام کښې "حق گوئي"

محمد سعيد نادم خټک

سې خو د پښتو ادب لمن ډېر فراخه ده او ډېرو تکړه تکړه نوموړو شاعرانو ته ئې په هر دور کښې پخپله جولي کښې ځای ورکړې دے. په هره تېره په تېرو شوو پېړيو کښې ئې ډېر سپين زړي، صادق خلق پخپله من کښې ځای کړي چې هغه که يو خوا ته سوچه او کلک پښتانه وو نو بل خوا ته ئې د پښتو ژبې او ادب بې پنا خدمت هم کړې او هغه داسې خلق وو چې اولسي شاعران هم وو او في البدیع هم. په پښتو ادب کښې که مونږ گورو ډېر داسې نومونه زمونږ مخې ته راځي چې هغه خلقو د پښتو ادب پانگه ډېره درنه کړې. خو بيا هم هغه زمونږ د نظر نه پټ پاتې شوي دي. هغه وجه دا ده چې په هغه وخت کښې تحقيق دومره زور نه و، مونږ لې چې هر شاعر و اديب ئې معارفي کړې وے. الحمد لله نن که مونږ گورو نو ډېر داسې شاعران او د هغوي کلامونه زمونږ مخې ته راغلل چې واقعي هغو خلقو په هغه وخت کښې د پښتو ژبې او ادب ډېر خدمت کړې دے.

په دې حقله که مونږ اوگورو د فرید جان استاذ شمار هم په هغه شاعرانو کښې کېږي چې اولسي شاعر او في البدیع شاعر هم ورته وئیلې شو. چې د يو زرخيز فکر څښتن شاعر و. فرید جان استاذ په کال ۱۸۸۸ء کښې په ارمېر کلي کښې د فضل شاه په کور کښې زېږدلی و او په کال ۱۹۱۴ء کښې استاذ ش او په کال ۱۹۲۶ء کښې په بندوبست کښې پتواري شه چې د پاکستان د جوړېدو نه وړاندې خبره ده. او تر يو کال پورې پتواري و. او بيا په کال ۱۹۲۷ء کښې استاذ ش او د پاکستان د جوړېدو نه پس ئې په کال ۱۹۵۷ء کښې د دې فاني دنيا کډه ونغاړله.

اکادمي ادبيات پاکستان

که مونږ اوگورو فرید جان استاذ په هغه وخت کښې شاعري کوله چې په کوم وخت کښې هېڅ هم نه وو ځکه چې پاکستان د آزادۍ هلې ځلې وې د وخت نا سازې هم وې او چې کله مسلمانان د پاکستان په آزادولو کښې کامیاب شول نو هم دلته څه نه وو خو بیا هم فرید جان استاذ د خپل شعر د حق گوۍ په پارسنگ ډېر شهرت موندلې. دوي به په خپل دور کښې د مقابلي شعرونه وئیل او فرید جان استاذ په کلام کښې کثیر الاصناف صفت هم لري. ولې چې د دوي په کلام کښې غزل، جاربېته، رباعي، نظم، لوبه او سندرې هم شته او ورسره ورسره ئې نعتونه، مرثيې، منقبتونه، ترانې هم ډېرې مشهورې دي.

د دې د ښه تکرر شاعر کېدو په دلیل کښې دلته د حمزه بابا یو کلام چې د فرید جان استاذ په حقله ئې وئیلې دۍ.

چې د شعر پهلوان وه

مشهور مرد میدان وه

د آمد ئې څه تپوس کړې

د پگني چیترباران وه

لږ چې کسربه چا اووې

بیا به تندرد طوفان وه

گذار اوخوري لا قوي شي

بس په مثل د سندان وه

د حمزه نه دې هېر نه شي

هغه څوک وه فریدجان وه (۱)

پ د حمزه بابا غوندي هستی د فرید جان استاذ په حقله خپل خیال
سې ټکو ښکاره کړې دے نو د فرید جان استاذ په لوړتیا او په ښه
اعر کېدو کېنې مونږ ته څه شک نه پاتې کېږي ولې که فرید جان بابا
مونږ نه ډېر وړاندې ولې نه دے تېر شوے او ورسره که مونږ او گورو نو
حمزه بابا د خبرې نه مونږ ته د فرید جان استاذ حق گوښي هم په ډاگه
ېږي چې واقعي فرید جان استاذ حق گو شاعر و.

اوس مونږ د فرید جان استاذ په کلام کېنې حق گوښي کتلو کوشش
وو چې دوي په خپل شعر کېنې دغه کار څومره په سوچه او په ښکلي
نداز کړې دے لکه فرید جان استاذ وائي

هر يو تن به بسر د خپل عمل پابند وي
دغه ناز بهروسه مه کوه په چا

دا دنیا د برق مثال دے فرید جان
نن دې وار دے که دریغ کړې رښتیا

چې په مرگ باندې دې ذلته نه ددلا ماته
فرید جان په پرې درې وایه ثـ

څنگه ښکاره فرید جان استاذ دا خبره کړې چې د هر يو تن حساب پخپلو
عملونو کېږي هسې بې جا دې څوک هم نه نازېږي دا دنیا خو څه چې هر
څه دې هم او کړل که هغه دروغ وي که رښتیا چې تر څو مه نه ئې نو ښک
اعمال او د خپل رب ثناء کوه.

دغه رنگ فرید جان استاذ چې د حالاتو نقشه ئې څومره په
سپېڅلې طریقه راکاږلې ده او داسې ښکاري لکه نن سبا دا شعر چا
لیکلے دے لکه وائي.

چي ديو فريق رقه د اجرت زيت شي
هغه بل فريق لائق ڪري د سزا

د ڪنہ رد بي نصافي په لار روان شه
خرخوي په بي نصافي خپله سودا

فريه ځانه علامي د قيمت ټڪاري
پاتي نه سوده يوه لار جرته صف ۲۰

په دغه ځمکه کې مونږ وگور فريه ځان ستا د ننني حالاتو مشاهدو
وړ نه دی کېږي ده و دومره ټکني چې د سړي پرې دغه گمان راشي چې
د سحر جادو غوښتنې کېږي وړ نه دی ډرې کړي نه د ځان ساتلو و دريا
کړي نني دومره په وچت نه از کېږي کوي نکه وائي
زېر لار کېږي خپه و خاردې
دغه لار نه ده صف

بس که دومره نصيحت دې
مرد و ځله شه بيند

زيه مه کړه فريده
که خپل ځان بولي دان ۴۰

د دې نيمگړې دنيا ژوند و د دغه فن کېدونکو خوندونو مزې په گوته
کوي او دومره په ټکني او سوچه پېرايه کېږي بيانوي چې بنده ته ئې هر
بخ ټکري شي نکه وائي

چي د نوي محبت د دنيا نه کړي
د نن د نوي دلريه ده دا دنيا

ڪار د دين او ايمان په ڪنښې موقوف شي
هسې رنگه خوشنما ده دا دنيا

فريد جانه په ظاهر باندې بنائسته ده
نور په شڪل ڪنښې بلا ده دا دنيا (۵)

هسې كه مونږ گورو چې نن سبا يو مادي دور او په خلقو د ماديت
ره اثر شوي دے چې مونږ د خپل اصل كار نه خطايو.
د دې نه پرته فريد جان استاذ د بدو چارو نه لاس پورته كول او
چارو مخ نيوي او بيا د مسلمان د پاره خو د ثواب او عذاب هڅه
هم ضروري وي. او د بدو چارو كوونكي احمق گڼي لکه يو غل چي د
په پيسو جومات جوړ کړي د دغه رنگ خبرو غندنه په داسې ټکو
يا وائي:

”بېداري هغه ڪسانو ته پکڙوي
چې د چا کور وي په مخ ڪنښې د سېلاب

په بينا سترگو ډېر خلق نابينا دي
نظر نه کړي د ثواب او د عذاب

بدې چارې چې اختيار کړي فريد جانه
په بدې ڪنښې لهوي احمق ثواب (6)

سبا په خلقو د ماديت اثرات او الله پاک نه حياء او دغه د هر کار په
و ڪنښې د مشقت امر څه په دې ډول څرگندوي او وائي:

”چې کوم ځای ڪنښې د دولت خبرې کېږي
غوږ دې ايښی وي په هغه عبارت

هريو کار په مشقت سره حاصل شي
دا دليل دے ته له دې واخله عبرت

هېڅ حياء له خدايه نه درځي فريده
چې په دې عمل ترې سوال کړې د جنت (۷)

دلته په دې ځای کې مونږ گورو فريد جان استاذ د حق گوئی انتها کړې.
ولې چې د مسلمان په حېث مونږ ټولو د پاره داسې حقيقت ضروري دے او
دا زمونږ ايمان هم دے لکه وائي.

چې د بدو چارو سره محفوظ کړي
نگهبان مې دے قرآن دويم حديث

چې د دوي په پيروي مراد ته رسم
فېض رسان مې دے قرآن دويم حديث

مشرف دے مقدس دے مقدس دے
عالي شان مې دے قرآن دويم حديث (۸)

څنگه چې په عامه توگه وايو چې الله پاک مو دې اخره خاتمه په ايمان
سره نصيب کړي. او يا زمونږ پښتنو کښې يو بله خبره کېږي چې "خدا دے
دې په گور او شرموه نو د دغه رنگ خبرو نه د بچ کېدو او د دغه خبرو په
اړه چې کوم پېغام فريد جان استاذ په خپل کلام کښې ځای کړے دے
لکه وائي:

تبس هغه به دې حصه وي په آخر کښې
که عمل دې چرې دلته وي اختيار کج

سم په يو صف کښې روان شه چې کچ نه شي
زانې نه گوري چې نه بياني قطار کچ

د غفلت نه فريد جانہ را بېدار شه
هسې نه چې دې آخر ته شي ټول کار کچ“ (۹)

ملطو خوبو او خاميو د گناه کارونو . ماشري ناکاميو او سپک والي
د هغه خيزونو غندنه چې کوميو مسلمان ته اسلام په حواله ممانعت لري
نه دي کول پکار د هغه خيزونو نه ډډه کول او د مخ نيوي پېغام چې فريد
ن استاذ د شعر په ژبه ښکاره کړې د د هغه څه داسې وائي:

”ما د زړه خيالات اظهار کړه په کاغذ
نوشته مې دا اشعار کړه په کاغذ

څوک چې بد کوي له بله بد به مومي
دا کلام مې اشتهار کړه په کاغذ

بې صبري او ډېر حرص سره ذليل کړي
خود ظاهر مې دغه کار کړه په کاغذ

جواني دروغ هر قسمه سره سپک کړي
غلا زنا جوړ مې اشعار کړه په کاغذ

هم غيبت چغل خوري کول لومړې عېب د
فريد جان مثل تيار کړه په کاغذ“ (10)

دا رنگې که مونږ گورو چې د مسلمانۍ په حقله څه وائي نو د سړي دا
ان پېدا شي چې گني دا اشعار د تنني وخت پېداور د د چې نن سبا
په ځله مسلمانې پاتې ده لکه وائي:

”د اخلاص مسلمانني نه شوله پاتي
هر سره دے د لباس په ټټو سور

زۀ فرید د زماني حال ته چران يم
نه پوهېږم چې ترې لار شم په کوم لور“ (11)

مونږ که گورو په معاشره کښې نن سبا چې کوم حال دے چې د مور او
پلار خور او رور اولاد او د رشتو قدرداني په فقدان ښکاري او بيا په
آخرت کښې خو دا رشتې هسې هم عبث دي. د دې دنيا رشتې که په دې
دنیا د چا په کار راشي خو سمه ده گني په آخرت کښې خو د دغه رشتو
هسې هم څه ځاے او مقام نشته لکه وائي:

”د مولا په اطاعت عبادت درست شه
چې نصیب دې په آخر کښې شي مقام لوړ

د دنيا په رور عزيز مغروره نه شي
دا به را نه شي په کار که شي په قام لوړ

فرید جانۀ د دنيا غمونه پرېږده
اجل ايښۀ دے په مخ کښې درته دام لوړ“ (12)

که مونږ او گورو نو فرید جان استاذ چې په دغه ځاے کښې ئې په خپل
کلام کښې د حقيقت گوئۍ په لوړ بام ولاړ ښکاري، چې مثال نه لري. لکه
په قرآن پاک کښې الله پاک چې کوم ارشاد د زيات خرچ پحقله او د
اسراف حقله فرمائي:

”ان المبذرين كانوا اخوان الشيطين“

ترجمه: ”بې شکه زيات خرچ کوونکي د شيطان روڼه دي“

ارشاد پاک چې د يو کار داسې پېغام مونږ ته راکوي نو دغه ارشاد په
 اظر کښې فرید جان استاذ په خپل کلام کښې څه داسې وائي
 "هر چا زیات کړلو لگت د آمدن نه
 د هر چا په ځان بلا شه ډېر اسراف
 د قیامت په شان د نفس او نف بازي ده
 رور له روره پلار له زوي دے خلاف
 ډېر حق په باطل پټ کړو فرید جان
 لکه توره چې درون شي په غلاف" (13)

د فرید جان استاذ کلام د حق گوئی نه ډک دے. ټول کلام کښې په هر
 ډول کښې د حق گوئی مثالونه لېدلې کېږي لکه پاسني شعر کښې د
 سراف په حقله وائي چې مونږ خپل آمدن نه خرچ سېوا کړو نو په دې
 بې مونږ د بد حالی سره مخ او لکه د قیامت منظر دے. رور د روره پلار
 زوی په خفگان دے او د حق او باطل تمیز مونږ نشته حق مو په باطل پټ
 ډول ټول هغه کارونه او خبرې دي چې حق دي او څوک ئې هم د دې
 کار نه شي کولې که زړه د چا ښه وي او که بد دا به مني او که دغه
 میزونو ته زمونږ پام شه نو هیله ده چې زمونږ حالت به ښه شي

حوالہ جات

فرید جان استاذ، مرتبہ، ایاز اللہ ترکڑے، دیوان د فرید جان استاذ فرید جان پستو ادبی مرکز ارمہ پشاور، 2017، مخ 12

2. حمد غہ مخ 17
3. حمد غہ مخ 18
4. حمد غہ مخ 21
5. حمد غہ مخ 24
6. حمد غہ مخ 39
7. حمد غہ مخ 58
8. حمد غہ مخ 49
9. حمد غہ مخ 71
10. حمد غہ مخ 93
11. حمد غہ مخ 101
12. حمد غہ مخ 111
13. حمد غہ مخ 140

.....***.....

”چترال ته سفر“ يو رپورتاژ

پروفيسر ډاکټر فخرالاسلام

چترال او چتراليان مې بې کچه خوښ دي. دا مينه مې پټه نه ده ساتلې. زه اڅېره په جار وایم چې د چترال د گلونو خوشبو، د میوو خوندونه او د ګرو ښکلا بې مثاله دي. زما د پېښور پوهنتون د سبق ویلو زمانې ۱۹۸۳ نه اوسه پورې نه شم ویيلې چې څو وارې به مې چترال ته سفر کړی وي. په کال کښې یو ځل ارو مرو هلته ځم. هغه وخت کښې به هم تلم چې د لواری سرنګ نه وو او په ګران، کړ کېچن او کچه سرګ به اول د لواری غر سرته ختل وو او بیا به ددغې نه په ګرانه لاره باندې کوزېدل وو. او یو ځل خو مې دغه سفر د ډیر نه تر دروښه پیاده هم کړی وو. زما د چترال په دې رپورتاژ کښې د یو نه څو سفرونو تفصیل بیان شوی دی.

اول به درته په خپلو پښو د لواری په غر د ختلو کیسه او کړم. دا د ۱۹۸۴ د کال د پشکال موسم وو. په ټوله پختونخوا او په تېره تېره ملاکنډ ډویژن کښې په شېو شېو بارانونه وربدل. او زما ملګرې سراج الحق د چترال په طرف روان شو. سراج الحق د ایجوکیشن کالج پېښور پوهنتون د ایم اېډ زده کونکې وو، وروستو بیا د جماعت اسلامي پاکستان امیر هم مقرر کړی شو. په هاغه زمانې کښې به په ټوله پختونخوا کښې سرکاري بسونه چلېدل چې ورته به بې جی ټي ایس ویل. د پېښور نه د جی ټي ایس په بس کښې کېناستوو. په دغه بسونو کښې د سکول، کالج او پوهنتون هلکانو لپاره نیم ټکټ وو. دغه ټکټونه مو تر لاسه کړل. په پېښور ښار کښې د هشتنګرۍ د جی ټي ایس اډې نه چې بس اووټو نو ما کتاب لوستل شورو کړل. عمر له مې دغه عادت دې چې په سفر کښې

کتاب لولوم. سراج الحق چې ځنگه سر په سیت کېښودو نو اوډه شو او خرپارې یې شورو کړو. د بده مرغه په کوم سیت چې هغه سر کېښود و، هغې کېنې اوسپنه راوتې وه، بس په وران ویجاړ سپک درنجېدو او چې درگۍ کېنې د غرمۍ ډوډۍ ته بس اوډرېدو نو څه گورم چې د سراج الحق د تندي نه وینه روانه ده، زر مې نزدې د دوايانو دکان ته بوتلو او پټۍ مې ورله اولگوله. د غرمۍ ډوډۍ نه پس چې بس د درگۍ بازار نه وتو او د ملاکنډ غر ته ورسېدو نو د تاریخ اوږدو ته مې فکر لاړو.

د ملاکنډ د غر او د چترال په خپلو کېنې اوږدې اړیکې دي. په کال ۱۸۹۵ کېنې چې د جندول عمرا خان د چترال شاهي قلعه محاصره کړه نو فرنگي فوځيانو د هغې آزادولو لپاره د پېښور او مردان نه خپل فوځيان د چترال په لور روان کړل. د ملاکنډ، بونېر، سوات، باجوړ، مهمندو او دیر مسلمانانو د فرنگي فوځ لاره د ملاکنډ په غر کېنې بنده کړه او تود جنگ او شو. په دغه جنگ کېنې د دواړو فریقو ډېر زیان او شو خو په پای کېنې فرنگيانو بری تر لاسه کړو. د دغه سیمې خلکو د فرنگیانو چترال ته تلل دومره بد گڼل چې یوه تپه نن هم خلکو ته یاده ده چې:

چرته پښتون چرته انگرېز

بې تنگي زور شوه انگرېزان چترال ته ځینه

چترال ته چې ځې نو په بټخېله خو به تېرېږي. ویل کېږي چې دا د پاکستان تر ټولو اوږد بازار دۍ. زما د کالج زمانه ټوله په ملاکنډ، بټخېله، چکدره او تانه کېنې تېره شوې ده. د چکدرې په پل چې لاندې ترېنه د سوات سیند بهېږي، چې پورېوځي نو د کوز دیر علاقه شورو شي، په لاره کېنې د چکدرې، اوچ، تالاش او تېمرگري بازارونه راځي. د خال سره د بره دیر سیمه شورو شي نو خال، خاکرام، واپی، داروړه او خاص دیر بازارونو کېنې لاری موټری تېرېږي.

او سراج الحق چې د بره دیر بازار ته اورسېدو نو د پېښور د جي تي نه کوز شو او همدغه بازار کښې د رېحان کوټ په محله کښې مو د ل شریک انډیوال امیرالدین سره شپه او کچه. امیرالدین په دغه ورځو کې د گومل پوهنتون ډېره اسماعیل خان په لا کالج کښې سبق ویلو. د ځان کوټ نه د جي تي ایس اډې ته لاړو او د چترال ټکټونه مو تر لاسه نه. چترال ته چې به د جي تي ایس کوم بس تلو هغه د پېښور د بسونو نه وړو کې وو. د پشکال په شرق باران کښې زمونږ بس د چترال په لور ان شو او چې یو څو کلومیټره لاړو نو د غرنه په سړک رابهیډونکي د کښې سېلاب راغلې وو چې د سړک یوه حصه یې لاهو کړې وه. ونو، ترکونو او لارو نه شو کولې چې په دغه سېلابه اوبو کښې په ان سړک پورېوتلې وې، نو ځکه ټول بسونه او موټرې راواپس شول. نږته یې خپله کرایه واپس کړه.

نې خلک په هغې بسونو کښې واپس دیر ته لاړل او یو شمېر کسانو د رې په غر پیاده روان شوو. زه او سراج الحق هم په خپلو پښو روان وو. باران ودرېدلې وو خو په کچه غریز سړک خټې ډېرې وې او تلل ښې گران وو. خو بیا هم په دوه گھنټو کښې د لواری غر سر ته سېدو چې ورته لواري ټاپ ویل کېږي. د پشکال میاشت وه، په ناني علاقه کښې سخته گرمي وه خو د باران او د لواری د غر د دنگ یې له کبله بې کچه یخني وه. دغلته یوه زړه کوټه وه چې اوگي ترې نکل. مونږه چې ورننوتلو نو یو بوډا بابا پکښې وه او په نغرې یې یو باندې کړې وه، او خوا کښې ورسره په یوه وړه الماری کښې بسکت وو. مونږ بابا ته ویل چې هله زر چای تیاره کړه. دبا با دے کور ودان، توده توده چای او بسکت یې راته په ښیرن مېز کېښودل خو څومره مه او خوند چې په هغه خوراک کښې وو، داسې ډېر کم ما لیدلے دے،

اکادمي ادبيات پاکستان

شايد چي زمونڙه سترے والے، ونڙه او يخ موسم ددغه ذاتقي سبب وو۔
 د مازيگر نه لږ مخکښي مونږه د لوري ټاپ نه مخ په ښکته زبارت طرف
 ته يو ځل بياروان شوو۔ مخ به ښکته مزل د راختلو نه زيات گران او
 خطري وو ځکه چي د خويديو خطر هه مونږه د ۷ پياده سفر له څه خاص
 تياري نه وه کړې مطلب دا چي نه جوگر بوتان او نه مو په لاس کښي
 عمصا وه چي په غر کښي ډېر د فائدي څيزونه وي۔ ما د بلوچستان جوړې
 د صابرو خپلي په پښو کړې وې هغه خو بيخي ددغه مزل لپاره سهي نه
 وي۔ يو ځل دوه راو خونيدم خو سراج الحق راټينگ کړم، کور بې ودان په
 لاره کښي د واوري يو لويه ټوټه چي گلپشتر ورته وائي مو اوليده۔ گن
 شمېر فوځيان ورته ولاړ وو۔ يو کس راته اويل چي بيگا شپه د غه گلپشتر
 را خوئيدلے وو او يو فوځي ترک چي اته کسان پکښي سواره وو ددے
 لاندې شوې دے۔ د گلپشتر وزن په زرگونو منه وو او د پنځلس گهنټو نه
 زيات وخت شوے وو چي ترک ترې د لاندے وو۔ که د فوځيانو امدادي
 ډلې د گلپشتر نه راويستے هم وي نو د خلکو د ژوندي پاتې کېدو امکان
 کم وو۔ د پاکستان په قطبي سيمو کښي د واورو ورېدو په موسم کښي
 داسي پېڅي ډېرې منځ ته راځي۔ کله نا کله خو پوره پوره کلي ددې لاندې
 راشي او بې کچه ځاني او مالي زيان اورسوي۔ مونږه چي بيخي لاندې
 زبارت نومي کلي ته راکوز شوو نو ماښام شوے وو ډېر ستري وو نو په
 مخکښي د تلو توان مو نه درلود۔ د زبارت وړوکه بازار وو، اکثره
 دکانونه بې بند وو خو مېوو، شربت او چاي واره دکانونه خلاص وو۔ د يو
 دکان دار نه مو د هوټل ټپوس اوکړو، هغه راته اووې چي د ولې نه پورې
 غاړه زيارت هوټل دے چرته چي مونږه په کرايه کمرې اغيستې شوو۔

په زبارت هوټل کښي ټول ټال دوه کار کونکي وو، يو بوډا بابا چي د پخلي
 ماهر وو او بل يو شل کلن هلک چي خدمت بې کولو۔ بابا راته يوه کمره

ٻه ڇي دوه ڪٿونه وو پڪڻي. يوه ڪهر ڪي. خو ٻه طرف ته خلاصه وه، ڇي
 ترينه غر بنڪار ٻڌو. خو تباره وه نو. صرف توري ونی. او ڇا ڇا ڇا
 رونه ڪڻي تتي. رهاگاني. بنڪار ٻڌي. لاندې خو ٻه ٻه ڇي اوبه ٻي د
 وڊمي. ٻه رنڙا ڪڻي سڀني ڇلڊلي او شور ٻي ڪولو. د خو ٻه ڇا ڇا
 ه هوا هم ڪمري. ته راتلله با با وو ٻل ڇي زه درته سڀني ویشدلي وريڙي
 بو چرگ ٻه يوه گهڻه ڪڻي تباروم، مونڙه ويل سهي ده. مونڙه د مانبام او
 نوستن دواڙه مونڙونه ٻه يو ڇا ڇا وڪڙل، او ڇي ٻه سا صورت شو نو
 ڪ راله ٻه يو غوري ڪڻي سڀني ویشدلي وريڙي. او ٻه يوه ڊونگه
 ٻي د چرگ ترڪاري راوڙه. مونڙه ٽوله ورڇ پياده مزل ڪري وو، نو د لوڙي
 مو غور نه ليدو. هاغه شپه ڇي خوراڪ ڇومره خوند ڪري وو داسي خوند
 بوند ڪڻي ڪمو خوراڪونو راڪري دے. د روتي. نه پس زر ترززه ٻه خوب
 نلوو او ترسهاره مو ڇه نه وه بدله ڪري.

سهار د مرغو ٻه اوازونو راپاس ٻڌو، مونڇ مو اوڪرو، او ٻي د
 ٻل نه لاندې خو ٻه ڇا ڇا ڇا لارو. بره ٻه سرڪ يو نيم د سامان نه ڊڪ
 ٻه زورونو سڪيندو ٻه بره روان وو، باقي خاموشي وه، د خو ٻه بره
 ر ٻه لمن او مخامخ د سرڪ ٻه غاڙه د غوزانو او خوبانو د ونو قطارونه
 د خوبانو ونې د مڇو نه ڊڪي وي. د خو ٻه ڇي واپس هوٽل ته
 لمو نو بابا راله ناشته تباره ڪري وه، ڊڪ چانڪ چاڇي، او دوه غڻي
 ٻي پراڻي. او ورسره خالص ڪچ ٻي راته ٻه مڇو ڪڻي ٻڌل او مونڙه ورسره
 انصاف اوڪرو. د ناشتي. نه پس بيا پياده چترال طرف ته روان شو او
 ڇو ڪلوميتره پس د شا د طرف نه يو ڊاٽسن راڻي ڇي ورپڪڻي مونڙه
 ش ته او د هغه ڇاڇي نه ٻه بل گاڏي ڪڻي چترال ته لارو.

.....***.....

جامونه د زم زم زما په نظر کښې

واجد ودان خليل

د ادب د نورو صنفونو په شان سفرنامه هم پو ډېر زوړ صنف دے چې په نړيوال ادب کښې ډېر ارزښت لري ، سفرنامه يو دستاويزي حيثيت لري ، مورخ او جغرافيه دان د سفرنامو په رڼا کښې د يو ملک يا د يوې سيمې سماجي ، سياسي ، معاشي او معاشرتي حالت مرتب کوي ، پښتو ادب ته سفرنامه ډېره وروستو زاغلي ده ، له بده مرغه سفرنامې له هغه توجه ورنه کړې شوه د کومې چې دا صنف حقدار وه ، هم دغه وجه ده چې پښتو سفرنامه اوس هم په خړپوسو ده ، وخت په وخت لیکوال راپاڅېدلي او خپل قلمي زيار ئې پښتو ادب ته پيژړو کړې دے ، د ليک او تخليق دا سفر لا ولاړ نه دے ، جامونه د زم زم د ښاغلي اياز الله ترکزي سفرنامه ده چې د حج د مقدس سفر حال احوال پکښې بيان شوي دے ، د دې کتاب تړون مصنف د خپل مور او پلار په سپڅلي نومونو کړې دے ، دې سره سره ئې دا قيمتي کتاب نوميالي ليکوال او سفرگر سيد صابر شاه صابر صېب ته په دې لفظونو ډالۍ کړې دے ، زه دا خپله سفرنامه د پښتو ژبې نوموړي سفرنامه نگار ، اديب او شاعر محترم ملگري او استاد صابر شاه صابر ته په ډېره مينه ډالۍ کوم ، لوړ نقاد او محقق سميع الدين ارمان او نوموړي سفرگر محترم سيد چراغ حسين شاه پرې ډېر مفصل او گټور ليکونه کړي دي ، د دې سفرنامې د نوم په حقله اياز الله ترکزي په خپلو خبرو کښې ليکي چې د دې سفرنامې د ليکلو نه پس ماته د دې د نوم ډېره زياته ستونزه وه ځکه چې ما نه غوښتل چې د دې نوم دې عام غوندې وي ، مثلاً د حج سفر ، د حج سفرنامه يا د پېښور نه تر سعودي عرب وغيره ، ما غوښتل چې نوم يو انفراديت ولري ، دا کار زما د تره زوے بلال احمد داسې حل کړو چې ماته ئې تقريباً يو درخن نومونه په ميسج کښې راوليږل

اکادمي ادبيات پاکستان

په ما پکښې دا نوم "جامونه د زم زم" خوښ کړو، د يو ملک يا علاقې د ترگو ليدلې حال قلم ته سپارل سفرنامه نه ده بلکې ورسره چې خپل نبات، احساسات او داخلي کيفيات هم په خوږه، پسته او زړه ښکونکي انداز کښې بيان شي نو هله ورته د يوې ښه او کاميابې فن يې سند ورکړې شي، "د حجاز په لور" د حمزه بابا د ورومبي دور هغه مياڼه سفرنامه ده چې فني او تکنیکي لحاظ سره په هر اړخ مکمله نرنامه ده، د دې سفرنامې لوڼه صفت دا ده چې مصنف ځان ته په ځان ته بل تاثرات وړاندې کړي دي، چې کوم کې فيات ئې په زړه کښې راپورته يې دي هغه ئې د تعجب او تجسس نه ډکو جذباتو کښې ليکلي دي، د زه بابا سره سم او وروستو گڼو ليکوالو په دې صنف طبع آزمائي ده په دې ټولو کښې صابر شاه صابر صېب هغه نوميالې ليکوال دے چا په تر دې دمه اڼه سفرنامې د پښتو منشور ادب په جولي کښې اچولي ، د دوئي د څي نو سفرنامو نومونه دا دي، روځي ته تگ راتگ، د مري مکې ته، د نورو نوبناريو کښې، دوه لوڼه سفرونه، د پښتونخوا سېل سفر، د لوڼه کور سفر او د ميدان ښار سفر، پورته ذکر شوو سفرنامو مې ورومبي درې سفرنامې زما د نظر نه وتې دي، انداز بيان ئې ساده برجسته دے، ژبه ئې پسته او شيرينه ده، د مزاح چاشني هم لري، په دا چې دا ټولې سفرنامې د اعليٰ معيار غوره نمونې دي، څنگه چې غلي اياز الله ترکزي د خپلې سفرنامې د نوم په انتخاب کښې ډېر زيار دے دے نو دغسې په ليک کښې ئې هم د ډېر احتياط نه کار اخستے دے، دوئي تر خپله وسه کوشش کړے دے چې د دوئي دا سفرنامه د حج ورو سفرنامو په شان روايتي انداز کښې ونه ليکلے شي بلکه ځان له بيل ناخت او منفرد مقام اگتې، هم دغه وجه ده چې په ډېره خوږه، پسته او م فهمه ژبه ئې هر څه بيان کړي دي، تش د سترگو ليدلې حال بيانولو

باندې ئې اکتفا نه ده کړې بلکې د يو محقق انداز ئې خپل کړې دے .
 بناغلې ډاکټر نگاه حسين نگاه د دې سفرنامې پخپله وائي چې "د اياز الله
 ترکزي د سفرنامې انفراديت دا دے چې مصنف پټ تحقيق کړې دے ، هر
 څو که دا معلومات د تاريخ او سيرت په کتابونو کښې شتون لري خو د
 سفر نامې په صنف کښې دا هر څه بيا ډېر گټور ثابتېږي ، موصوف د
 کتابونو په حواله تاريخي او معاشرتي پټ تحقيق کړې دے کوم چې زما
 زړه ته پريوتو او ټوله سفرنامه لوستو باندې ئې مجبور کړم، د ډاکټر صېب
 د خبرو په رڼا کښې مونږ دا وئيلے شو چې جامونه د زم زم د جديد دور د
 سفرنامې ټول لوازمات او شرطونه پوره کوي بلکې يو ځانگړې اسلوب او
 انفراديت هم لري، چراغ حسين شاه صېب د "درېم حج" د عنوان د لاندې په
 خپله سريزه کښې ليکي چې مصنف لوستونکې د لاس نه ونيسي او د
 عمرې او د حج ټول ارکان او فرائض د ادا کولو سره ئې ورو ورو مخ په
 وړاندې بوځي ، په لاره ورته د ضروري معلوماتو، تفصيلاتو ، احساساتو
 او کيفياتو بيان په ډېره خوږه او اسانه ژبه کوي نو ځکه زه دا وایم چې دا په
 عالم تصور زما درېم حج دے، دې حج نامه کښې د بيان رواني ، سلاست
 ، سادگي ، د ژبې خوږ والے او د معلوماتو فراواني ده ، دغه شان مخکښې
 ليکي چې "دې مسوده کښې د سفر نامې ټول لوازمات لکه د سفر حقيقت
 نگاري ، د مشاهدې قوت ، منظر کشي ، د معلوماتو زياتوالے ، جذبات
 نگاري ، د واقعاتو چاڼبين ، تجسس ، د داخلیت او خارجيت گډون او د
 عشق وارفنگي هر څه شته"

.....***.....

سيف الرحمان سليم او دهغه غزل

عصمت سوراني

سېف الرحمان سليم د پښتو ادب هغه ځلنده شخصيت دے چې د نو د غزل په ارتقاء كښې د هغوي د كردار نه انكار نه شي كېدے د يد غزل په هغه نوموړو شاعرانو كښې حسابېږي چې نن هم د هغوي د خلقو په ذهنونو او زړونو كښې ياد او تازه دے سليم صېب په ۱۹۰۱ كښې په گلوزي نوم د كلي د سيدانو په كورنۍ كښې د سېد جلال بن كره پېدا شے ابتدائي تعليم ئې د خپل كلي په سكول كښې حاصل . خو د څه حالاتو له وجې دا سلسله جاري پاتې نه شوه روستو ئې بيا م جماعت پرائيوټ پاس كړو په ۱۹۵۱ء كښې د خزانې تهيكدار سره بهرتي شے د نوكرۍ په دوران كښې څه داسې حالات ورته مخي ته ملل چې سليم خورالس كاله قېد شے قېد نه پس ئې واده او كړو او باقي ې عمر ئې په كلي كښې تېر كړو چې آخر په اتم مارچ ۲۰۰۷ كښې ت شے د يونيورسټۍ پبلشر له خوا د سليم د يو غزل په ذغه مصره.

د وړو وړو خدايانو دې بنده کړم

پہ نامہ کتاب چاپ شہ

نو محقق او نقاد محترم همېش خليل په خپل کتاب کښې د سليم په ليکي چې "سليم د جديدي شاعري د مکتب هغه فنکار دے چې ناتي پس منظر انسان دردونه ډېر زورور محسوس کړه سليم د دلو، زېږدلو او خپلو حقونو نه د محرومه انسانانو د ماتو زړونو پام دے هغه د خورانو په ژوند د دنيوي خدايانو له لاسه د ظلم او خلاف احتجاج هم دے او بغاوت هم، همېش صېب وړاندې ليکي . سليم يو حساس شاعر دے چې د ذات او د کائنات د ازلي او ابدي

اکادمی ادبیات پاکستان

رابطې عرفان هم لري " د جديد دور د حقائقو نه د واقفیت باوجود هغه دا حقیقت هم محسوسوي چې شاعري د سوز د جمالیاتي دربار بهترین حسن دے د سلیم شاعري د سوزا او خلوص محبت او تغزل بهترین امتیاز دے چې رنگین هم دے او شیرین هم دے هم دا وجه ده چې د سلیم شاعري یعنی غزل خوښولې شي نن چې د پښتو غزل کوم معیار دے او یا د ارتقاء په کوم بام ختلے دے لکه د نورو غزل گو شاعرانو سلیم هم پکښې لویه برخه ده دې کښې هېڅ شک نشته چې سلیم د غل شاعر دے خو هغه نظمو نه هم لیکلي دي چې د ترقی پسند سوچ غمازي کوي د سلیم هر یو شعر او غزل د داد وړ دے خو د هغه د شهرت اصل وجه د هغه دا غزل دے چې نن هم په اولس کښې مقبول دے-

کله نا کله ست د جام کوه
په تا مښنیم په ما پام کوه
سلیمه سم دې کره غزل شرعې ته
لر پکښې ذکر د خپل قام کوه

د سلیم غزل په گڼ اړخیزو موضوعاتو رنگین دے چې د رومان، قام پرستی، ترقی پسندی، دا هغه جوهر دي چې د سلیم غزل ته ئې ښکلا او خلا بخښلې ده اخون ذاده فرمان مسافر د سلیم په حقله په خپل کتاب کښې لیکي دي چې "نوموړے د ډیر زوردارې شاعرۍ خالق دے په نظم او غزل دواړو کښې ډېر ژور لاس لري د یو حساس او کلک ضمیر څښتن دے شاعري ئې د تخیل د لوړو منزلونو څخه راتېرېږي او په ساده ژبه کښې اظهار خیال کوي هم دا وجه ده چې په پښتونخوا کښې د دوي شاعري مقبوله ده وړاندې لیکي چې سلیم د خپل درېدلي زړه د کفیتونو ذکر په خپل غزل کښې ډیر په زړه راښکونکي انداز کښې رانغاړي چې قطعي انتها نه لري او دا د دوي د لوړې شاعرۍ علامت دے" محترم

اکادمي ادبيات پاکستان

سليم راز صٻ چي د سليم صٻ په فن او شخصيت ٽي ډير په تفصيل
ره ليكل کړي دي غواړم چي د هغوي د ليک څه برخه هم تاسو سره
ريکه کړم راز صٻ ليکلي دي چي "زه" د سليم په شاعري او شخصيت
، دواړو مټن يم هم دا وجه ده چي د هغه شاعري يو ژوند ۽ فکري بنياد
ي او په شعري تخليق کښي ٽي مفکرانه ژورواله او شاعرانه وسعت هم
ه نظر راځي د سليم په شاعري کښي يعني په غزل کښي مقصديت د ۽
و د ژوند د پېښو عکاسي ده د هغه خپل مشاهدات او تجربات دي او په
پره تېره د خپل دور خپل عصر نمائندگي ده ځکه د هغه شعر او فکر
رقي پسند د ۽ د هغه په شاعري کښي د خپل معاشرتي ژوند ريښتونه
عکس د ۽

څنگه چي ما د ليک په سر کښي دا خبره کړې وه چي سليم خو
نظمونه هم ليکلي دي او غزلې هم کو زما موضوع د هغوي غزل ده نو زه
غواړم چي تاسو سره د هغه د غزل څو شعرونه شريک کړم هسې کو پکار
وه چي د هغه د غزل په هر شعر جدا جدا بحث شوه و ۽ خو بيا هم د
نمونې په توگه تاسو سره د هغوي څه شعرونه شريکوم چي تاسو ته به
خپله اندازه اوشي چي د ليم غزل واقعي غزل د ۽ او تر څو چي پښتو
ادب او پښتانه ژوندي وي نو د سليم نوم به هم ژوند ۽ وي په دې لاندې
شعرونو کښي د خپلې تجربې او مشاهدې په اساس د خپل ژوند کيفيات
او حقيقت څه داسي وړاندې کوي-

کله کله د خدا ۽ دوست شمه خليل شم
کله کله د نمرود په شان ذليل شم
کله کله زه حاتم شم سخاوت کښي
کله کله د قارونه په شان بخيل شم

د غزل دا نمونه ټي هم اوگورئ-

د وړو وړو خدايانو دې بنده کړم
 لويه خداه زه به چا چاته سجده کړم
 ملگرتيا که خوړندان راسره اوکړي
 دا حرم به يوه لويه مېکده کړم
 د وصال د شپې بدل به دې خلاص نه کړم
 ټولې شپې که د خپل عمر ششوگيره کړم
 شيريني د پېغلتوب د پېغلې غواړم
 خلۀ به ستا په عنايي شونډو خوږه کړم
 چې مسکۍ شي لږ ئې ښکل کړي بيا ئې را کړي
 سل توبې به هغه جام نه صدقه کړم
 دا وو د سېف الرحمان سليم د غزل نمونه زه خپلې
 خبرې د هغوي په دې شعر راټولوم.

زه د سرقاټل ته هم پاڅمه هر کلې وایم
 نوره مې د صبر او د زغم پوښتنه مه کوه

حوالې

- کتاب: پښتانه ليکوال (اول ټوک) همېش خليل
 کتاب: ځلنده ستوري (اخونزاده فرمان مسافر)
 تنقيدي کرښې (سليم راز) اعراف پرنټرز پېښور
 کتاب: د وړو وړو خدايانو دې بنده کړم (سېف الرحمان سليم)

.....***.....

ادب کښې د ابلاغ مسئله

پروفېسر ډاکټر يار محمد مغموم خټک

د ابلاغ لغوي معنی رسول ده. اصطلاح کښې خپل معلومات، خیالات احساسات د وینا، تصویر، لیک یا د اشارو په ذریعه تر بل کس رسولو ته لاغ وائي. ادیب د ادبي لیک په ذریعه خپل احساسات او خیالات ستونکیو ته رسی. په ادبي تخلیق کښې نظونه د خیالاتو د ابلاغ اکی یوه یعه ده که چري یو ادیب او شاعر د لفظونو په استعمال کښې د احتیاط نه روانخلي او د لفظونو د معنو په فرق غور او نه کړي نو هغه د زړه خبره تر ستونکي نه شي رسولی.

دا ځکه چې د لفظونو خپله دنیا وي یو لفظ چې په یو ځای کښې کومه نئی ورکوي ضروري نه ده چې په بل ځای کښې هم هغه معنی ورکړي. دا یب د پاره د معنو په لحاظ لفظونو ته صحیح ترتیب ورکول ضروري دي د ظونو صحیح ترتیب او د موقعې مطابق استعمال د خیالاتو په ابلاغ کښې م کردار ادا کوي. که چري یو ادیب یو کثیر المعانی لفظ په داسې موقع استعمال کړي چې د سیاق او سباق له مخه ئې استعمال هلته موزون نه وه. د خیالاتو په ابلاغ کښې مشکل راپیدا شي. ادیب ته پکار دي چې د ظونو تر مینځ وحدت برقرار وساتي.

د خیالاتو په ابلاغ کښې هغه وخت هم مشکل راپیدا کېږي چې ادیب یا اگر د زمانی د مزاج برخلاف خوامخوا د هغه متروک او مشکل لفظونه استعمال کړي یا قصداً د پردی ژبې هغه ټکي استعمال کړي چې ستونکي ورسره بلد نه وي. او یا دا چې په مختلفو ادبي اصنافو کښې د کود استعمال په وخت د دغو صنفونو د مزاج او نوعیت خیال او نه ساتي. د نثر په حالت کښې اوږدې جملې هم د خیالاتو په ابلاغ کښې مسئلې لږ کوي او لکه څنگه چې د جملو جوړولو په وخت د لفظونو حسن ترتیب

اکادمي ادبیات پاکستان

په ابلاغ کښې اسانې راولي دغه شان د مختلفو جملو ترمينځه فطري ربط پيدا کول هم د ليکونکي ذمه داري ده که چرې په پيراگراف کښې ليکلې شوې مختلفې جملې د معني په لحاظ يو وحدت او تاثر قائم نه کړي نو لوستونکي ورباندې په آسانه نه شي پوهېدې.

د ليک په دوران کښې د ليکونکي Concept واضح پکار دے که چرې يو ليکونکي د خپل ليک په حقله واضحه نظر نه لري او په خپل ليک باندې خپل ځان هم نه شي پوهولې نو لوستونکي په مشکل کښې واچوي او د انجام يو بدترين صورت راپيدا شي چې ورته ځيني لوستونکي مهمل ليک وائي. ځيني ادیبان دا عقیده لري چې د هغوي محض د خپل ذوق د تسکين د پاره ليکل کوي هغوي مجبور نه دي چې خپل احساسات به خوا مخوا لوستونکيو ته رسوي.

دا نظريه د خيالونو په منتقل کولو کښې لوی خنډ اچي، ادیب چې هرکله خپلو احساساتو ته د ليک شکل ورکوي نو دې مجبور دې چې پخپل ليک لوستونکي پوه کړي گنې نو بيا به ادب د تحریک اړت يو قسم شي د ادیب دا فرض دي چې داسې ليکل وکړي چې لوستونکي ترېنه څه زده کړي او يا ترې څه خوشحالي محسوسه کړي. دې به خپل لوستونکي په کشمکش کښې نه اچوي او د هغه وخت به بې ځايه نه څرابوي.

په هر ادبي او فني تخليق کښې د اظهار د خواهش سره سره د ابلاغ خواهش ضروري دے. ادیب ته پکار دي چې د تخليق په وخت دخپلې خوښې او ناخوښې نه علاوه د لوستونکيو د خوښې او نا خوښې خيال اوساتي دې ته د غير ضروري گرانو ټکو تشبیهاتو او علامتونو د استعمال نه ډډه پکار ده.

د ادبي ليک په پوهېدلو کښې مشکل د هغو ادیبانو او شاعرانو د ليک د لوستو په دوران کښې هم راپيدا کېږي چې د وخت نه مخکښي پيدا

د هغوي خيالات او تصورات د عامو لوستونكيو د سطحې نه اوچت
د دوي د لوستونكيو تعداد محدود وي دوي نوے خبره كول غواړي
لوستونكيو ته نوے فكر رسول غواړي د دغه نوے خبرې فكر او تخيل د
به زاره الفاظ تشبيهات استعارات او علامات د دوي امداد نه شي كولې
ځكه دوي مجبوراً نوے ژبه، مركبات او علاماتونه استعمالوي زړو
لونو او علاماتونو ته نوے رنگ وركوي. پكې نوے معنی پيدا كوي
لر لوستونكي د دوي وينا مبهمه گڼي خو څه موده پس د غلط ادب غوره
ت شي.

په ادب باندې پوهېدل د لوستونكيو دي نظر ئې هم گران كړي دي. د
مې ترمخه چې اديب په ساده او آسان ليك كولو مجبور دے. هغوي دا
بي خيال دے چې ليكونكې دې داسې ليكل كوي چې لوستونكي ته
باندې د پوهېدو دپاره هرو د محنت او كوشش ضرورت محسوس نه شي.
للكې خبره داسې نه ده د لوستونكي هم دا فرض دي چې په ځان كښې د
مالعې عادت واچوي او لوستل محض د وخت تېري ذريعه او نه گنڼي
كې دا عقیده اولري چې ادب او شاعري د انسان شعور په ارتقا كښې
د لاس لري او ځكه ورباندې پوهېدو دپاره د وسيعې مطالعې ضرورت
دے.

د ابلاغ مسئله هغه وخت هم راپيدا كېږي چې لوستوكي د اديب پوره
سياتي مطالعه نه وي كړې هغه د اديب د استعمالونكيو لفظونو
لامتونو، تشبيهاتو او استعاراتو د مزاج نه نا خبره وي نو ځكه د يو اديب
ليك د پوهېدو دپاره د هغه پوره نفسياتي مطالعه ضروري ده.
ځيني اديبان د خارجي دنيا نه باطني دنيا ته او باطني دنيا نه خارجي
يا نه دانگي را دانگي او ځكه د هغه تخليق لوستونكي دوجاله كړي كله
داسې هم كېږي چې اديب يا شاعر قصداً پوره خبره نه كوي هغه په خپل

ليک کښې دا اثر پيدا کولو دپاره نيمه خبره وکړي او نوره خبره لوستوني پرېږدي چې هغه ترېنه د خپل ذوق او پوهې مطابق نتيجه حاصله کړي. اديب دغه عمل هم لوستونکي ته مشکلات پيدا کوي په ادب کښې تخليقي او عملي تجربې او د روايت نه بغاوت هم د ادبي ليک په پوهېدو کښې مشکل پيدا کوي ځکه چې د جديديت نه متاثر ليکونکي نوي لفظونه، علامتونه او تشبيهات استعمالوي چې ورباندې پوهېدل نا ممکن وي.

.....***.....

د غني خان د شاعري آفاقيت او حقيقت نگاري

محبوب گل ياسر

شاعري د الله پاک ورکړه ده. خو بعضې شعرونه داسې وي چې هغه نه پس هم خپل تخليق کار او ليکوال نه هيروي. ژوند ې ئې ساتي. سې شاعري په معاشره کېنې پاتې کسانو ته فوقيت ورکوي. او د د ټولنيز ژوند برخه گرځي. کله چې شاعري د يوې ټولنې برخه شي نو هم دغه دوامداره پاتې شي. او خپلې هڅې نورې هم تېزې زموږ په تېر هېر شاعرانو کېنې داسې گڼې نامې مخې ته راځي خوش بختۍ نه هم په دغسې د فن په نازکو کالو معموره او بريالي بس به راشم د خپلې موضوع په اړخ.

په پښتو ادب کېنې د ستر فلسفي غني خان لېونې کردار د ځې وړ دۍ. يو خوا که دۍ د خدائي خدمتگار روح رواں او باني نان فخر افغان فرزند ارجمند دۍ. نوبل پلور دۍ ذهني تخليقات او ښه د افرين جوگه دي. د دۍ په شاعري کېنې اولسي رنگونه، ي تقاضي، د موسيقي آهنگونه او د سياست انقلابونه شامل دي. په خپله شاعري کېنې د علمائو سؤرد کړۍ دۍ. او د دې په ضد سي او اولسي رنگونو ته ترجيح ورکړې ده، د دۍ شاعري زغل لکه س د مندې په شان دۍ. کوم چې په سيلۍ، طوفان، ږلۍ او باران يو شان روان وي او د خپل مقصد رفتار رالڼوي. د موسيقي ه د غني خان د شاعري يو ځان له اسلوب دۍ. او هم دغه وجه ده: شاعري د موسيقي په کالو گڼو سندرغاړو ښائسته کړې ده. د دۍ به د خيبر پښتونخوا نه مخکېنې د کابل رېډيو نه د ناشناس او علي ټکر په خوږو آوازونو سره غږېږېده. او د دې بوي به د خيبر

اکادمي ادبيات پاکستان

پښتونخوا او جنوبي پښتونخوا د پښتنو سماعتونو ته رسېدو- چې ډېر خوږ لږېدو- د غني خان شاعري ډېر په آسانه او بنائسته پښتو کښې شوې ده- او دۀ به د خپلې شاعرۍ په باره کښې وئيلې چې ما هغه لهجه استعمال کړې ده کومه چې ما د خپل ژوند د وړومبني مکتب (د مور د غېږې) نه زده کړې ده- هم دغه خيال د دۀ د پښتو د املا په بار کښې هم وۀ- وئيل به ئې چې ما د خپلې مور د خلې نه چې د پښتو کوم لفظونه اورېدلې دي دغه زما د پاره صحيح املا ده- او زما په دغه باندې يقين دۀ-

د غني خان د خپلې شاعرۍ په باره کښې دا قول وۀ- که ما هر څنگه شاعري په کومو اصولو کښې کړې ده خو ما صرف په پښتو ادب کښې د خپلو تخلياتو اضافه کړې ده- ما د شاعرۍ د سرحدونو نه بغاوت کړۀ دۀ- او خپله شاعري مې هم داسې آزاده پريښې ده- او پښتو ادب ته آزاد نظم بيا وروستو راغلې دۀ- جانان، ملا، واعظ، غېرت، پښتو، زاهد، متقي، مجنون او داسې نور رنگونه د غني خان د شاعرۍ خاصه ده-

که د دۀ د شاعرۍ په ژبه هر څوک نه رسي نو هغه هم د فلسفي هغه گرانه لمنه ده- چې يو لوستونکې پرې په آسانه نه شي پوهېدۀ او په سوچ کښې ورته پرېوځي خو بيا پرې وروستو اورسي- نو ځان ورته ملامته ښکاره شي- او د حقيقت په رموزو پوهه شي- دۀ د پښتون اولس سياسي، اولسي، اقتصادي، اسلامي او د وحدت په نيمزالي حالاتو باندې هم خپل قلم گرځولې دۀ- که يو طرف ته ئې دوي ته د طنز په ژبه کښې سپورې ستغې وئيلې دي- نو بل طرف ته پکښې ئې ورته د حالاتو نه د وتلو لاره هم ښودلې ده- د دۀ د شاعرۍ محور خالق، کائنات او انسان دۀ- دۀ که يو طرف ته په خپله شاعرۍ کښې د پښتنو د خوي بوي، د هغوي د عادتونو کولاؤ اظهار کړۀ دۀ نو بل طرف ته ئې دوي د نورو

مونو د اوچتوالي او بام عروج ته د رسېدو هڅې هم په گوته کړې دي. مال او جلال د دوي د چوکاټ نه بهر نه دي پاتې شوي او د دې نه ئې ده اوچته کړې ده. که په عالمي تناظر کښې د غني خان د شاعرۍ مقابله و شاعرانو سره وکړي نو په دې حقيقت به يو انسان پوهه شي چې دې نر ارواښاد څومره ذهني ارتقاء او فوقيت لرلو. ځکه چې غني خان په دانه او مستانه انداز کښې عمر خيام، جمالياتي اظهار خيال کښې د تېس او په مفکرانه اظهار خيال کښې د علامه محمد اقبال سره شريک نه شوی دی. د ده د ارتقاء مارغه ډېر اوچت پرواز کړی دی. لکه يو ۷۰ کښې وائي:

خوب وينم عالمه که ئې څوک راکړي معنی
پروت يم سرمې ايښې د خپل يار په زنگانه

که مونږه د لېوني فلسفې په حقيقت نگارۍ يو سر سري نظر اچوو. نو مونږه ته به دا واضح شي. چې ده په خپل عملي ژوند کښې هم قیقي پورې سر کړې ده. ولې د غېر عملۍ نه ئې ډډه کړې ده. لېوني لسفي سره به چې څوک هم ملاوېدل نو په غېر يقيني کيفيت سره به دا رځه کېدل. ځکه چې په جار به ئې وئيل کوم شے چې ته د الله پاک نه نه سې پتولې نو د يو انسان نه ئې د پتولو هم څه حاجت نشته. د باطن او ناهر ژبه ئې يوه وه. زما په خيال د ډاکټر علامه محمد اقبال او د غني نان مفکرانه انداز يو بل ته څه ډېر نژدې نژدې ښکاري. او هغه ځکه چې ه لاندیني شعرونو کښې د دواړو د يو ذهن عکاسي ضرور ښکاري. لکه علامه محمد اقبال په "بانگ روا" کښې وائي

خدا سے حُسن نے اک روز یہ سوال کیا
 جہاں میں کیوں نہ مجھے تو نے لا زوال کیا
 ملا جواب کہ تصویر خانہ ہے دنیا
 شب دراز عدم کا فسانہ ہے دنیا
 ہوئی ہے رنگ تغیر سے جب نمود اس کی
 وہی حُسن ہے حقیقت زوال ہے جس کی
 کہیں فریب تھا یہ گفتگو قر نے سنی

بل خوا غنی خان "د غنی کلیات" کنبی واثی:

ستوری تہ آسمان کنبی یوہ ورخ ووی ہلال
 خدا ے آدم لہ مینہ ورکرہ مونہ لہ تش جمال
 زڈ بہ پہ خندا ورکوم دا خیل خبشت د کمال
 مالہ کہ یو خاخکے مینہ راکری خوک پہ سوال
 مینہ حقیقت حُسن سایہ د حقیقت دہ
 حُسن لہ زوال شتہ مینہ نہ لری زوال

.....***.....

د سعد الله جان برق برقيات

مصور قرېشي

دې معاشره كښې رښتيا ونيل او زغمل ډير لوڼې زړه غواړي او دا د هر د و س خبره هم نه ده ځكه چې رښتيا ونيل ډير تراخه وي او بيا د دې مل د دې نه هم زيات تراخه وي. خو حقيقت دا دے چې زموږ معاشره د نقت نه ډكه ده مخ، مخ او شا، شا وي دلته كه ليكوال دے هاغه هم مخ نل كوي او كه سياستمدار دے هاغه هم د منافقت نه كار اخلي ياري تي هم د راكړې او وركړې ده ډير كم خلق به وي چې هغوي به سپين ته ن او تور ته تور وائي گنې دا خو هرچاته پته ده چې د زورورو اوښه به بره او د غريب ملا ماتوي.

ماڅه موده وړاندې يوه سلسله (زاړه يادونه ډير خوندور وي) په ورځپاڼه ت كښې شروع كړې وه دا زما ياداشتونه يا ډائري ده لس دولس برخې مې وليكلې چا پ شوې خلقو ډيرې خوښې كړې خو د مجبوري نه مې ډ كړې ځكه چې نورې برخې كه ما ليكلې نو په دغه ياداشتونو كښې ډ يادونه هم وو چې ډير نوموړي به رانه خفه كيدل او مانه غوښتل چې ، خفه كړم ځكه چې سعد الله جان برق خو نه يم چې جو كچه كهون گا كهون گا، سچے كے سوا وليكم او كه رښتيا راباندې وايې نو د غومزے هم لنډ وي او دا فارموله هرچاله نه ورځي، يره ماله خو بلكل اخي گنې تاسو امجدعلي خادم له قسم وركړئ هغه به درته رښتيا يا ووائي.

برق صيب اردو كښې يو كتاب يادون كے جنازے اوس اوس چاپ كړے چا چې لوستے هغوي ته پته ده چې څه رنگه كتاب دے، او د چا چا نه ځي ويستي دي لوستو سره تعلق لري ډير معلوماتي او خوندور دے

اكادمي ادبيات پاكستان

ډيروباندې ئې خوبونه حرام کړيدي ډيروته ئې ائينه بنودلې او هرڅوک ائينه کښې خپل مخ نه شي ليدے ځکه چې ځينې مخونه ډير بدرنگ وي او څوک هم ځان ته بدرنگه نه وائي اگر که بدرنگ هم وي.

يقيناً چې په دې کتاب کښې چې څه دي د ډيرو سره اختلاف هم کيدے شي او ډير داسې مواد پکښې هم شته چې هاغه په حقيقت پسندی اډانه دي.

سعدالله جان برق يو داسې شخصيت دے چې هاغه زياتره پښتانه پيژني هغوي که دليک سره تعلق لري او که نا ځکه چې هغه نه يوازې يو کالمست دے بلکې يو ښه طنزيه او سنجيده ډرامه نگار دے او پي ټي وي باندې ئې ډيرې مشهورې مزاحيه ډرامې نشرشويدي د هغه هريو ليک که اردو وي که پښتو دلوستو سره تعلق لري چرته ئې هم چاسره په ليک کښې کمپروماز نه دے کړے هاغه چې څه وينې او گوري هغه ليکي د چا مخ ملاظه نه کوي او نه په چا پرده اچوي بلکې په ځان هم پرده نه اچوي چې څه دے هاغه ئې ليکلي نو يو تن چې خپل ځان نه معاف کوي هغه به بل څه معاف کړي؟

يادون کړے جنازے ، کښې ئې ډير زيات رښتيا وئيلي خو څه پکښې ماته دروغ هم ښکاري کيدے شي چې ماته چې کوم دروغ ښکاري هغه رښتيا او په حقيقت اډانه وي ځکه چې برق ټول عمر رښتيا بلکې سپينې سپينې وئيلي دي او کوم چې رښتيا وي هغه دروغ وي د ډيرو خلکو بدې هم شي او په ښه سترگه ورته نه گوري. ځينې ځينې خو ئې بلکل دسترگو ازغے گڼي او گڼي به ئې ځکه چې دده څه کار دے چې دهر چا په کار کښې کار لري هلکه غريب سرے ئې په ارامه کيښنه.

ياداښتونه ډير کم ليکوالان ليکي چې دغه ډاډري يا ياداښتونه څه خواږه وي خو زياتره پکښې تراخه هم وي او بيا چې په داسې عمر کښې په

عمر ڪنڀي چي برق صيب دے دا يادشتونه ليڪل او چاڀ ڪول ڏير لونڀي غواڙي اڪثر په داسي عمر ڪنڀي خلق خپل دوستان زياتوي نه چي منان، خو نه پوهيم چي برق صيب باندې داسي ڪوم هاتهي پڻه وڌي وه چي دا سڀيني سڀيني ٿي وليڪلي او خان له، نه رڻتيا خلقو له ڪار وڪتلو.

په دي ڪتاب ڪنڀي ڊپروف غلطي هم ڏيري زياتي دي دا هم لکه چي ٻڌ د ملگري روح الله جان محمدزي په شان چاڀ پروف ڪرے دے او خان ٿي ترې خلاص ڪرے دے او بس لته ٿي ور ڪريده بله دا چي قيمت هم اکر چي اوس ڪم ڪرے دے، دولس سو روپي دے خو په ڪتاب اوس ۲۵۰۰ روپي ليڪلي شوء دے

د يوې سندر غاڙي په حقله ٿي چي خه ليڪلي نو ڏيري دحيراتيا خبري ڪريدي دغه غريبه خو ٿي بيخي خرابه ڪريده حالتڪي اوس چي په ڪوم ڪنڀي ده پڪار وه چي معاف ڪرے ٿي وے. دغه ليک چي د دي سندر ي مينه والو لوستے وي اوس به دهغوي د ماضي د ڪردار په وجه د هغي نرت کوي خکه چي د هغي دماضي چي ڪوم تصوير برق صيب وړاندې ے دے ڏير خطرناک او دنفرت دے خو د فلم ڊرامې او دشوبز سره تعلق نڪو سندر غاڙو يا اداڪارانو ژوند عموماً د داسي واقعاتو نه ڊک وي دا د ڊڙوند يوه حصه وي.

هم دغه نوموڙي اداڪاران، سندر غاڙي وغيره چي ڪله خوانان وي نو په نورو سروي خو ولي ڪله چي د عمر په اخري حصه شي نو بيا ٿي څوڪ س هم نه کوي او بيا زمونڊ يوه دانشوره ڊله د دوي مدحي وائي چي ڪي فنڪار، اداڪار، دغربت د وجي مڙ شو يا ٿي ڪور نشته په ڪرايه ي وغيره وغيره، دا قسمه خبرونه هره ورځ په اخبارونو ڪنڀي راخي ڪه چري دغه اداڪاران، فنڪاران يا شوبز سره تعلق لرونڪي په خوانه

خوانۍ کښې کبر حريص او لالچ پرېږدي په صحيح معنو د خپل فن حق ادا کوي نو يقين وکړئ چې په اخري عمر کښې به ئې هم ډير عزت او احترام وي او د غربت نه به هم لرې وي خو ولې د دوي نشه دليدو وي بحر حال په دې کتاب کښې نورې هم ډيرې قيصې قطارې شته چې برق صيب ليکلي دي.

د شمس الزمان شمس باره کښې چې کومې خبرې دوي کړي دي دې سره خوزه بلکل اتفاق نه کوم ځکه چې که برق صيب ورله غزلې ليکلي دي نو ټول کتاب خو ئې ورله نه دے ليکلے. دا کتاب ورله چا ليکلے دے؟؟ بله دا چې تراوسه برق صيب ولې په دې حقله غلے و؟؟ د شمس الزمان شمس صيب په ژوند ولې برق صيب دا دعوه نه کوله چې شمس له ټوله شاعري ما کړيده؟

ځکه چې اوس هغه مړ دے ژوند دے نه دے چې برق صيب ته جواب ورکړي، دغه ځان له يو سوال دے زما په خيال برق صيب ته داسې نه وو کول پکار د مړ سړي پرده اخستل نه وي پکار. خو ولې په دې کښې هيڅ شک نشته چې برق صيب هر فن مولادے چې ډير زيات قابل دے په هره حواله ليک کول ورته هيڅ مشکل نه دي.

تاسو دده د قابليت اندازه د دوي د کتابونو نه لگولے شئ چې د څلوېښتونه زيات کتابونه ئې ليکلي دي او هر کتاب ئې د حوالې په توگه وړاندې کيدے شي لکه د ځينو ځينو ئې هسې بوس نه دي باد کړي. د سياست په حواله او د ځينو تش په نوم د دانشورانو دمخونو نه ئې پردي پورته کړي دي او د هغوي د ژوند او ليک په حواله ئې هم ډير ښکلي معلوماتي ليکونه شامل کړيدي. په دې کتاب کښې ځنې ځنې کالمونه يا مضمونونه داسې دي چې د دې خو دسره ضرورت نه و خو د کتاب د حجم يا غټوالي لپاره ئې پکښې ځانے ورکړے دے.

د خان متعلق چې ئې کوم څه ليکلي دي هغه هم د ستائښ وړ دي چې د

بي تعليم ڄومره دے؟ ژوند ئې څه رنگه تير کړے دے؟ او دکوم خاندان
تعلق لري؟

زمونږ زياتره ليکوالان د خپل خان متعلق خبرې او معلومات پتوي او په
بل قام قبيله او غربت شرميرې، خو ولې برق صيب دا هر څه خپلو مينه
لو ته په ډاگه کړي دي او کتابي شکل کښې ئې محفوظ کړي دي. د کتاب
يمه برخه ئې هم تر ډيره ليکلې گورو چې هغې کښې به ئې څه څه او څوک
يک ياد کړي وي خو دوي ته پکار دي چې دا دويمه برخه په کوم قابل سړي
نوري او دپروف غلطۍ لکه د دې اولنۍ برخې په شان پکښې پرې نه ږدي.

.....***.....

تیت پرک او بدائع

طلبگار خوبیانہ

خبرې خو هر څوک کوي تقريرونه خو ډېر خلق کوي، نظم او نثر خو هر شاعر او اديب ليکي، خو د بعضو په وېنا کښې څه اثر، زړه راښکون او خوند نه وي اورېدونکې او لوستونکې ئې په اورېدو او لوستو پښېمانه شي خو ولې د بعضې خلقو په خبرو او ليک کښې دومره اثر، خوند او شگفتگي وي چې اورېدونکې او لوستونکې ئې دا خواهش لري چې دا سلسله دې هم داسې دراز وي. د دې وجه دا ده چې اول الذکر د ژبې په باريکيو، د صرف ونحو په قواعدو او د فصاحت او بلاغت په اصولو نه پوهېږي نو ځکه ئې په کلام کښې خوند، رنگ او مزه نه وي. د آخرالذکر په خبرو او په ليک کښې ځکه شگفتگي، دلچسپي او زورور اثر وي چې دا ښاغلي د ژبې په فن، د صرف ونحو په قواعدو او د فصاحت او بلاغت په اصولو مکمل قدرت لري.

په کلام کښې د ښائست او په معني کښې د زور پېدا کولو د پاره د معني، بيان او بديع د اصولو قواعدو او علم زده کول بې حده ضروري دي. گني نو بيا به "هندو سترې او خدائے ناراضه" په مصداق د بنده محنت لا حاصل وي. دلته زه د خپل ليک د عنوان د قېد له مخه په معني او بيان د بحث کولو نه ډډه کوم په بديع به د خپلې ناقصه پوهې مطابق لنډه شان بحث وکړم.

بدائع اسم جمع دے او بديع ئې واحد دے، د بدائع مترادف تورے صنائع عموماً دې سره يو ځائې وائيلې شي او مرکب عطفی صنائع و بدائع ترکیب جوړوي، صنائع د جمعي تورے دے او صنعت ئې واحد تورے دے.

د بدائع لغوي معني ده نوے او عجيب و غريب شے او صنائع معني نر او کاريگري. په اصطلاح کښې بديع هغه علم ته وائي په کوم علم : کلام ښائست او خوبی معلومولې شي او صنائع هغه علم دے د کوم يعه چې په کلام کښې ښائست او ښکلا پېدا کولې شي د صنائع او مثال د هغې مشاطې (ناينۍ) دے کومه چې د ناوې سر څنه کوي، ه او دنداسه ورته کوي، ښائسته او ښکلې لباس وراغوندي، غېر لي ډول او سنگار ورته کوي، هم دغه شان صنائع او بدائع د کلام و سينگار کوي په کلام کښې حسن او ښکلا پېدا کوي.

په لغت کښې نوي څيز ته وئيلې شي او په اصطلاح کښې هغه علم ته چې د کلام د ښائست او په نوي طرز د وېنا طريقې ورباندې مېړي¹⁴

دوه علم هې جس ے کلام فصیح و بلیغ کی لفظی اور معنوی خوبیاں معلوم ہو جائیں علم بدیع کے کلام میں خوبصورتی اور دل آویزی پیدا کی جاتی ہے کلام میں دلکشی اور رنگینی پیدا کرنے کے لریقوں کو صنائع (صنعت کی جمع) کہتے ہیں صنائع کے ساتھ بدائع (بدیع یعنی انوکھی نادر چیز) مابولا جاتا ہے¹⁵

ائع و بدائع دوه قسمونه دي يو ته صنائع لفظي او بل ته صنائع ي وائي زما په ذهن کښې چې صنائع و بدائع کوم مفهوم او معني ه د دې په اهمت ضرورت، وضاحت او حقيقت ما تر خپله وسه بحث اميد دے چې تاسو به اوس د دې په اهمت او ضرورت پوهه شوي

98. روح ادب ، سید تسنیم الحق کاک خېل، دویم چاپ کال 1987ء ناشر پښتو اکېډمي پېښور

271. فن شعر و شاعري اور روح بلاغت، پروفیسر حمید اللہ شاہ هاشمي، ناشر مکتبه دانیال لاهور

راځي چې اوس د ابراهيم رومان صېب په شعري مجموعه "تيت پرک" کښې د صنائع لفظي او معنوي مرقعې ولټوو.

تيت پرک د ابراهيم رومان صېب رومبۍ شعري مجموعه ده خو ولې ابراهيم رومان ډېر زوړ شاعر دے. د تخليق ټولې مرحلې ئې وار په وار سر کړي دي. د تخليقي فن په اصولو پوهه دے. با معني نظم او نثر ليکي. خو زه د تيت پرک په موضوعاتو، روزمره او محاوره، فصاحت او بلاغت او په علم بيان خبره نه کوم ځکه چې زما موضوع صرف لفظي او معنوي صنائع ده، او د صنائع معني هغه سر څنه، هغه زېورات، هغه سرخي پوډر او هغه لباس ده کوم چې د يوې ناوې حسن ته زړه رابښکون، رنگيني او ښکلا بخښي.

لکه څنگه چې ما مخکښې عرض کړے وه چې د بديع دوه قسمونه دي لفظي ښائست او معنوي ښائست.

(i) لفظي صنائع يا لفظي ښائست په شعري کلام کښې د موزون، ملائم، رنگين او متلازمو الفاظو انتخاب او حسن ترتيب ته وئيلے شي، يعني چې شاعر يا اديب خپل قاري ته د خپل پېغام د رسولو د پاره د داسې الفاظو انتخاب وکړي چې هغه رنگين وي او د ده د پېغام قاري په پوهېدلو کښې د کېمياگر کردار ادا کړي، دې ته لفظي ښائست وائي. د دې ډېر قسمونه دي.

يعني هغه صنعتونه چې د شعري د نثر صرف د الفاظو سره تعلق لري د الفاظو د جوړښت، د يو بل سره تعلق او د يو بل سره مناسبت په وجه په کلام کښې ډېر خوند پېدا کېدے شي داسې قسم ښائست پېدا کولو ته لفظي صنائع وئيلے شي.¹⁶

¹⁶ صفحه 118، روح ادب، سيد نسيم الحق کاکا خېل، دويم چاپ 1987ء.

صنعت ذوالقافيتېن: کله چې شاعر په يو غزل کښې د مطلعې نه تر
لمعې پورې دوه غبرگې قافييې استعمال کړي نو دې ته ذوالقافيتېن
پي رومان صېب دا صنعت په يو څو غزلو کښې استعمال کړې دے
مثال ئې دا دے۔

چې د زړه راته بند اوساته اشنا ور
لتومه به اوس چرته کې د چادر
هغه روڼ محفل کښې ناست د ثرياييم
چرته چرته چې سوزېږي د هما پر

ې غېر مردف غزل کښې ور، در او پر قافييې دي خو د دې قافييې نه
کښې د اشنا چا او د هما د قافيو راوړلو التزام شوے دے دې ته
ت ذوالقافيتېن وائي۔

پا صنعت څو نورې نمونې هم د دې کتاب نه وړاندې کوم۔
که شبنم گلزار کښې نغښتې کلی گل کړې
تا پسې مې نم د سترگو ککې گل کړې

د پښتون نسل کشي هغسې کېږي
لکه څنگه چې تس نس هستې مغل کړې

غزل په هم دغې صنعت کښې۔

زه اداگانو د نظريوړمه باد خور کړم
که نه خپله رويو یم د تضاد شور کړم

و القافيتېن مع الحاجب يا حاجب ردیف: دا هغه صنعت دے چې د
قافيو په مينځ کښې د اصل ردیف نه علاوه، يو بل ردیف پکار ولې
لکه يه دې شعرونو کښې۔

اے ددي دور هلكنه زه د هغه وخت سره یم
 پنئونخوا چي پنئونخوا وه د دربار او حصار مينخ کښي
 چي نسکور بوټي پراته دي او تالان تالان نعرې دي
 تفاوت دے پيدا شوه د گلزار او غمخوار مينخ کښي
 په دې غزل کښي "مينخ کښي" اصل ردیف دے دربار او حصار، گلزار او
 غمخوار دوه غبرگي قافيي دي خو د دواړو قافيو تر مينخ "او" بطور
 ردیف راغلي دے، دې ته ذوالقافيتېن مع الحاجب وائي.
 د دې صنعت د يو څو غزلو مطلعې ستاسو د وړاندې کوم، کوم چي په
 تيت پرک کښي دي.

دا وير ماتم چي کور په کور راخوړ دے
 زما عمل دے لور په لور راخوړ دے

جوړونکي د روان ژوند چي تقدير دے که تدبير دے
 چي غرور پرې اوبه کېږي دغه وير دے که بهير دے

عقله چي توان واخلم دوران واخلم
 که نه مکهان واخلم زمان واخلم

زما په زړه کښي تلوسي ستا د مودو پرته دي
 گرانه نيمگري څو وعدي ستا د راتلو پرته دي
 ۳- صنعت سجع: په شعر کښي هم قافيه او هم اواز لفظونو راوړولو ته
 صنعت سجع وائي:
 په لغت کښي د قمری موزون او هم آهنگ ښکلي اواز ته وييلی شي او په

مطلاح کښې دې ته وائي چې د بېټ يا فقر و کلمات به خپلو کښې هم ن هم قافيه يا په تعداد د حروفو کښې سره برابر وي او په دې وجه په نا کښې يو خاص اهنګ پېدا کوي¹⁷

دې ډېر قسمونه دي خو رومان صېب چې د کوم قسم استعمال کړې دې ته تشطير وائي چې په شعر کښې په يوه مصرع کښې د يوې جعې لفظونه او په بله مصرع کښې د بلې جعې لفظونه راوړلې شي، ال ئې دا لاندې شعر دے۔

ناز پـرور، معتبره، بحرور، درگـوهره
مينه ناکه، لمن پاکه، خوش پوشاکه، عاليشانه

دې شعر کښې په اوله مصرع کښې د يوې جعې او په دويمه مصرع کې د بلې جعې لفظونه راوړلې شوي دي۔

صنعت تجنيس:- په شعر کښې دوه يا د دوو نه زيات داسې الفاظ ډل چې په تلفظ، وزن او حرفونو کښې يو شان وي خو معناگانې ئې ا جدا وي، تجنيس وئيلې شي، د دې ډېر قسمونه دي۔

تجنيس زائد:- دا د تجنيس هغه قسم دے چې کله په شعر کښې دوه داسې لفظونه استعمال شي چې په حرکاتو او په حروفو کښې يو شان وي خو په يو لفظ کښې د بل لفظ په مقابل کې يو حرف زيات وي دا حرف د لفظ په شروع، مينځ او اخره هر ځای کې کېدے شي۔

ب دوايے لفظ آيں جن میں سے ایک میں دوسرے کی نسبت ایک حرف شروع یا اخرا درمیان
زائد ہو جیسے زور، زر، کوہ، فکوہ، بات اور نبات¹⁸

يت پرک نه مثال دا دے۔

مفحه 118، روح ادب، سيد تسنيم الحق کاکا خېل، چاپ دويم خل

صفحه 290، فن، شعرو شاعري اور روح بلاغت، پروفېسر حميد الله شاه هاشمي

تېرومه ژوندون هسې د اقرار او انکار مينځ کښې
 مينې سوې لوغړن کړم بس د دار او ديدار مينځ کښې
 په دې شعر کښې دار او ديدار دوه لفظونه دي د دار په مقابلې کښې په
 ديدار کښې په شروع کښې دوه حرفونه زيات دي.
 (ب) صنعت تنجيس تام :- په دې صنعت کښې دوه داسې لفظونه
 راوړلې شي چې په تعداد د حرفونو، په ترتيب د حرفونو او په حرکاتو
 او سکاناتو سره مماثلت لري او معنوي لحاظ سره متفق نه دي¹⁹
 که شبنم گلزار کښې نغښتې کلی گل کړې
 تا پسې مې نم د سترگو ککې گل کړې
 تورې زلفې په سپين مخ جانان خورې کړې
 لکه شمعي د محفل چې سيلی گل کړې
 لکه په دې مطلع او شعر کښې يو گل د گلاب يا بل قسمه بوټي گل په
 معني دے، بل گل د سترگې گل کېدل دي او دريم د شمعي گل کېدل دي
 داسې دا يو گل په دريو معنو راغلی دے چې دې ته صنعت تنجيس تام
 وائي.
 ۵- صنعت تلميح :- چې کله په شعر کښې تاريخي او مشهورې واقعي ته
 اشاره وشي نو دې ته صنعت تلميح وائي لکه رومان صېب چې کړې ده-
 منصور ترې په دار خلاص نه شو مجنون په سنگباری
 دربان مې د يار در کښې به کوتک وهي او ځي
 يا

¹⁹ صفحه 132، بحر الادب، شېر شاه ترخوي، چاپ کال 2005ء.

بيا چې د حق چغه حُسن □ وويسته
 خُکبه کربلا نوې قصې کوي
 په اول شعر کښې د حُسن ابن منصور حلاج په دار کېدو او د مجنون د
 سنگبارۍ واقعي ته اشاره شوې ده او په دويم شعر کښې د کربلا واقعي
 ته اشاره شوې ده.
 دغه شان د صنعت تلميح نور اشعار او نورې نمونې د تيت پرک نه
 ستاسو د وړاندې ږدم.

کله پوهه چې بالغه شي سينگار شي
 په ځان نوم د لقمان کېږي يا بهلول شي

د پښتون نسل کشي هغې کېږي
 لکه څنگه چې تس نس هستۍ مغل کېږي

زه د گندهارا د تهذيب امين يم
 نه د شب خون نه د ناتار په هيله
 حالت سکر کښې په خُله انا الحق
 د الپونۍ وه څوک د دارپه هيله

چې په کښې برهښي د ملوک بدرۍ د مينې داستان
 راغلم راتېر شوم نن په هغه مقامونو باندې

وخت علامات راته رابښايي د مهدي د ظهور
 غږه که ما د دې لښکر کېږي اخر زړه دے کنه

چې خلوص د سره نه وي او جانان مې د هر چا وي
ده توبه په نصوحا مې چرته لرې ټټوب غواړم

غلام بڼه يمه رومانه خو د زېد رنگ کښې چې رنگ شم
په مرسته کښې د غېرو څو که لوتی وي ورک دې شان شي

لگود زېزمو کښې ښکلا زیاتوي
دا د دندار کړه نۍ کجل مسلسل

چې دې مینه په نصیب شوه ژوند کښې خوند راغی رومانه
اوس نعره د انالحو کړه منصور وگوره چې میر دے

زمونږه دور فاروقي خو نه دے
د ټوک ډوډۍ غم به نهر سره وي

درخو اوس هم سنگار ناسته . شیرینی د طمعی ژوند کړي
که آدم او مومن نه شو. مینه لاره بې نوا شوه

تر پرونه د دنیا غم وه خپله
نن هغې سرور²⁰ ته گوره ارواښاد دے

د ابدالي او د شېر شاه نه ناخبره گرانه
تاریخ کښې وگوره قيصی ستا د پښتو پرتې دي

²⁰ ارواښاد سرور لالا دهرینه شاعر او د ادبي ملگري ارباب لنډۍ پېښور فعال غړی وه

دلته قاضي²¹ هم انصاف ونه موندۀ
مونږ خو خپلواکه روڼ سبا ته کتل

عشقۀ! جنون بسې ژوندون په منډه
چا کرلې هېرې د درخو خبرې

بيا چې د حق چغه حسين وويستۀ
ځکه کربلا نوې قيصې کوي

مجنون ترقي وکړه حال ئې وگوره بدل شۀ
محل شۀ بنائسته د بيابان په بدله کښې
پوهه په چر چقو چې به بام د ارسطو شوه
کړله سکندر گټه د زيان په بدله کښې

يادا لاندې شعر

زما هېڅ روزنه نشته ارسطو راله پکار دے
کم په څۀ له سکندر يم خو افسوس چې غمخوار نشته

۶- صنعت تربيچ:- کله چې په شعر کښې د مختلف رنگونو ذکر وشي نو
دې ته صنعت تدبيچ وائي د تيت پرک نه ئې مثال دا دے.

د شين اسمان وريځې څنگه تورې تورې شولې
چا راته وې چې اوس لوگي له پورې غره نه ځي
په دې شعر کښې د شين او تور رنگ ذکر شوے دے.

²¹ جيف جسټس افتخار چودهرې ته اشاره

۷- صنعت براعة الطلب:- په شعر کښې يو څيز په داسې انداز غوښتل چې په ظاهره د چا نه څه غوښتل نه ښکاري خو په حقيقت کښې د څه څيز غوښتنه پکښې شوې وي.

دا د جانان په ما پېرزو وگوره
پروت په رخسار ئې دے اوربل مسلسل

د جانان په رخسار مسلسل اوربل خو پروت دے چې د نقاب په شان د جانان مخ د شاعر نه همېشه پټ ساتي- شاعر د طنز په انداز کښې وائي چې د جانان په ما دا پېرزو وگورئ چې د اوربل په ذريعه زما نه خپل مخ پټ ساتي- د شاعر غوښتنه دا ده چې د رخسار نه اوربل لرې کړه چې زما مټين زړه ډيدن وکړي- په ظاهره په دې شعر کښې غوښتنه نه ده شوې خو د شاعر مدعا دا ده چې اوربل د مخ نه لرې کړه.

۸- صنعت قلب مستوي:- په کلام کښې داسې لفظونه راوړل چې د دواړه طرفه يو رنگ لوستلې شي لکه نادان، تبت وغېره.

چې د ديد په قدر پوه شي د حجاب وجود بې کار شي
پېرزوگانې شي بېدارې د عشق څه ښکلې تعبير دے

همدمه مه پښته زما زړه چودون
مړه پرېرېده دا د ازل قصه ده

په اول شعر کښې ديد چې سيده او اپوته دواړه رنگ يو شان لوستې شي او په دويم شعر کښې همدمه چې د دواړه اړخه يو شان لوستې شي-
۹- صنعت اشتقاق:- په کلام کښې دوه داسې لفظونه پکارول چې د يو مصدر نه مشتق وي داسې صنعت ته اشتقاق وائي.

حېرانتيا مينې ته مې شوه حېرانه
منزله! لر شه چې وجدان وژاړم

په دې شعر کښې خبرانتيا او خبرانه د خبرانېدل مصدر نه مشتق دي د
دواړو لفظونو ماده يوه ده.

۱۰- صنعت معما:- په شعر د څه مقصد او مدعا طرف ته په دقيق رمز
سره اشاره کولو ته معما وئيلې شي په اول نظر پرې بنده نه رسي خو په
ډېر غور او فکر ترې نه د مقصد او مدعا طرف ته انتقال کېږي.
ښائسته پېرزو ده د فطرت عجيبه
گوره چې پټ تورو خالونو کښې ئې

په اول نظر د دې شعر نه مطلب راويستل گران کار دے خو چې په دقيق
نظر ورته وکتلې شي نو شاعر وائي چې اے ربه دا د فطرت څه عجيبه او
ښکلې پېرزو ده چې فطرت رانه ته په خپلو پردو کښې پټ کړې ئې.
۱۱- صنعت مسمط: په غزل يا قصيده کښې د قافيې نه علاوه درې درې
يا زياتې سجع يعني هموزن ټکي راوستل²² د تيت پرک نه د دې صنعت
حواله څه په دې ډول ده.

بېمثاله، باجماله، لازواله، باکماله
سخن فهمه، معصوم جسمه، همه قسمه، دُرمرجانه
زړه بېتابه، رُخ مهتابه، زلف شتابه، پر شبابه
هيله سازه، دلنوازه، سوزو سازه، تل خندانه

داسې نور صنائع لفظي به هم په تيت پرک کښې وي خو انسان په خپل
وس پر دے.

(ii) صنائع معنوي يا معنوي ښائست:- په کلام کښې داسې لفظونه
استعمالول چې په معني کښې حسن، ښکلا، اثر او وضاحت پېدا کوي
دې ته معنوي ښائست وائي د صنائع معنوي هم ډېر قسمونه دي خو چې

²² صفحه 38، مثالونه مثالونه، شيخ نور علي نور، چاپ کال 2013

مونږ ته کوم قسمونه په تیت پرک کښې په لاس راغلي دي نو دلته به صرف په هغه قسمونو بحث کوو.

۱- صنعت طباق یا تضاد:- په شعر کښې متضادو معنو د لفظونو استعمالولو ته صنعت طباق یا تضاد وائي يعني دوه داسې لفظونه پکارول چې معناگانې ئې د یو بل مخالفې وي رومان صېب دا صنعت داسې استعمال کړې دے.

تیارو د جهل له رڼا حبیبه

کره منوره دې دنیا حبیبه

یا لکه دا شعر

د شپې رهزن وپرېږي له رڼا نه په تیاره کښې

تکړې په مثال د ښاپېرک وهي او ځي

په دې دواړو شعرونو کښې رڼا او تیاره دوه متضاد او د مخالفو

معنو الفاظ استعمال شوي دي.

۲- صنعت مراعاة النظر:- په شعر کښې د یو قبیل او متلازم الفاظو

استعمال ته صنعت مراعاة وائي دا الفاظ به د یوې موضوع سره مناسبت

لري لکه وریځ، باران، څاڅکي، تندرو غېره د رومان صېب په شعر کښې

مثال داسې دے.

د ژوند نوکې مې څښې لکه آس ستا په جمال کړې

هجران لکه کوچوان مې په چابک وهي او ځي

یا لکه دا شعر:

د تورو شپو او د تیارو سفیران

د روڼ سحر رهبر ته مخه نیسي

ه اول شعر ڪنبي آس، ڪوچوان او چابڪ د يو قبيل لفظونه دي او په
ويم شعر ڪنبي د تورو شيو، تيارو او د روڻ سحر الفاظ د يو بل سره
تلازم دي.

- صنعت مبالغه:- يو خيز په ښه والي يا بد والي ڪنبي داسي حد ته
سول چې عقلاً يا واقعاً ڪېدل ممڪن نه وي داسي صنعت ته صنعت
بالغه وائي د دې درې قسمونه دي تبليغ، اغراق او غلو.

اته د رومان صېب په شاعري ڪنبي صنعت مبالغه ڪنبي اغراق صنعت
، لاس راغلو اغراق، يو خيز دومره وچټول يا دومره رانښکته ڪول چې
نلي طور خو امكان لري ولي واقعاً ممڪن نه وي²³

ماڅه وئيلي دي ڪه هسي دې ٻانه مړاوي دي
نن دې جانانه! چې شغلي د مخ له نمره نه ځي
نلا خو د مخ نورانيت ممڪن د ځو واقعاً د مخ نه شغلي نه ځي
صنعت حسنِ تحليل:- شاعر ڪله ڪله په شعر ڪنبي د خوند و اثر پېدا
لو د لپاره يو صنعت ته داسي وجه پېدا ڪري چې په حقيقت ڪنبي ئي
ه وجه او سبب نه وي لکه په دې شعرونو ڪنبي چې رومان صېب ئي د
فت د پاره وجه ښودلې ده خو حقيقت ڪنبي ئي دا وجه نه ده.

گلزار ڪنبي د هر گل خوشبو چې گل ڪنبي شوه راټوله
خوږي زلفي هغه جوړوي په لار باندې تېرېږي

چې ڪيمور په خپله غېږه ڪنبي ځائ نه ڪړو
داسي وگنه پښتون تالا ترغه شه

صفحه 105، زرکاني، مشتاق مجروح يوسفزې، چاپ کال 1995ء تاج پرنٽنگ پريس پېښور

په اول شعر کښې په گلزار کښې د خوشبو نشتوالي د پاره دا سبب ښودل چې محبوبه خورې زلفې په لاره تېرېږي د محبوب د زلفو د خوشبو نې نه د گلونو خوشبو نې شرمنده کېدل او په گلونو کښې واپس راټولېدل ممکن نه ده. دا سبب ښودل د حقيقت نه لرې دے او په دويم شعر کښې کېمور غر پښتون ته په خپله غېږه کښې ځائ ته ورکول د پښتون د تباھۍ سبب هم د حقيقت نه لرې خبره ده په اول شعر کښې صنعت مبالغه هم شته.

۵- صنعت تنسيق الصفات:- په شعر کښې د څيز د يو نه زيات صفتونو بيانولو ته صنعت تنسيق الصفات وائي لکه د رومان صېب په دې شعر کښې:

زه په تا پسې کړېږم لږ مې وپوښته جانانه
لب شرينه، ماه جينه، گل ورينه، گل ريحانه

په دې شعر کښې د محبوب گڼ صفتونه بيان شوي دي لب شرينه، ماه جينه، گل ورينه او گل ريحانه ورته وئيلې شوي دي.

۶- صنعت جمع:- په شعر کښې چې د کار کېدلو د پاره ډېر عوامل بيان شي نو دې ته صنعت جمع وئيلې شي لکه په دې شعر کښې:

يو يار يو ئې يادونه بل ئې غم بل ئې هجران
د زړه د کور کنډر مې مشترک وهي او ځي

د زړه د کور کنډر د وهلو د پاره، يار، د يار يادونه، د يار غم او د يار هجران عوامل ښودلې شوي دي. گڼ څيزونه د يو حکم لاندې راغلي دي.

۷- حسن مطلع:- د غزل يا نظم ډومبې شعر په داسې منزغه، رنگينو او زړه راښکونکيو الفاظو کښې وئيل چې اورېدونکې د ټول غزل يا نظم په اورېدو مجبوره کړي. داسې مطلعې ته حسن مطلع وائي چې دا هم يو صنعت دے.

منڇ پٽ ساتي له مانه تربوزک وهي او ځي
 دا څوک دے چي زما د زړه نه چک وهي او ځي
 صنعت ارسال المثل:- په خاص طريقه په شعر کښي يو متل ذکر کولو
 صنعت ارسال المثل وائي د تيت پرک نه ئي مثال دا دے-
 رقيب په ناز او ادا څه پوهېږي
 د زرو قدر د زرگر سره وي
 رو قدر په زرگر وي- يا " د زرو قدر د زرگر سره وي " متل په خاص
 قه ذکر شوه دے-
 صنعت ارسال المثل يو څو نورې نمونې ستا د وړاندې کوم چي په
 پ دا صنعت موجود دے

يار په لستوني کښي مار پټ ساتلے
 زما اخلاص سره کړي چل مسلسل

رومانه! هغه چي ئي نرځ نه مني
 ته څه درنه سپکه تلنه کوي
 دا شعر

چي د سپکو سره دروند کښيني سپکېږي
 د درنو سره چي سپک کښيني درانه شي

صنعت هجو مليح:- په شعر کښي د چا بدي د ښه والي په انداز کښي
 لو ته هجو مليح وائي شاعر اکثر داسي د طنز د پاره کوي لکه بزدل
 ته شېر وئيل- د تيت پرک نه ئي مثال دا دے-

د کاهي سخت لرونکي زړه په يتيم لاس را کاري
 خالي د وېرې نه کوڅي ستا د وړو پر تي دي

اکادمي ادبيات پاکستان

دلته د کاني نه سخت زړه لرونکي باندې طنز شوې دے يعني دا دومره ظالم دے چې د ده له وېرې نه ماشومان په کوڅو کښې لوبې نه شي کولې کوڅې شاړې پرتې دي نو دا څنگه کېدے شي چې دے دې د يتيم په سر لاس راکارې.

۱۰- صنعت لف و نشر:- په شعر کښې په اوله مصرع کښې د يو څو څيزونو ذکر کولو نه پس په دويمه مصرع کښې د پاسنو څيزونو سره تعلق او نسبت لرونکي څيزونو بيانولو ته صنعت لف و نشر وائي د دې دزې قسمونه دي لف و نشر مرتب، لف و نشر معکوس او لف و نشر غېر مرتب.

مونږ ته د رومان صېب په شاعرۍ کښې لف و نشر معکوس په نظر راغلو. لف و نشر معکوس هغه صنعت دے چې په اوله مصرع کښې د څو څيزونو ذکر وشي او په دويمه مصرع کښې د تعلق لرونکيو څيزونو ذکر اپوټه وشي مثال کښې ئې د رومان صېب دا شعر وگورئ.

سهل ممتنع ايها مپسي مې بائبله
مشکل ځکه زه لیده شم که اسان يم

د سهل ممتنع سره نسبت لرونکې تورے اسان او د ايها مپسي سره نسبت لرونکې تورے مشکل يعني دوه رويه (قريب او بعيد دواړه مطلبونه) دے. خو اوله مصرع کښې اول سهل ممتنع او بيا ايها مپسي ذکر شوي دي او په دويمه مصرع کښې ورسره متعلق الفاظ مشکل او اسان اپوټه ذکر شوي دي يا لکه په دې شعر کښې.

زندگي ده بندگی تـنه پامته داره
چې څوک څومره دے بندي دومره آزاد دے

په اوله مصرع کښې اول زندگي او بيا بندگي ذکر شوي دي او په دويمه

سرع کښې ورسره نسبت لرونکي الفاظ بندي چې د بندگۍ سره او ازاد
 په د زندگۍ سره تعلق لري په اپوټه سلیقه بیان شوي دي
 رومان صېب په شعري مجموعه "تیت پرک" کښې نور صنعتونه هم
 تعامل شوي دي خو د طوالت له وېرې ما په مذکوره صنعتونو اکتفا
 په ځکه چې بیا مقالې بل صورت اختیارولو، زه د "چون له خرواره په
 سداق په دې اکتفا کوم ځکه چې هر شعر د صنائع بدائع په تله تلل وېر
 ان کار دے او د ټولو صنعتونو پېدا کول خو سم په سپوږمۍ قدم
 بنودل دي او نه خو چا ټول صنعتونه په یو کتاب کښې ذکر کړي دي.

.....***.....

”پټ پټونې“ يو تاثر

عباس خليل

د دنيا د رفتار سره سره افسانوي ادب يعني فکشن هم د مختلفو حالاتو د تقاضو مطابق په خپل رفتار کښې بدلون راوستی دے. د ټولونو وړاندې په فکشن کښې داستان و- بيا ورپسې ناول، ناولټ او دغه شان بيا ورپسې افسانه او په افسانه کښې هم مختلف انواع لکه مختصره افسانه (چې په انگرېزي ادب کښې ورته (short story) وائي يا وره مختصره افسانه short story. په دغه ټولو اصنافو کښې بنيادي څيز قيصه گڼلې کېږي، قيصه پوره کول او د قيصې لوازمات پوره کول په افسانه کښې اسان وو ځکه چې د افسانې کينوس د مختصرې يا ورې مختصرې افسانې په نسبت وسيع وو. خو ولې په وره مختصره افسانه کښې قيصه او د قيصې لوازمات پوره کول د ليکوال د پاره گرانه شوه. خو بيا هم داسې ليکوالان شته چې دغه challenges هم پوره کوي. په دې challenging دور کښې ادب هم challenging اصناف پېدا کړل لکه وره مختصره افسانه.

خپلې موضوع طرف ته راځم چې هغه د اياز الله ترکزي صېب افسانې ده. لکه څه رنگه چې ما بره ذکر او کړو نو په دغه چېلېنجنېنگ ليکوالانو کښې يو نوم د ترکزي صېب هم دے. ځکه چې د دوي افسانې هم مختصرې او ورې مختصرې افسانې دي. نو په دې کښې بيا د کمال خبره دا ده چې دغه افسانې په لوازماتو هم پوره دي. د موصوف د افسانو ځلنده خوبۍ ځانگړې قيصې او نوي موضوعات دي. لکه محترم نورالامين يوسفزی صيب د موصوف د افسانو په اړه ليکي چې:

”د اياز ټولې افسانې په اسلوبياتي توگه روايتي او بيانيه دي... په مجموعي حيث ټې د افسانې په وجود موټی کلک وي خو کله کله ترې

گادی کچی ته هم شي زما په خیال قیصه که د افسانې د شا هډوکی دے نو
مضبوطه کردار نگاري پکښې فعالیت او ژوند راتوکوي او د ایاز په افسانو
کښې به شاید چې د پلاټ ډېر کلک والی نه وي خو د هغه کردار نگاري د
هغه د ټولنې د جوختې مشاهدې واضح ثبوت دے۔ په هره افسانه کښې یوه
خوږه قیصه هم لري"

د موصوف د افسانو په اهو خصوصیاتو کښې یو خاصیت د کلي، چم
گاوند خانګړې عکاسي ده. موصوف د کلي د رواجونو، رسمونو،
معاشرت و ثقافت او نور داسې کلي سره تړلې شوي څیزونو عکاسي په
داسې خانګړې انداز کښې کړې ده چې هر پښتون ورته ګوته په غاښ پاتې
شي. او بیا په بعضې افسانو کښې د دغه کینوس په شا د کلي یو بد شکله
او بې رونقه څهره هم خپلو لوستونکو ته وړښائي چې مقصد ئې صرف او
صرف اصلاح وي. پټ پټونې، اثر، دلال او خبرماره افسانې ئې د دغه
خاصیت اعلیٰ نمونې دي.

د موصوف افسانې د حقیقت نگاري په کالو هم مزیښې دي. حقیقت نگاري
څه ته وايي وړاندې خو په دې لږ غور پکار دے. د حقیقت نگاري په اړه د
اردو ژبې نوموړې لیکوال ډاکټر سلیم اختر لیکي چې:

"حقیقت نگاري کو داستان کے ظلمات اور روایت کی پر تحیل فضا کے برعکس سمجھا جاسکتا ہے۔
حقیقت نگار زندگی کی تصویر کشی میں نہ تو ضرورت سے زیادہ شوخ رنگ استعمال کرتا ہے اور نہ اسے
غیر حقیقی بنانے کی سعی کرتا ہے۔ اس لیے وہ موضوعات اور مسائل زیست جنہیں رومانی مصنفین
نے درخور اعتناء گردانا یا جن کی داستانوں میں کھپت نہ ہو سکتی تھی ان کے بارے میں سوچنا اور لکھنا
آسان ہی نہیں بلکہ ایک لحاظ سے تو ضروری بھی ہو گیا کہ حقیقت نگاری ان کے بغیر ہو ہی نہ سکتی
تھی۔ یہی نہیں بلکہ محبت، نفرت اور جنس سے بھی سنہری لبادے اتار کر قدیم اور مقبول انداز
کے برعکس "رومانی ہالہ" کے بغیر ہی ان کی تصویر کشی کی گئی"۔ (افسانہ حقیقت سے علامت تک)

د موصوف په افسانو کښې هم حقيقت نگاري د دغه ذکر شوې ليکنې په معيار پوره ښکاريږي او په دې خاصيت کښې هم تر ډېره جده پوره کامياب ښکاري اثر. خبرماره وغېره افسانې ئې د دغه خاصيت اعلم نمونې دي.

دوي په خپلو افسانو کښې بعضې نفسياتي اړخونه هم چېرلې دي موصوف د انساني نفسياتو په مطالعه باندې هم خبرداره دے. ځکه ئې کردارونه د انساني نفسياتو موافق غږولي او لوبولي دي. له دغې خاصيت په وجه د دوي د افسانو کردارونه چاک وچوبند او ژوندي گڼلې شي.

د موصوف د افسانو بل ځلنده خاصيت ساده، پسته او عام فهمه ژبه لهجه ده. که د يو ليکوال ليک هر څومره په تکنیکي توگه پوره وي خو ولې که ژبه او لهجه ئې د لوستونکو د ماحول او د هغوي موافق نه وي نو د دغه ليک نه لوستونکي هغه رنگ خوند او مزه نه شي اغستې او نه د ليکوال زړه مقصد او مدعا حاصلولې شي.

موصوف په خپل افسانوي باغ کښې د تجسس يوه مېوه داره ونه هم کرلم ده چې په وخت د ضرورت خپلو لوستونکو له ترې نه دغه مېوه ږکوي. اڅ افسانه ئې د دغه خاصيت يوه اعلى نمونه ده.

الغرض چې د اياز الله ترکزي صېب افسانې د افسانې د لوازماتو په اړ ډېرې ښائسته او ښکلې افسانې دي او بالکل د لوستونکو د تندي ماتولو جوگه دي.

په کال ۲۰۲۰ کښې وفات شوي شاعران

فېروز خان صادق

په کال ۲۰۲۰ کښې که يو طرف ته پښتو ادب ته يو شمېر فايدې اورسيدې گڼ شمېر کتابونه چاپ شو ادبي ټولنې جوړې شوې او دغسې ادبي هلې ځلې جاري پاتې شوې نو بل طرف ته ئې يو شمېر نقصانونه هم وکړل او هغه د هغو ليکوالانو په صورت کښې چا چې تل د پښتو علم او دب شمع روښانه ساتلې وه چې د دغو ټولو شاعرانو ادبياتو د ژوند او فن يوه لنډه جائزه مو ستاسو د دلچسپۍ په خاطر راغونډه کړې ده او ستاسو حضور ته ئې په ډېره مينه او احترام وړاندې کوو.

عادل قريشي: د پښتو دا زلمی شاعر د مردان معيارو کلي اوسېدونکی و. په کال ۱۹۷۹ء کښې د محترم غني الرحمان کره زېږېدلې و. خپل نوم ئې سېف الرحمان و. په ادبي دنيا کښې ئې د عادل قريشي په نوم شهرت لرلو. د مردان په ادبي محفلونو کښې به په باقاعدگۍ سره شريکېدو. په کال ۱۹۹۶ء کښې د "سکني ماښام" په نوم کتاب چاپ شوه و. نوره شاعري هم ورسره وه غوښتل ئې چې هغه هم چاپ کړي خو د زړه دورې له کبله په ۲۳ جنوري ۲۰۲۰ وفات شوه.

يار حسين ساحل افریدي: د پښتو ژبې دا مشر شاعر يار حسين ساحل افریدي په ۱۹۴۸ء کښې د خېبر ضلعې په نيکي خېل قبيلې کښې د شاه حسن افریدي مرحوم کره پېدا شوه و. تر اتم ټولگي ئې زدکړې وکړې او بيا ورته د خواری مزدورۍ ذمه واري ور په غاړه شوه. شاعري ئې د سکول د وخت نه شروع کړې وه د ساحل چېې او څار ئې چاپ شوې شعري مجموعې دي. د کلام نومونه ئې دا ده:

اکادمي ادبيات پاکستان

درد د هجر مې په تن د غرونه غرونه
 غم د يار مې په بدن د غرونه غرونه
 زه د هغې پښتنې خاورې پښتون يم
 چې بناسست ئې د چمن د غرونه غرونه
 زه ساحل په اوريدو کښې ذخه خپل يم
 خړ خېر زما وطن د غرونه غرونه

د پښتو دا مشر شاعر په 26 جنوري 2020 وفات شؤ. په گور ئې نور شؤ.
واجد الله بلبل: د پښتو دا نامتو شاعر واجد الله بلبل په 1955ء کښې د
 ارواښاد معاذ الله خان په کور کښې د چارسدې په رزپو کلي کښې پېدا
 شوؤ وؤ د بلبل "فرياد" په نوم نوم ئې شعري مجموعه چاپ شوې ده. د
 کلام نمونه ئې دا ده.

اشنا شروع کړې په وصلت کښې د هجر، خبرې
 لکه کوي څوک په بهار کښې د خزان خبرې
 ښکاري جوړ شېخ هم دا خپل زړه چرته کښې وبائېللو
 چې پرې خوږې لگي د مينې د جانان خبرې
 نن راته مخکښې مخکښې کېږي پخواني وختونه
 هغه د يار په خوږه ژبه د درمان خبرې
 په جدائی هېڅ خفه نه يم دا راځي مينه کښې
 خفه په دې يم چې شوې جوړې د جهان خبرې
 لاړو بلبل د يار په تورو سترگو قتل شولو
 اوس به ملگري يادوي په ډېر ارمان خبرې

واجد الله خان بلبل په 22 فروري 2020 وفات شؤ.
عصمت الله سپرلي خېل: د پښتو دا ستر شاعر عصمت الله سپرلي خېل په

19۰، کښې د صالح خان په کور کښې د لکي مروت په سرائي نورنگ کښې بدلې وې. د شاعري څو کتابونه ئې چاپ شوي دي. چې پکښې "گيله، ۷۰ مې درباندي، د سپرلي خېل" په نوم شامل دي. د کلام نمونه ئې داسې

لاچې مښن نه وې په تا او لاهجران نه وې
لاچې شيرينه ياره دومره په ما گران نه وې
د پاک الله به څه کم شوي وو په دې خبره
چې محبت کښې وې مزي مزي ارمان نه وې
ما سپرلي خېل به تل د سترگو اوښکې نه راتللي
که مې په برخه چرې ستا غوندي جانان نه وې

۷۰ شاعر په 3 مارچ 2020 وفات شؤ.

دب محسود: د پښتو شاعر او مشهور صحافي ارواښاد سېلاب سود چې خپل نوم ئې رفعت الله خان وې. په 15 نومبر 1947، کښې د بي وزيرستان په تحصيل لدها کوټ لنگر خېل کلي کښې د جلندر خان نور کښې زېږېدلې وې. د اعلي زدکړو سره ئې د ادب او صحافت په ان کښې قدم کېښود. پره، خيگر، گلونه، خلا او لونگين" ئې چاپ ي شعري کتابونه دي، د کلام نمونه ئې داده.

ويني تلې زما د ځلې نه تا د سپينې ځلې خدا کړه
ته خوشحاله ما په حال وې ما پخپل حال وير ژړا کړه
ما خوراز د مينې واخست بيا مې پټ کړو پخپل زړه کښې
ولې سترگې مې تم نه شوې پرې خبره ئې دنيا کړه
پښتونخوا کښې جونې ژاري آئينو ته په کتو شوې
چې سېلاب محسود څرگنده په شعرونو ستا ښکلا کړه
ب. محسود په 19 مارچ 2020 وفات شؤ.

اکادمي ادبيات پاکستان

شېر افضل خان بريكوتي: د پښتو او اردو نوميالي محقق او مؤرخ ارواښاد شېر افضل خان بريكوتي په 26 اپريل 1926 کښې د ارواښاد مهابت خان صېب کره د سوات په بريكوت کښې زېږېدلې وه. په کال 1956 کښې ئې د ودودينه هائي سکول سوات څخه لسم جماعت پاس کړو او په 1956 کښې کراچي ته لاړو هلته ئې د اردو کالج نه دولسم پاس کړو په هم دې ورځو کښې ئې د مجلس پښتون رياست سوات د مشر سکتور په توگه وظيفه تر لاسه کړه. خو هر کله ئې چې د والي سوات سره اختلافات پېدا شو نو بيا به ئې د والي خلاف په مروز او نوانه وقت اخبارونو کښې ليکل کول په 1958 کښې انگلستان ته لاړو او د عمر پاتې برخه ئې هم هلته تېره کړه خو د پښتو او اردو لائدينې کتابونه ئې وليکل او چاپ ئې کړل ددېبه د خوشحال، د خوشحال خان خټک په کلام يو نظر، سخن طراز عبدالحميد مومند، زمزمه، رحمان بابا د خپل کلام په رڼا کښې، عندليب سوات، حافظ الپوري، د پښتو شعر او ادب تاريخ چې د پېښور پوهنتون په ماستر کورس کښې هم شامل دے او د اباسين ارتس کونسل ايوارډ ئې هم اخستې. اردو تصانيف "مولانا اخون دروېزه، تعارف سوات، بايزيد انصاري، پيربابا، اقبال ميرزا همسفر، تاريخ روزگار، حکيم همدرد، تنها سفر" د پښتو او اردو دا لومړي څېړنکار او تاريخ دان شېر افضل خان بريكوتي په 31 مارچ 2020 د نهې په ورځ وفات شوه او بيا د خپل کلي په قبرستان کښې خاورو ته وسپارلې شوه.

شاکر الله شاکر: د پښتو ژبې مشهور شاعر شاکر الله شاکر په لسم نومبر 1941 کښې د پېښور سره نژدې په ريگي کلي کښې د خداي بڅښلي عزيز الله خان کره پېدا شوه وه تر دولسم ټولگي پورې ئې تعليم کړې وه. او بيا هائيکورټ کښې ملازم شوه چې وروستو بيا د ملازمت د مودې پوره کولو نه پس پښني شوه شاعري ئې د سکول د وخت نه شروع کړې وه او د

پلې علاقې د شاعرانو سره به ئې ناسته پاسته کوله چې هم دغې محبت په گلام کښې پختگي پيدا کړې وه شاعري ئې د خپل چاپېرچل نگاسې په ډېره مؤثره پېرايه کښې کوي په ادبي غونډو کښې به ئې هم په افادگۍ سره برخه اخسته هم دگه وچه ده چې پخپله سيمه کښې ئې ډېر شهرت موندلې وه او په ادب پالو خلقو کښې ډير مقبول او مشهور وه. د بهر ژبې دا خادم او مښن شاعر په نهم اپرېل 2020 د زيارت په ورځ وفات شوه او هم په دگه ورځ د خپل کلي په قبرستان کښې خاورو ته وسپارلې شوه.

احمد حسن حسرت: د پښتو دا مشهور شاعر او د مرکزي پښتو ادبي جرگه نوبنار صدر احمد حسن حسرت په لسم نومبر 1947، کښې د غلام سرور صېب کره په نوبنار کښې پيدا شوه. شعرو شاعري ئې د روڼکوالي نه شروع کړې وه. دوه شعري مجموعې ئې د "سور کنډول او گوډري" په نوم چاپ شوې دي. د شاعرۍ نمونه ئې د يو نظم په سورت کښې داسې ده.

د قلعه په دروازه کښې، يو تور سچې ترلې ناست وه
يو سره ورسره ناست وه، ورکول به ئې خوراگونه
ورته ډک وو خانگونه، او دې دواړو خوړل څيزونه
چې ئې نه لرل غاښونه، هم ئې لوڅې پخې نوکې
چې ئې نه لرل غوږونه، لکۍ لاندې ورمندلې
دا تور سچې ترلې ناست وه، يو سره ورسره ناست وه
د قلعه په دروازه کښې

د پښتو دا نوميالې شاعر په 14 مې 2020 د درې اويو کلونو په عمر کښې وفات شوه.

الياس تلوال: د پښتو ژبې دا مخلص شاعر الياس الدين تلوال په کال

1948ء کښې دد پښتو نوميالي شاعر محمد دين مقيد مرحوم په کور تل ضلع هنگو کښې پېدا شوئ و. شاعري ورته د پلار په برکت په ورثه کښې رسېدلې وه. د پښتو ادبي چمن تل د هلو خلو مسؤل و. يو شمېر کتابونه ئې چاپ دي لکه "خيرلے زړه"، د مينې تل، د تل وږمې او وطن نغمې، اخر خواني ده کنه، راشه که ئې گوري چې ئې حق ټوله وېنا ده محمد دے، مينه اخر مينه ده، والی، پېروزيښې، ديوان الياس تلووال" د تل اواز" او د مرگ نه پس ئې "د عشق قصه څه عجيبه قيصه ده" د کلام نمونه ئې دا ده:

ما څوکی د انتظار بدلنه نه کړه
دا صحرا مې په گلزار بدلنه نه کړه
ورته ما هم د وفا مېدان پرې نښود
د جفا توره که يار بدلنه نه کړه
مېکدې نه نېغ دا ستا کوڅې ته راغلم
بې خودۍ کښې مې هم لار بدلنه نه کړه
اميد شته چې به زما په چمن راشي
اراده که بيا بهار بدلنه نه کړه
زه تلووال الياس دې څه کوم اختره
غېره ما سره مې يار بدلنه نه کړه

د پښتو دا وتلی شاعر په 24 مې 2020 د وړوکي اختر په ورځ د دوه ايا کالو په عمر کښې وفات ش. او د خپل وصيت تر مخه د رحمان بابا هديرې هزار خوانۍ پېښور کښې خاورو ته وسپارل ش.

وصال احمد نسيم: د پښتو دا مشهور شاعر وصال احمد نسيم په شپږم

1941ء دسمبر کښې د پېښور سره نژدې کلي ارباب لنډۍ کښې د مرزا تاج محمد په کور کښې زېږېدلې و. اعلیٰ تعليم يافته او د جېل په محکمه کښې ئې ملازمت کولو شاعري ئې د هلکوانۍ راسې کوله د پښتو سره ئې

اردو کښې هم ډیره شاعري تخلیق کړې ده د کلام نمونه ئې دا ده-

څومره کمال دے د غنم دانه کښې
راز د جلال دے د غنم دانه کښې
حُسن و عشق او لېوتوب او عقل
د خداے جمال دے د غنم دانه کښې
د غاښ برېښنا د شونډو سره او شفق
د بوډۍ تال دے د غنم دانه کښې
د آدم او ښکوپه مخ لار جوړه کړه
ښکاره مې حال دے د غنم دانه کښې
هم مرور شه د غنم په دانه کښې
هم دې وصال دے د غم دانه

الوے شاعر په 26 مئي 2020 د ورپېښې ناروغۍ له امله وفات شه.
جليل خټک: د پښتو دا انقلابي شاعر او ژورنالسټ جليل خټک چې خپل
وم ئې وکیل شهر وۀ په څورالسم مارچ 1978 کښې د علي محمد په کور
ښې د مردان ساو له هېر کلي کښې پېدا شه. د تعليم نه پس ئې د صحافت
پدان کښې قدم کېښود ورسره ئې شاعري هم کوله د حالاتو جبر ووهلو خو
قابله ئې وکړه د پښتو ادبي ټولنو لارمه برخه وه د شعر نمونه ئې دا ده-

انقلاب به جوړ راځي خو وير به جوړ کړي
د دې خاورې عجيبه تصوير به جوړ کړي
په لعلونو گلدرود بارود ورپېږي
ممکن نه ده چې د دوي تقدير به جوړ کړي
لار خطا ده د منطق او فلسفې نه
دې حالاتو کښې يولوے تغير به جوړ کړي
هر يو څيز په عقل مه تله کم عقله

د خوبونو حادثو خمير به جوړ کړي
 د نړۍ په ديوال جوړه يو نقشه ده
 بله شي د يو پښتوراه گير به جوړ کړي
 سرماني د جليل دغه تجزيه ده
 چې مزدور په دنيا وي جاگير به جوړ کړي

دا انقلابي شاعر په 28 مئي 2020 وفات شؤ او بيا د خپل کلي په قبرستان
 کښې خاورو ته وسپارلې شؤ

سېد عابد شاه عابد: د پښتو او اردو دا نوموړې شاعر او اديب سېد عابد
 شاه عابد په خوارلسم اگست 1937ء د بلوچستان سر ښار کوټه کښې د
 سيد يار محمد شاه په کور کښې زېږېدلې وؤ. د بلوچستان پوهنتون څخه ئې
 ايم اې پښتو او اردو سندونه اخستي وو. د بلوچستان پوهنتون پښتو
 اکېډمي صدر هم درې کرته پاتې شوې دے. د معلم په حيث ئې وظيفه تر
 سره کړه يو شمير اثار ئې په مختلفو مطبوعاتو کښې چاپ شوې دي او په
 کتابي بڼه هم چاپ شوې دي دا نوې لينکوال په دويم جون 2020 د نهي په
 ورځ د درې اتيا کالونو په عمر کښې وفات شؤ. او بيا په خپل پلارني
 قبرستان کښې خاورو ته وسپارلې شؤ. د کلام نمونه ئې دا ده.

د ژوندون په سمندر کښې چې هيجان دے
 د ساحل په نړۍ غاړه يو طوفان دے
 د وصال همنه خوبونه سره لمبه شو
 ستا د ختن دا اثر دے که هجران دے
 زما د فکر يو جهان وؤ لاړو ورک شؤ
 د اکرم دا عنايت د بيا بيا دے

ماستر جمال: د پښتو دا مشهور او معروف شاعر او اديب او مشر ليکوال
 ماستر محمد جمال خان چې په ماستر جمال مشهور وؤ. په شپږم جون

اکادمي ادبيات پاکستان

1935 د بنو په ڪوٽڪه خون دان منڊان ڪڻي د اخون داده عبدالخير ڪره
 پيدا شوي وه د تعليم او تربيت نه پس په محڪمه تعليم ڪڻي د معلم په
 حيثي وظيفه سنڀال ڪره او هم په دي دوران ڪڻي نې شاعري هم شروع
 ڪره د شاعري مجموعي نې د "وچي شونډي" په نوم چاپ شوې ده د بنو په
 ادبي غونډو ڪڻي نې فعال ڪردار لوبولو د ڪلام نمونو نې دا ده.

د سپرلي خبره پرېږده د گلونو قيضي مڻ ڪره
 راله مڻ چپر زخمونه د اورو نو قيضي مڻ ڪره
 ستا قسم راته معلوم دے خود خُلي خواب دي نشته
 د وعدي خبره پرېږده د لوظونو قيضي مڻ ڪره
 درد بدلي غم خپلي غريونيولي سها ختلي
 دا وختونه مي د ژوند دي د وختونو قيضي مڻ ڪره
 د جمال تندے به مات شي د حالاتو په منځ پوه يم
 هر خودار تندے ماتېږي، د جرمونو قيضي مڻ ڪره

ماسٽر جمال په شپڙم جون 2020 د پنځه اتيا ڪلو په عمر ڪڻي وفات شه

رحيم داد همزولي: د پښتو دا لوي شاعر او ژورنالسټ رحيم داد همزولي
 په 1327 هجري ڪڻي د ننگرهار ولايت د بدر خېلو په ڪلي ڪڻي د اسلم
 خان په ڪور ڪڻي وزېږېدو. لوړې زدکړې نې وکړي او بيا نې په بېلا بېلو
 علمي او فرهنگي ادارو ڪڻي دنده تر سره ڪره شاعري نې د وړووالي
 راسي کوله د ڪلام نمونو نې دا ده

ما د سپرلي مظاهره په اوچ درمان ڪرې ده
 د للمي گل يم گزاره مي په باران ڪرې ده
 په تيتو سترگو مي په غلا دا اظهار نه دے ڪرے
 تل مي په هسکه غاړه تنگه د انسان ڪرې ده

د زړونو تل ته به ورکوز شم د خلوص په لاره
 ما بدرگه همېش د سولې د کاروان کړې ده
 دا لومړی شاعر ادیب او ژورنالیست استاد رحیم داد همزولې په 13 جون
 2020 وفات شؤ.

نوبهار شاه خټک: نور بهار شاه خټک په 1957 کښې د نوبهار ضلعې په
 مشهور کلي شیدو کښې د سېد شاه بادشاه صېب کړه زېږېدلې وؤ. تر لسم
 جماعت ئې زده کړې وکړې او بیا د محنت مزدورۍ په وجه ئې نور تعلیم او
 نه کړې شؤ. شاعري ئې ساده او روانه ده رېډیو پاکستان کښې ئې څو
 کلامونه ریکارډ شوي دي د خټک ادبي ثقافتې جرگه شېدو باني وؤ. کتاب
 ئې نه وؤ چاپ شوی خو د موسودې په بڼه د چاپ ه انتظار دے د کلام
 نمونه ئې دا ده.

ماته که چل نه راځي دا نه راځي
 نوره مې مخي ته دنيا نه راځي
 تا چې خنډلي د رقيب سره دي
 ځکه خو ژاړمه خندا نه راځي
 چې تر جنونه ئې راوړسولم
 نوبهار وائي اوس اشنا نه راځي

د پښتو دا لومړی شاعر په 17 جون 2020 د ورپېښې ناروغۍ له امله وفات
 شؤ او بیا د خپل کلي په قبرستان کښې خاورو ته وسپارلې شؤ.
ګلاب خان ګلاب: د پښتو دا نامتو شاعر ګلاب خان ګلاب په 1968 کښې
 د کوهاټ ضلعې په یو کلي پایا تترخېل کښې د محترم جان محمد صېب
 کړه زېږېدلې وؤ. د تعلیم نه پس ئې د معلم په حیث وظیفه اجراء کړه د شعرو
 شاعرۍ شوق ئې د وړوکوالي نه وؤ. هم په دې اساس ئې شاعري کوله په
 خپله علاقه کښې ئې د د ژوارکي ادبي ستوري کوهاټ په نوم ټولنه جوړه

کړې وه د کلام نمونه ئې دا ده.

ما سره ته به لوبېدلې هغه ښې ورځې وې
دواړو به گډې خړولې هغه ښې ورځې وې
اوږمې غرمې به وي د خړاړو اوازونه به وو
سيوري ته مونږ به پندولې هغه ښې ورځې وې
گلابه ښه ئې د خيالونو تال کښې وزنگېدم
پکښې جوتې به مې وهلې هغه ښې ورځې وې

دا نامتو شاعر په 17 جون 2020 وفات شه.

اسلام الدين دلکيو: د پښتو دا مشر شاعر اسلام الدين دلکيو په لسم اپرېل 1942 کښې د بنو سره نژدې سيمه غورواله کښې د طاهر الدين صېب په کور کښې زېږېدلی و. اعلیٰ تعليم يافته و. د بنو په ادبي هلو ځلو کښې ئې فعال کردار تر سره کولو د شاعرۍ مجموعې ئې د "زرغون گلونه، سويلي لغلونه، مينه مې لگي، زما اشنا نبي اکرم دے" د کلام نمونه ئې دا ده.

خزان راغی شوله ماته د بهار ملا
بنائسته به پاتې نه شي د گلزار ملا
ما باور درباندي وکړو چې مې يار ئې
تا مې ماته کړه ناترسه په اعتبار ملا
مخامخ چې مخ ته راشي مخ مې نه کړي
ما دلگير په لوري واړوي نگار ملا

عمل خان سياح: دا مشر شاعر او اديب په 19 جون 2020 وفات شه.

د پښتو مشهور شاعر ارواښاد عمل خان سياح په وږومبي ستمبر 1941 کښې د کړهاتې تحصيل لاچۍ په درملک کلي کښې د خداي بڅښلي محمد اقبال صېب کړه زېږېدلی و. اعلیٰ تعليم يافته و. په محکمه تعليم

کښې اعلیٰ افسر وه. پښتو ادب سره ئې واسطه وه شاعري ئې په مختلفو اخبارونو او مجلو کښې چاپ کېده په 22 جون 2020 دا یو کم اتیا کلونو په عمر کښې وفات شه کتاب ئې نه دے چاپ د کلام نمونه ئې دا ده.

تورې شپې د زیندگی به مې رڼا شي
که زما د بخت خفه لیلی رضا شي
کله کله دومره تنگ شم زمانې نه
چې گوگل دنته زړه مې خلې له راشي
څه د مینې مجبوري ده څه دنیا وي
څه حیا د پښتنې مېرمن سیوا شي
زه به څه وایم چې څه بنادي مې وکړه
که لحد کښې د دنیا حال راته راشي

همایون همدرد: د پښتو ژبې لوړ شاعر ادیب او ډرامه نگار اروښاد پروفیسر همایون خان المعروف پروفیسر همایون همدرد په دریم 1976 مارچ کښې د نوبار ضلعې په تاریخي کلي خویشکي پایان کښې د خداے بڅښلي مشال خان کره زېږېدلې وه اعلیٰ تعلیم یافته وه. اوس مهال ئې د پي ایچ دي مقاله لیکلې وه او دفاع ئې پاتې وه په مختلفو کالجونو کښې د پښتو پروفیسر وه. شعرو ادب سره ئې د ورکوالي نه مینه وه درې شعري مجموعې ئې چاپ دي چې یوه "سپیلني، گلگون، چینه" دي. رودادونه ئې د مرکزي پښتو ادبي جرگې نوبار د پروفیسر ډاکتر زېهر حسرت سره ه شریکه تالیف کړې چاپ شوې کتاب دے او د نیلاب تذکره ئې د بناغلي رشیدد جوهر په مرسته د یادې جرگې تذکره ده. د مرکزي پښتو ادبي جرگې نوبار، پښتو ادبي ټولنه خویشکي نیلاب ادبي جرگه نوبار، شرین کوتې، سره ئې تعلق وه. په 29 جون 2020 د فالج ناروغۍ له امله وفات شه د کلام نمونه ئې دا ده.

ستا د ستم باران پرې ښه شوه دے
 د زړه په دشته مې واښه شوه دے
 يو مې شری، وه رانه چا ورې ده
 بل مې پتکې وه رانه څه شوه دے
 خپسه ناسته وه د قام په مری
 سیرې د مرگ په ژوندانه شوه دے
 زما د وينې داغ په ما ولگید
 د کلي جنگ مې په کاله شوه دے
 یو همایون وه د بخښلو دے اوس
 ذکر مې نن په تناره شوه دے

عبدالهاشم خان: د پښتو نوموړې شاعر ادیب عبدالهاشم خان په 20 جنوري 1948 کښې د سوات په کبل علاقه کې د حکیم خان په کور کښې زېږېدلی وه. د شاعري شوق ئې د سکول د وخت راسې وه. بیا په سوات ادبي فضا کښې ئې نوره وده ومونده دا لوی شاعر او مبارز شخصیت په 29 جون 2020 وفات شوه.

حمید الیاس خټک: د پښتو ژبې لوی خادم او لیکوال استاذ پروفیسر حمید الیاس خټک په یوولسم اکتوبر 1942 کښې د کرک ضلعې په پلوسی بانډې کښې د عام خان خټک کره پېدا شوه. په کال 1966 کښې ئې په پښتو ادبیاتو کښې ایم اے په امتیازي حیثیت سره وکړه او په کال 1967 کښې د تعلیم په محکمہ کښې نوکر شوه. په کال 2020 کښې د پرنسپل په عهده پښني شوه د پښتو اکېډمۍ پېښور پوهنتون د بنيادي تعلیمي پروژې د پاره درې کتابونه لیکلي او چاپ کړي دي چې پکښې یو ناول خوشحاله کورنۍ، د سندھ خلق او زمکه او د کر کیله قیصه شامل دي پروفیسر حمید الیاس خټک په 15 جولای 2020 د چارشنبې په ورځ

اکادمي ادبيات پاکستان

وفات شه او د كے ډي اے كوهات قبرستان كښې بنځ كړے شه. د كلام نمونه ئې داسې ده-

انديښنو ته وسوسو ته مې سور اور شه
محبته په زرگي مې داسې خور شه
د سپرلي په ورځو شپو كښې رنگينو كښې
ته مې خوښ ئې د يار غمه په مازور شه
يا خوننگ وكره زرگيه لېونې شه
سره لمبه شه او سزا د ظلم زور شه
سترگې مړې كړه پلورې كړه مسكې شه
په رخسارو سپرلې راوله سمسور شه
د سپرلي ورځې چې تېرې شي الياسه
بيا د گيل په شانې رو غونډې نسكور شه

نذير بهتي: د پښتو او اردو او هندكو مشهور ليكوال ناول نگار قيصر ليكونكې، ډرامه نگار ا هر اړخيز ليكوال ارواښاد محمد نذير بهتي په دريمه فريدي 1940 كښې پېښور كښې پېدا شوے و. د تعليم د تكميل نه پس ئې ملازمت شروع كړو ورسره ئې د ليكولۍ شوق هم و. اول ئې د ستهېج او بيا د رېډيو او ټي وي د پاره گڼ شمېر پښتو اردو او هندكو ډرامې وليكلې. ورسره ئې د گڼ شمېر پښتو، اردو او پنجابي فلمونو د پاره قيصر هم ليكلې دي چې پكښې ډېر مشهور فلمونه شامل دي او په بعضي فلمونو كښې ئې اداكاري هم كړې ده د مرحوم په چاپ شوو كتابونو كښې "دوستي كے مينار ناول، پهل كيكران دي، وفا او شام الم هندكو ناولونه دي" قدم د هنكو ډرامې دي رنگ كهانیا دے، عشق د هندكو قيصر، غلاب ددي بهار اے، تراوان، عكس پشاور او داسې نور گڼ شمېر كتابونه ئې چاپ شوې دي او ايوارډونه ئې هم اخستي دي د گندهارا هندكو

اکېډمي سره ئې تعلق لرل ډېر خواږي کښ ليکوال وه. ډير کار ئې کړې دے او د علم او ادب په مېدان کښې ئې خپله برخه کردار لوبولې دے دا لومړی ليکوال په 26 جولایي 2020 د اتوار په ورځ وفات شـه. او بيا په خپل پلارني قبرستان کښې خاورو ته وسپارلې شـه.

دريخان استاد: د پښتو تر ټولو مشر شاعر او اديب محترم دریخان استاذ د پېښور سره نژدې بډه بېره کښې د خدايې ځښلي ضابطه خان په کور کښې په 29 دسمبر 1918 زېږيدلې وه. په کال 1941 کښې ئې د سينټ کيټهډرل سکول پېښور نه د لسم جماعت امتحان پاس کړو او بيا په فوځ کښې نوکر شـه چې دا وظيفه ئې په 15 فروري 1975 سر ته ورسوله او بيا پاتې عمر د ژبې د خدمت د پاره وقف کړو د مقامي ادبي ټولنو سره ئې تعلق وه او فعال کردار به ئې پکښې لوبولو د شاعرۍ وړمبۍ مجموعه ئې د "ازغنه دنيا خوشحاله خلق" په نوم په 2016 کښې چاپ شوې وه او دويمه شعري ټولگه ئې په جولایي 2019 کښې د چمن زاد دریخان په نوم چاپ شوې ده. د دې سره ئې ماشو خېل څوک دې تاريخي کتاب دے چې دا هم په جولایي 2019 کښې چاپ شوې دے. د اردو کښې هم ليکل کړي دي په 28 جولایي 2020 وفات شـه د کلام نمونه ئې دا ده.

تورو سترگو کښې مې سينه کښې مکان جوړ کړو
زړه زمائسې له خوږو د جهـان مـوړ کـړو
خپلې چارې د غريب په مرسته سر ته رسوې شي
را په سر کړو غريب بې غېرته خادر پور کړو

سليمان لائق: نوميا لې پوهان او اکاډمسن پروفېسر سليمان لائق چې خپل نوم ئې غلام مجدد وه. او په علمي ادبي دنيا کښې په سليمان لائق مشهور وه. په دولسم اکتوبر 1930 چې د 1309 لمريزي کال د تلې ديو ويشتمې نېټې سره سمون خوري د پکتيکا ولايت په ايمني خېلو کښې د مولوي

اکادمي ادبيات پاکستان

عبدالغني مجددي کره زېږېدلې وۀ. لوړې مذهبي او عصري ذده کړې نې وکړي گڼ شمېر کتابونه نې په پښتو، دري او انگلسي ژبو وليکل او ادبي پانگې ته نې وسپارل دا لومړې پوهان استاد سليمان لائق په يو دېرشمه جولايي ۲۰۲۰ د لومړي اختر په ورځ د جرمني په يوروغتون کښې وفات شۀ. چې جسدنې وروستو افغانستان ته منتقل کړې شۀ. او هم دلته خاورو ته وسپارلې شۀ د کلام نمونه نې داسې ده.

ډير و غري به زماله مرگه وروسته
زما په شعر باندي وائي ارادونه
ښائي ځيني په دې پوښ شي چې په ځله مې
ظالمانو لگولي وو مهر ونه

دروېش يوسفزې: د پښتو ژبې لومړي شاعر اديب او خدائي خدمتگار ډاکټر دروېش يوسفزې په ۱۵ دسمبر ۱۹۴۵ کښې د ارواښاد عنايت خان بابا کره د مردان په گمبټ کلي کې زېږېدلې وۀ اعليٰ تعليم يافته وۀ. د انسانيت مسيحا وۀ. ورسره د ژبې خدمت هم د دۀ په برخه وۀ. د ادبي دوستانو مرکه پټ پښتو ادبي جرگه مردان او گمبټ ادبي جرگه سره نې تړون وۀ "لونگين، واورين، فسادونه، فکر افغان، مسکا، زرغونه، پښتو د ژبو مور، او خوشحال خان خټک" نې چاپ شوې کتابونه دي ورسره نور هم ډېره ناچاپ ذخيره وه دا لومړي ليکوال او په قام مښ انسان ډاکټر دروېش يوسفزې په ۱۹ اگست ۲۰۲۰ د چهارشنبې په ورځ د پينځه اتيا کلونو په عمر کښې وفات شۀ. د کلام نمونه نې دا ده.

چې په قيمت به مومدام د سر غزل ليکلو
شوه نظريه پاتې زمونږ اوس تر غزل ليکلو
ستا د ښائست سمه ژباړنه رانه نه شوه پوره
ډېره خواري که وکړه ما په هر غزل ليکلو

سکندر شاه: د پښتو دا اولسي شاعر ميا سکندر شاه په کال ۱۹۳۵ کې د کوهات په لري پرته سيمه زېره پتیه کښې د زیارت شېخ الله داد بې په مقام د ملک ميران شاه مرحوم په کور کښې زېږېدلې و. سړي تحصیلات ئې وو څکه چې په علاقه کښې تعلیمي ادارې نه وې نه تعلق ئې د مذهبي کورنۍ سره و. نو مذهبي زده کړې ئې کړې وې د ر او ادب سره ئې تعلق د وړو کوالي نه و. د محبت ساده ادبي ټولنې رلکي ضلع کوهات په باني غړو کښې و. په کال ۲۰۰۴ کښې ئې شعري موعه د گلو ویش په نوم چاپ شوې ده په دوه وویشتم اگست ۲۰۲۰ الې په ورځ وفات ش. او بیا خپل پلارني قبرستان کښې دفن کړ ش. د بېټې ماهر و. کو غزل ئې هم لیکلو چې نمونه ئې دا ده.

تـا مـخـامـخ مـاتـه یـو خـل او کـتـل
زۀ پـه دې پـوه شـوم چـې اـجـل او کـتـل
د نـیـا قـراره وه چـې چـان مـې کړ لـه
لـکـه چـې تـا مـاتـه اول او کـتـل .

میر سلطان غمگین: د پښتو ژبې دا نوموړی شاعر ضمیر سلطان گین په کال ۱۹۴۷ کښې د ملاکنډ په گرهې عثمانی خپل کلي کښې د افضل خان صېب کره زېږېدلې و. تر لسم ټولگي ئې تعلیم وکړ او بیا نار روزگار کښې بوخت ش. د شعر و شاعری سره ئې مینه د وړو کوالي نائمه وه څکه نو بیا ئې شاعري هم شروع کړه د ملاکنډ ادبي وړومبې ر هم و. شاعري ئې په قامي درد کښې لرلې ده پښتو ادب ته ئې یو یر کتابونه سوغات کړي دي چې پکښې "د عشق درد، رښتونه عشق، د بص نتیجه، د سوشل فارستری کارنامې" شامل دي لام نمونه ئې داسې ده.

سودا د تصور چې ستا غمونورانې لړ کړي
دنته په گوگل هغه درېدونه رانه لړ کړي
د خيال په آئينه کښې شنو خالونو چې گورم
ستا خيال ته زما خيال وي نور خيالونه رانه لړ کړي

د پښتو دا لوی شاعر په 29 اگست 2020 وفات شؤ. او بيا په خپل کلمې
کښې خاورو ته وسپارلې شؤ.

علي شان مجبور: د پښتو ژبې دا نوميالې انقلابي او في البدیع شاعر علمي
شان مجبور د چارسده ضلع په عمرزو امير اباد کښې د ارواښاد شهزاده خا
کره په کال 1962 کښې پيدا شوی و. په علاقه کښې د ادبي هلو ځلو پ
برکت ئې د شعر او شاعرۍ سره شوق پيدا شؤ. او باقاعده شاعري ئې شرو.
کړه تر لرې لرې به مشاعرو ته تلو د رېډيو او تې وي په مشاعرو کښې به ئو
هم گډون کولو باقاعده تعلق ئې د جماعت اسلامي سره و. پخپله وائي.

زه د جماعت اسلامي رکن یم
پهروکار د مودودي

د شاعرۍ درې کتابونه ئې چاپ شوي دي ې نومونه ئې دا دي "غشي لينده"
يادگار حيات او الله اکبر" د پښتو د اولسي شاعر په دېرشم اگست 2020،
اتوار په ورځ وفات شؤ او بيا د خپل کلي په لويه اديره کښې خاورو ته
وسپارلې شؤ د کلام نمونه ئې دا ده.

لاس مې په دعا باندې نيولي درته ژاړمه
امن درنه غواړم خدايه امن درنه غواړمه
خدايه په دې ښکلي پاکستان کښې امن راوله
خدايه د کافر په غلامانو ذلت راوله
خدايه زمونږ زړه کښې د قرآن محبت راوله

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش نظر کتاب ہمارے واٹس ایپ گروپ کے سکالرز کی طلب پہ
سافٹ میں تبدیل کی گئی ہے۔ مصنف کتاب کے لیے نیک خواہشات
کے ساتھ سافٹ بنانے والوں کے حق میں دعائے خیر کی استدعا ہے۔

زیر نظر کتاب فیس بک گروپ ”کتبِ حنائہ“ میں بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے۔
گروپ کالک ملاحظہ کیجیے :

<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>



میر ظہیر عباس روستمانی

03072128068



اے زما احساسه په لېمو کښې دې رانغاړمه
امن درنه غوارم خدايه امن درنه غواړمه

اکټر پروېز مهجور: پروفېسر ډاکټر پروېز مهجور خوشکي په ۱۴ جنوري ۱۹۴۹ کښې د نوبار ضلعې په تاريخي کلي خوشکي بالا کښې د خداي مسلي زرین خان کره زېږېدلې وه. په ۱۹۷۳ کښې د استاذ په حيث مقرر شو. د تعليم سلسله ئې هم جاري وه په کال ۲۰۰۰ کښې ئې پي ايچ دي وکړه. ۱۹۸۱ کښې پښتو اکېډمي پېښور پوهنتون کښې د ريسرچ افسر په حيث وظيفه تر سره کړه او په ۲۰۱۱ کښې پښتني شاعرانه مرحوم يو درخن کتابونه پ شوي دي چې څه پکښې د کلاسيکي شاعرانو ديوانونه مرتب کول هم مل دي د شاد محمد ديوان، د علي محمد مخلص ديوان، د واصل بښاني ديوان، دا رزاني خوشکي کليات، د مرزا خان انصاري ديوان، بښاني تصوف، رحمان بابا فن او شخصيت او "بچون کي روايتي گيت" دو، گهريلو صنعتي اردو، ادبي څېرې او داسې نور د مرکزي ادبي جرگه نوبار پښتو ادبي ټولنه خوشکي، ارزاني پښت ادبي ټولنه خوشکي سره پ تعلق وه. دا لومړی استاد او ليکوال په ۶ ستمبر ۲۰۲۰ د اتوار په ورځ فات شو او د خپل کلي قبرستان کښې خاورو ته وسپارل شو.

کلام نمونه ئې داسې ده.

زه جبران شم ته تصوير شې راته ژاړې
زه دې غم شم ته په وير شې راته ژاړې
دې نه زياته بې وسي به زمونږ څه وي
زه په بند شم ته زنجير شې راته ژاړې

محمد شفيع کامران: د پښتو نوموړی شاعر محمد شفيع کامران په پنځه ويشتم اکتوبر ۱۹۵۴ د چارسدې په عمرزو کلي کښې پېدا شو. وه. لسم

جماعت ئې د ترنگزو سکول څخه پاس کړې وه. او بيا سرکاري ملازمت کښې بوخت شۀ خو د شعر و شاعري سره شوق ئې د سکول د وخت نه وه. اول به ئې د محمد شفيع گناهگار په نوم ليکل کول وروستو محمد شفيع کامران شۀ په کال ۱۹۷۲ کښې ئې د قادريه پښتو ادبي ټولنه عمرزو بسنت کېښودو چې په کال ۱۹۷۷ کښې ئې د عبدالاکبر خان اکبر د مرگ سره په هم دغه نوم يعني اکبر پښتو ادبي ټولنه عمرزو منسوب کړه نظم، غزل رباعي ا داسې نور صنعتونو کښې ئې طبع ازماڼي کوله کتاب ئې نه دے چاپ د کلام نمونه ئې دا ده.

ليلی همنه ستا عرضونه لاحالات ښۀ نه دي
پوره به ستا کرم ارمانونه لاحالات ښۀ نه دي
ما وئيل ساه به لږه واخلو وخت به وځوري چورلک
د هغې زيات شو فسادونه لاحالات ښۀ نه دي

دا نامتو شاعر په ۱۱ نومبر ۲۰۲۰ وفات شۀ او د کلي قبرستان کښې دفن کړې شۀ.

پير سيد سفيد شاه همدرد: د پښتو بابائے صحافت د پښتو ورځپاڼې وحدت مؤسس او چيف ايډيټر الحاج پير سيد سفيد شاه همدرد د پښتو شاعر، ادبي او معروف ژورنالست وه چې په کال ۱۹۲۷ء کښې د ارواښاد سيد قاسم علي شاه صېب په کور پېښور کښه وله کښې زېږېدلې وه. د تعليم نه پس ئې په مختلفو سرکاري ادارو کښې وظيفه تر سره کړه وروستو د صحافت مهډان ته راغلو په مختلفو اخبارونو کښې ئې کار وکړو بيا ئې په کال ۱۹۸۵ کښې د پښتو ورځپاڼه وحدت اجراء وکړه چې تر دې دمه روانه ده. د شاعري ډېره برخه ئې سوزولې شوې ده خو څه برخه ئې رډيو پاکستان پېښور کښې د مختلفو سندرغاړو په آوازونو ريکارډ شوې او خوندي شوې ده. د پښتو ادب او صحافت دا ځلنده ستور په ۲۴ نومبر ۲۰۲۰ د درې نوي کالونو په عمر کښې وفات شۀ.

رفيع الله خټک: د پښتو د اولسي شاعر رفيع الله خټک په اوولسم مارچ 1962 کښې د کوهات ضلعي په شکر دره کښې د صالحين صېب په کور کښې پېدا شـ. تر نهم ټولگي نې سبق ووييلو او بيا د کار روزگار په سلسله کښې د ملک مختلفو برخو کښې نې مسافري وکړه د پټ غمي ادبي ټولنې شکر دره ضلع کوهات په اهمو مشرانو کښې شامل وه شاعري نې د سگول په دور کښې شروع کړې وه د کلام نمونه نې د يوې لوبې په شکل کښې داسې ده-

چې پرې مښن وي نن هغه جينۍ ودېږي .

لاسونه نې سره کېږي اوربل خوره وينه تا خو وييل ليلی زما ده
تا خو وييل ليلی زما ده کړې نې ما سره وعده ده
دې زمانې کښې اقرار کله پوره کېږي لاسونه نې سره کېږي
اور بل خوروينه

دا اولسي شاعر د مختلفو رنځونو سره مخ وه چې په نتيجه کښې نې په اووم دسمبر 2020 وفات شـ.

دغسې د علم او ادب يو شمېر نور شهسوران هم په دې کال يعني 2020 کښې زمونږ د محفلونو څخه د دار باقي په طرف لاړل چې پکښې د اردو او پښتو او هندکو ليکوال ش شوکت، ايوب سرحد، نور الوهاب انگار او يو شمېر شاعران ادیبان هم په دې کال کښې وفات شول. الله پاک دې ټول مرحومين وبخښي او د دوي پسماندگانو ته دې صبر جميل نصيب کړي.

د دعا ديوې مې بلې په مزار کړئ
د ژوندون په بناړ په کښې ماښام راغلو



فدا محمد مهجور

نظر ته دې جانانه نظرونه هېرانه پري
بشر ته دې قسم دے بشرونه هېرانه پري

چې ته راغللي دنيا ته هر خوا مينه ورولي شوه
عظمت ته دې عظيمه عظمتونه هېرانه پري
يواځې زلېخا گوته په ځله خو ورته نه وه
بناست ته د يوسف دېر عالمونه هېرانه پري
روان چې د مكانه شوه د لامكان په لوري
جانان ته مې د زمكې آسمانونه هېرانه پري
هر څو كه نمروديانو غورځولو سرولمبو ته
نن عشق د ابراهيم ته سره اوړونه هېرانه پري
حيران گوته په ځله شو درته ښكلي د جهان
بناست ته دې د هر گلشن گلونه هېرانه پري

د عقل پېمانې پرې د اغيارو لړزېدلي
مجبوره ستا خيالونو ته لفظونه هېرانه پري





پروفيسر اسير منگل

نه یم خبر چې کوي څوک پټه دعا راپسې
په توره شپه کښې گرځي ستا دمخ رڼا راپسې

د محبت د يوه مې بله کره کوټه کښې د زړه
لاس ئې ازاد دے اوس دې الوځي هوا راپسې

منم زما د رسوائۍ قيصه څه پټه نه ده
زه چې تنها یم نو دا څوک کوي خدا راپسې

د هجر د شته کښې خوره ده خوشبڼي د وصال
زه تنها نه یم څوک راغلي ده تنها راپسې

بنکاري خو داسې چې زما د جنازې تابيا ده
دا چې حجرې ته بيا راغلي دے ملا راپسې

اوس چې يو کله دے دنيا بيا هم زه خان له يمه
منگلېه! يو سړي او نه تړله ملا راپسې





لاق زاده لاق

اوس هم په زړه مې راوړېږي مانه هېره نه ده
په هر نظر کښې مې غږېږي مانه هېره نه ده

زه چې په کومه لاره ځمه کوم طرف ته گورم
راته مې مخې ته اودرېږي مانه هېره نه ده
چې ئې خدا د تنهائي په نيمو شپو کښې اورم
لامې دردونه سوا کېږي مانه هېره نه ده
زما د ستړي ستړي ژوند د لېوتوب ملگرې
د زړه په کور کښې مې اوسېږي مانه هېره نه ده
کله غصه کله خدا کله نازبين ضدونه
ټول راته وړاندې وړاندې کېږي مانه هېره نه ده
چې ئې سینه پورې د لاسو نخښې کله نسيم
جنون په ما پورې خنډېږي مانه هېره نه ده

خبر که لاقه زه ئې ډېر بې څوکه پاتې کړمه
ماته به ټول عمر يادېږي مانه هېره نه ده





پروفيسر ڊاڪٽر اباسين يوسفزے

په سر مي له ماڻسامه اور بلهري لکه شمع
 زما په گرهوانه اوبنکي بههري لکه شمع
 د قام په مشري کني ترينه خلق رها اخلي
 شمله ني په سر د غسي خلهري لکه شمع
 د داسي خلقو عمر له ژوندون رها وي
 تيارو ته چي ټول عمر له نههري لکه شمع
 زه نه وایم ته وگوره محفل پرې منور دے
 په خلقو کني د لري نه بنکارهري لکه شمع
 جانان ته نزدې کپمه جانان رانزدي کپري
 مزل مي داسي رو رو ويلي کپري لکه شمع
 فرياد او هنگامي او اسوبلي مني عادت نه دے
 په چپه خلّه مي تل اوبنکي خلهري لکه شمع
 د ټولو د حالاتو نه په لږ څه کني خبرهريم
 محفل راته په يوه سترگه بنکارهري لکه شمع
 ناخپه شيش محل کني چي سيلی د غرض راشي
 رها د ميني هر خوا ته رهري لکه شمع
 د ځينو ځينو خلقو عجيبه شاني اعصاب وي
 سوزهري او ژهري خو خندهري لکه شمع
 په يوه سر د تيارو سره تنها مبارزه کري
 مدام له چي په خپلو پښو ودرهري لکه شمع

وزري راخوري کړي زما زړه لکه پتنگ شي
 سپوږمۍ چې په دېوال راوچتېږي لکه شمع
 بدلون له قربانو او زړه چاودنه پېدا کېږي
 کړاؤ نه موم د مومونه سازېږي لکه شمع
 يا مينه ده يا پوهه يا ښکلا ده سره خاص کړي
 سي شمېر د پتنگان ترېنه تاوېږي لکه شمع
 چې يمه نو بس يمه خو چې لارمه نو لارم
 زمانه به هېڅ شے نه پاتې کېږي لکه شمع
 ښکاري چې دا نمر هم د زبرگۍ څه دعوېدار دے
 چې هېڅ خوا ته نې سيورے نه جوړېږي لکه شمع
 کېدے شي اباسين او نور سيندونه نې وي او ښکې
 دا نمر هم راته داسې معلومېږي لکه شمع

*



لطف الله خيال

جانانه ستا د چم لارې کوڅې خو داسې نه وي
څه مسته زمانه وه زمانې خو داسې نه وي

جامونه پکښي نه وينم قطار دے د سرو نو
ساقې د دې نه مخکښې مېکدې خو داسې نه وي
تبارې د ماښامونو دي گواه ستا د لوظونو
دا ولې شوې بيا ماتې ستا وعدې خو داسې نه وي
دا ولې دې د ژوند د نيمې لارې نه راستون کړم
ستا ټولې فېصلي که وي خو وي خو داسې نه وي
دا څه سپېره سپېره خزان زمونږه په چمن راغې
سپرلو کښې د گل مراوې دا غنچې خو داسې نه وي
د زلفو دا مزاج دې راته نن څه بدل ښکاري
پرېشانه وي مدام خورې ورې خو داسې نه وي

يه خياله دې وطن کښې خو ژوندونه دا مړه زيات شو
حېران يم زمونږه هديرې خو داسې نه وي





ڊاڪٽر عمر قياز قائل

چي حساس شي نو شاعر شي، چي شاعر شي قدردان شي
په نبضونو باندې پوءِ شي، د نبضونو ترجمان شي

هر څوڪ وائي چي انسان يم، ڪري دعويٰ چي مسلمان يم
انسان هغه دے چي پوهه، په معنى هم د انسان شي
علم لويه سرمايه ده، څو ڪه سوچ مو چري او ڪړو
چي بي علمه وي څوڪ هغه، په خپل ځان پوري حيران شي
چي دا مينه ڪه نفرت دے، بس په دا خبره زړه خورم
زه چي څومره ورنزدې شم، هغه دومره زر روان شي
ته بدلون شي راوستلے، لويه خدايه! لويه خدايه!
چي خواران ټول په سكون شي، چي خوران ټول اميران شي
چي د امن سوال مو ڪړے، چي د امن طلب ګريو
شي راتنگه په مونږ زمكه، هم راتنگ په مونږ آسمان شي
مينه يو ځل په ژوند ڪېږي، مينه تل تر تله نه شي
ضروري نه ده په هر چا، مهربان چي خپل جانان شي
ستا د تورو غټو وروځو، ستا د سترگو نه قربان شم
چي راوگوري سفر به، د ژوندون راته آسان شي

ته په زړه ئي راوړېږي، د قائل خوبونه ورک شي
ته په زړه ئي راوړېږي، چي نرے نرے باران شي



*

غمگين مایارے

نن مې رقيب د يار په در پاتې دے
ماته په سر لا دغه شر پاتې دے

منگي تیکري شوگر وځ پر پوتو
ځکه د پېغلونو نه گودر پاتې دے
تورو تيارو لاهه رها گانې راوړم
دا مې په ځان باندې باور پاتې دے
بهر ته راستون شه لږ امداد مې اوکړه
مانه کرکنيو کښې څادر پاتې دے
د مجبازي حسن ولقه کښې گهر دي
چانه جومات چانه مندر پاتې دے
پښتو غزل به در لاهه زه غزل کړم
ماسره دغه یو هنر پاتې دے

غمگين ډيوې د آرمان بلې ساتي
چرته مزار کښې منجور پاتې دے

*



اکرم عمر زے

ستا گلونه سترگې شو گلونه زما سترگو کښې
بنکاري بهارونه گلزارونه زما سترگو کښې

زه دا ستاله مخه د هر ښکلي مخ ته گورمه
جوړ شي ستا بې شماره تصويرونه زما سترگو کښې
شپه مې د شبقدر وي او ورځ مې د اختر په شان
راشي ستا خيالونه، خوري ټالونه زما سترگو کښې
سترگې مېخاني، مخ ئې شوده، شونډې د شاتورنگ
گورې زاهدانو، جنتونه زما سترگو کښې
څنگه به ئې پټې کړمه، خوب به ماله څه راشي
ستا د انتظار دي طوفانونه زما سترگو کښې
ستا هغه باني د نه راتلو وې د حيا په نوم
اوس هم لاتازه دي پرهرونه زما سترگو کښې

پرېږده چې غږېږي عمر زې دا وصيت کوم
مرگ نه پس چې گورې ارمانونه زما سترگو کښې





اقبال حُسن افکار

دا ستا تصوير ته په کتـ ځي مينه نه ماتېږي
دا ته چې نه ئې په سپرلو مې مينه نه ماتېږي

زما د ژوند د درد و غم قيصه نغمه نغمه کړه
په دې نشو او تماشو مې مينه نه ماتېږي
د ژوند تور تم کښې راته شمع شنه بلېږي مدام
په توره شپه اور اور کو مې مينه نه ماتېږي
د زلفو بام باندې مې ځاي کړه د بيديا گلاب يم
تش د نظر په راکتو مې مينه نه ماتېږي
د خپلو سترگو په کاڅو کښې را د مينې شراب
د دې شيشو په گلاسو مې مينه نه ماتېږي
د مخ شفق دې په افق د ماښامي پرېوتو
د سکن ماښام په نظارو مې مينه نه ماتېږي

د فطرت غېږ کښې يم افکاره ستا يادونو سره
د غسې اوسه په پردو مې مينه نه ماتېږي





گل هشنغري

که راشي حادثې هر خومره گراني په دې زړه کښې
خوزه هم حوصلې لرمه خوانې په دې زړه کښې

منم چې دنيا لويه ده خوزه چې سره لوي کړي
خائېري داسې خو خو دنياگانې په دې زړه کښې
تراخه د بد نېټې چې ټول د خان سره لاهو کړي
ولې د محبت ترې کړه روانې په دې زړه کښې
تیارو نه خان پخپله د رڼا طرف ته بوځه
ډيوې دې بلې اوساته روښانې په دې زړه کښې
بدلون گورم په ژوند کښې په اسانه راتلې نه شي
پرېوځي په ناڅه سرې ته گراني په دې زړه کښې
شر خوښوي دي په آمن چې زمونږ نه خوشحالېري
ماتي د نفرتونو بلاگانې په دې زړه کښې
ډېر زړونه مې په يو اسويلي نرم لکه موم کړل
د ډېرو وي ولاړې گياگانې په دې زړه کښې
زمونږ غريبانو خو بس دغه نصيبه وي
چې ټولې منصوبې گرځوو وارانې په دې زړه کښې

يه خورې دا د گل هشنغري زړه دے که سرائي ده
دېره ئې کړې بلها بلها خوبانې په دې زړه کښې





ثمينه قادر

دا څوڪ جنون نواز ڏے ما خوب ته نه پرپردي
د سره مې والڻه چي سرتوب ته نه پرپردي

د خان سره په جنگ یمه په خان به خان بائلمه
حالات که مې هر څو دغه نرتوب ته نه پرپردي

د خود خبرې گرانې وې نوزۍ ترېنه په څنگ شوم
ته گوره اوس مې خلق لهوتوب ته نه پرپردي

پيري به مې د مرگ خواته نژدې کاندې صنمه
دا بنه ده ستا ياري مې بوداتوب ته نه پرپردي

باران ڏے د بارودو په هر لور لمبې بلېرې
واړه واړه بچي مې زلميتوب ته نه پرپردي

د مينې جنگ به کومه که روا که ناروا ڏے
حالات گني بېخي مې مېنتوب ته نه پرپردي





ډاکټر شاهده سردار

د لمر په سيوري که مې سترگې غږېدلې نه وې
ژوندونه ستا په تېرېدو به مې ژرلې نه وې

مالويه وخت باندې د ژوند سره وفا کړې وه
د دې احساس په زخميرونو کې ترلې نه وې

د هجر سختونه تر اوسه لا خبر نه اے ته
گني نوتا به په سپرلي کې هم خنډلې نه وې

ما خو هر چا سره د زړه پورې وفا کړې ده
دا خو خبر دے د دنيانې کړېدلې نه وې

او اوښکې مې داسې په لفظونو کې پېرلې نه وې
که دا احساس مې په دردونو لگېدلې نه وې





ڊاڪٽر صاحبزاده محمد اقبال اقبال

خلق خو ڊهر دي خود كار خلق به ڏوڪ پڙني
دي زمانه ڪنبي د اعتبار خلق به ڏوڪ پڙني

دلته د شمير ڏوڪسان پاتي دي په دي وطن ڪنبي
ڄيران په دي يم دا د شمار خلق به ڏوڪ پڙني

هر يو په بيله بيله لار روان دے څه به ڪيري
د يوې ژبي يوې لار خلق به ڏوڪ پڙني

مينه ڪنبي سر بائيل د هر چا د وس كار هم نه دے
لڪه منصور په سرد دار خلق به ڏوڪ پڙني

مونڙه مدام د بل په حق باندې داعوي ڪري دي
ڏوڪ به پيدا شي او حقدار خلق به ڏوڪ پڙني

مونڙه هميشه د خر په څاے باندې ڪولال داغلي
دا بي گناه او گنهگار خلق به ڏوڪ پڙني

اقباله څه پري ڪه يوتنه په ڪنبي بينائي صرف
ستا برابر ستا د معيار خلق به ڏوڪ پڙني





روبنان يوسفزے

دا چې زما اوس لږه لهجه بدلې شوې ده
دا مې د يارانو رويه بدلې شوې ده

نه گني يوازي د رهبر سترگې بدلې دي
لار بدله شوې قافله بدلې شوې ده

خه بنجاري دلته شيشې رنگ دنداسه مۀ راوړه
اوس د سني سترگې پمانه بدلې شوې ده

دا خل په وطن کني مودا يو بدلون راغلي دے
دا خل د فقير لاس کني کاسه بدلې شوې ده

نه استاد بدل شۀ نه بدل شۀ د مکتب نظام
خه که د ماشوم لاس کني بستره بدلې شوې ده

مۀ ورخه روبان هغه کور کلي بدل دے ټول
اوس د هغه خلقو رنگ جو سه بدلې شوې ده





ياسين اقبال يوسفزى

دې خراب دور ڪنڀي يوسفزى رضا گهٽل غواڻ مه
د زړه پرهار ستا په خوږه نامه گهٽل غواڻ مه

زړه ٽاڙا ڪر ۽ وه، منهن شه گنهگار په شه شوم؟
خپل جانان راڪړه، نور واللہ كه شه شے بل غواڻ مه
زړه ضمير وژنم گنهڪيانو سره ژوند ڪومه
هلتہ ئي خدايه گور ۽ اجر يو په سل غواڻ مه
ما خو ژوند تهر ڪړو يو ارمان مې په زړه پرې نه بنوده
بس يو اخلاص دے، تجربې خپلې ويستل غواڻ مه
كه مې بچي غواڻي تيارې، پرې خامخا خفه يم
نور وس مې نه شته سماه لار ورته بنوول غواڻ مه
بنڪلي جانانه عمر تهر شه زمانه غلې شوه
راسره ڪنهنه د زړه حال درته وئيل غواڻ مه
د خپل گلشن د هر يو گل په مخ خدا غواڻ مه
دا درته چا وې؟ چي گلچين يم ڪني گل غواڻ مه

د يوسفزي بل يو ارمان هم په زړه پاتي نه دے
يه ساده قامه تاته خلق پسخول غواڻ مه





نواب خان نواب

دغه نچوړ د محبت د دے ياره
بنائسته اخلاق اصل دولت د دے ياره

کل مخلوقات ته چې روزي ورکوي
دغه زما د رب صفت د دے ياره
د هسې ناستې نه څه نه جوړېږي
په حرکت کېنې برکت د دے ياره
گوره مظلوم او ظالم نه پېژني
څومره ناقصه عدالت د دے ياره
د خدا ې له ويرې چې څوک توڼې کړې اوښکې
بدله ئې څه ده خو جنت د دے ياره
دوي ورته نوم د خدا ې د فضل ورکړي
د خدا ې قانون وائي رشوت د دے ياره

د نواب زړه ئې له مودو او خوږو
د جهان غم پرې پوخ عادت د دے ياره





شاهد علي شاهد

تر څنگه راشي خوزمانه بې پروا شي تېر شي
زما په درد لکه د خلقو په خدا شي تېر شي

اوس چې يو بل له دغه دوه مښن په مخه ورشي
يه چپه ځله باندې يو بل ته په ژړا شي تېر شي
بس صرف ستا د ياري غم راته شل شوې پروت دے
نور خوبلها بلها غمونه ژوند ته راشي تېر شي
په ټوله لاره د سفر د درد تراخه او گوتم
اوس تا په څنگ کښې مې وختونه په هوا شي تېر شي
ته چې له مانه رخصت اخلي خدا ے دې مه خبروه
جانانه سم د قضا وخت وي خو قضا شي تېر شي
د اودرېدلو توان ئې ختم شي چې ما اوويني
خوله خوله شي زنگېدلې شي ساه ساه شي تېر شي

دنيا بې نياز ده د هېچا په غم نه زېرېږي
شاهده ډېر د قدر وړ خلق پېدا شي تېر شي





حېران مومند

لکه شمع بلېدم او څه مې نه وي
دا خوزه ووم سوزېدم او څه مې نه وي

توره شپه لکه خپسه راخوره وه
زه له ډاره رپېدم او څه مې نه وي
زه په دار د درد او صبر اويـزان ووم
درنگ ساعت له ور کېدم او څه مې نه وي
په دې بهار کېنې د بلا حکمرانې
لکه بُت به گرځېدم او څه مې نه وي
د جنت لټون کېنې ډېر قتلونه وشول
زه پښتون ووم قتلېدم او څه مې نه وي
د نا امله ناکسانو مينځ کېنې گېرور
بس خورور روژېدم او څه مې نه وي

زه حېران مومند د زړه په درد خوشحال ووم
تا پسې به کړېدم او څه مې نه وي





گوهر علي گوهر

ما قبول کرے کہ تہمت دے کہ پہغور د مینے
خلقو کہ هر خو لگولے پہ ما تور د مینے

دہر کہ د بنکلو خان رانگار مہ پہ دہہ ترے خم
زما پہ زرہ باندي قبضہ کوي پہ زور د مینے
دا چي د زرہ نہ غشے وتے او پہ وينہ سور دے
دا بدلول غواړي دا بنہ نہ دے انخورد مینے
داسي گل رنگہ کروندہ پہ دې نړۍ کني غواړم
شروع خبرې چي شي دلته کور پہ کور د مینے
د يوسف خان او آدم خان او مومن خان نہ روسته
مودې شوې تهرې پہ چا پورې نہ شو تور د مینے
ما خو پرېرېده خلقو ته ستا نامہ خرگنده نہ شي
پہ خلۍ دې نوم اخیستے نہ شمه اوس نور د مینے
چي د حجرې نہ د رباب منگي اواز ووتے دے
کلي کوخہ پہ چم محلت کني نشته شور د مینے

لاس پہ نامہ چي ني پہ در کني پہ تعظیم ولاړ یم
گوهره زه د ربہ هېڅ نہ غواړم نور د مینے





ممتاز حسن دولت زه

سپينې اوښکې تل گرېوان سره مخ کېږي
هائې ارمان، زما ارمان سره مخ کېږي

سوال جواب که څه وائې څه به وایم
ما د پاره چې جانان سره مخ کېږي

د باران څاڅکي ورېږي رايادېږي
مخاطبه! سود او زیان سره مخ کېږي

د سُر سازه دورانونه در کښې تېر شول
ته د ژوند د امتحان سره مخ کېږي

تېره یاده چې په زړه مې راوړېږي
ما ممتاز ته خپل زبان سره مخ کېږي





قہس اپريدے

ناست که هغه بنکله رانه لري په بل غره کښې دے
مانه لري نه دے راسره دے زما زړه کښې دے

مانه هېره نه ئې خو چې زه درنه هير نه شمه
خو که لري لري يو خو زړه مو سره زړه کښې دے

خومره دې تنگ وکړو د رقيب په سر زما سره
بڼه درته معلومه شوه چې آ غريب په څه کښې دے

ستا د نرگسي سترگو کاسو کښې چې چا څکلي دي
څوک ئې غورځولي څوک په څه او څوک په څه کښې دے

له مخه پلو واخله چې دا توره شپه شي سپين سبا
خوند خو ټول اشنا گوره د نمر په راخټه کښې دے

بيا به ئې ارمان کوي خواوس ورته ځان وښايه
راشه که ديدن کوي قہس درنه په تله کښې دے





جاوېد افگار

يوړو قرار تا، خوبونه نه راځي
ياره په رښتيا، خوبونه نه راځي

کت کښې تر سحر څنگونه اړوم
شوي رانه جدا، خوبونه نه راځي
چل د خدا هم رانه هېر شوي د
شوم د خدا، خوبونه نه راځي
دا چې طبيبانو جواب راکړلو
څه او شو په ما خوبونه نه راځي
باد راباندې تېر شې يا رقيب په ما
اوکړه څه بلا، خوبونه نه راځي
کله کله ځان باندې شکمن شم
شوم په چا شېدا، خوبونه نه راځي

چاته ورنژدې شم چاته اوکړمه
زه افگار ژړا، خوبونه نه راځي





اختر حُسن تنگيال

دروغ نه دي په رښتيا ليدلې نه شم
د چا سترگو کښې ژړا ليدلې نه شم

غم د خپلې بربادۍ راسره نه شته
تا نيمگړې نيمه خوا ليدلې نه شم
داسې يم د گېډې غم په مخه کړې
خپل بچي هم په رڼا ليدلې نه شم
دا څه ژوند دے چې ته ماليدلې نه شي
دا څه ژوند دے چې زه تاليدلې نه شي
په يو ځاے کښې پرې خوشحاله يم بې حده
خو په بل ځاے کښې خندا ليدلې نه شم
ستا راتلونکي به اختر او وایم مرگيه
خو د خپل ارمان قضا ليدلې نه شم

ښه نو وایه څه به روغ شمه تنگيال
په گلونو مسيحا ليدلې نه شم





حمید هاتف

تا ویستی د رقیب سره دي جانته تصویرونه
دا خکه سوزوم دي په اور گرانته تصویرونه

پرون د دغه خلقو د بدبته وه په دنیا کښې
دا نن چې ئې وباسي له مکانته تصویرونه
زما په تصویر خه کوي عاجز فقیر سره یم
خه واخله له بادار او قهرمانه تصویرونه
په دي ښار کښې ژوندي خبرې نه کړي که پوهېږي
په دي ښار کښې زه وینمه گویانته تصویرونه
دا وگوره تصویر د بربادی زما د قام د
پرزو د ابادۍ کره په ما خانه تصویرونه
لیدلي مې بلها دي تور مخونه په دنیا کښې
لیدلي مې دي ژوند کښې خور وښانه تصویرونه
عجبونه به خپل پټ کړو په نړۍ کښې له دنیا نه
خواخلي چې قدرت موله اسمانه تصویرونه

د ښکلو تنه داره چې د نړۍ په سطحه کېږي
هاتف به ورله لېږي له مردانه تصویرونه





خان محمد تنها

هېڅ پښتو او پټ مې او نه موندو يار کښې
هسې ژوند مې ورسره تېر کړو اعتبار کښې

د خپل رور لاش په اوږو با ځدې اوږمه
تنده غرۍ مسافر يمه په لار کښې
زه ساده ئې په باور د مينې بو تلم
د يوسف غوندې ئې خرڅ کړم په بازار کښې
زه د غل او د شوکمار نه يړېدمه
خپل رهبر مې قافلې لوت کړه په لار کښې
د خپل کور د ډيوې دا اور لگيدلې
هم په سوات او پېښور او قندهار کښې
کيچاوه ئې په بدل کښې راته راوړه
د مرام د سرې ډولۍ په انتظار کښې
سر مې سپين، عمر مې تېر شته پويه نه شوم
فرق مې او نه کړو په يار او په تور مار کښې
جمانونه او حجرې مې شوې په وينو
د بارودو د لمبو په دوند کار کښې
اينته د احساس چا پسې گرځي ته؟
اے تنها! ته د پوندو په دغه ښار کښې





سید مسرور

: نوي کال نوو رنگونو سره راشه کنه
زما د زړه د موسمونو سره راشه کنه

بغیر له تاهره لحظه پیکه پیکه تېرېږي
د دې پیکه پیکه وختونو سره راشه کنه
زما د زړه په آئینه کې ویرانې خوره ده
د خپلو شوو منظرینو سره راشه کنه
جانانه اوس خوستا سینه کې زړه زما درزېږي
د عجیبه کیفیتونو سره راشه کنه
دغه تېر کال خومې د زړه د ماتېدلو کال وه
اوس خود نوو امیدونو سره راشه کنه
د یو یخني ده او د زړه پرهرمې څرېکې وهي
د شونډو سرو د ټکورونو سره راشه کنه

ستا په مسرور د هجر ډېرې سوکړې تېرې شولې
لږ د وصال د بارانونو سره راشه کنه





حمید الرحمان نادان

زمائی قتل د اعتبار کرے دے
چی د رشتی نہ نی انکار کرے

پہ دی خبرہ مرور دے جانان
ماسرہ خوب کبی تا تکرار کرے دے

خود پہ جامو کبی نن خائبر مہ نہ
چارا تہ وی چی چا اقرار کرے دے

آئینہ زور نی نن زغملے نہ شی
جانان سادہ سادہ سنگار کرے دے

پردو نادان لہ ہمیش لاس ور کرے
خپلو یارانو تری فرار کرے دے





علي رحمان چراغ

چې په سر ئې د شفقت وي د پدر لاس
کله هم نه رسوا کېږي د پسر لاس

خواست د خدا ۛ له دره کانه که محتاج ئې
هسک دې مۀ شه التجا ته په بل در لاس
بادشاهت د دې دنيا د ۛ خۀ نيمگړه
خالي لاړو په مرگي د سکندر لاس
ذولفقار د چا فاسق په لاس کښې مۀ شه
توره غواره د علي ۛ او د عمر ۛ لاس
د دې دور په نظر ماتم پکار د ۛ
چې نه پېژني د خبر او نه د شر لاس
جواني د بېلتانه وه يار مې بابله
همېشه لره وي تش د جوارگر لاس
يو هېبت په ما طاري شي ستا په خوا کښې
زه ۛ تاته دروړه نه شم زړور لاس

د چراغ سره ئې مينه ده څو سوزي
له دې يرې نه مې نه ږدوي په سر لاس





انجنيئر جهانگير جنون افردي

په كهف د بي چيني ڪنبي بوڊنبدلے غوندي یم
هر څو ڪه خپل منزل ته رسبدلے غوندي یم

زه ستا د برند نظر د تسلي لرم امڪان
اشنا جو التفات دي رابللے غوندي یم
يو شور د محبت مي دے باطن ڪنبي موجزن
هر څو ڪه په ظاهره باندې غلے غوندي یم
د امر بالمعروف د پر مخنگ په لور شايد
د خوبه د غفلت راپاسيدلے غوندي یم
خاموش په خان ڪنبي ورک یمه په شان د هديرې
په مخ د زماني د خاورو څللے غوندي یم
بېگهه دي چي په خوب ڪنبي رابللے ووم اشنا
په تال دي جوږ د فڪر څنگبدلے غوندي یم

ناصره غصه و ڪره زه په خود نه ووم جنون
په زلفون ڏنڀرونوئي ترلے غوندي یم





عدنان احساس

ريخې ريخې مې ترې گريوان راتول کړو
ذري ذري مې خپل ارمان راتول

مخ له نې نور د خپله نوره ورکړو
چې فرېشتو کله انسان راتول کړو

هر خواته گوره د دجال فتنه ده
ما بڼه په گرانه خپل ايمان راتول کړو

چا وئيل اوس درته يادېږي کنه
ما وئيل اوس مې ترې نه ځان راتول کړو

ويش د خدا اور خوشحالو چې کېدو
احساسه ما تري نه خفگان زاتول کړو





حميد وصال

ته چې دوي ته شې نژدې زه پرېشان شم
د ملگرو په نيتونو بېدگمان شم

محببت د انساني فطرت خاصه ده
يوه موقعه ماله هم راکړه چې انسان شم
د تاغ غم مې له روزگار لاس اوښکلي
هسې نه چې چرته بوج په خپل خاندان شم
وايم څوک له فرشتو هم خفه کېږي
تا چې اووینم خفه په خپل خفگان شم
ضروري ده چې د تا زړگۍ تسخير کړم
ضروري نه ده چې هر چاته دې گران شم
خپل مڼې پخلا کول تال له کوم گران دي
ته راوځنډا تش زه به در روان شم

تشنګي د محبت مې لاسوا شي
د وصال نه پس دې لاهم په آرمان شم





رحاب ملک

پنه گرمو گرمو اوښکو گرهوانونه سوزېدل
د سترگو آئينو کښې تصورونه سوزېدل

حالات لکه د اور هسې چاپېره وو رابل
د روح مې پکښې واړه اندامونه سوزېدل
باران پرې په شېبو شېبو د سترگو ورېده
د يوې کښې د زړگي چې ارمانونه سوزېدل
بيا راغللې د عمر د يادونو قافلي
تازه مې شول په زړه باندې زخونه سوزېدل
ژوند بيا کړمه راپېښه د قسمت په هغه لار
چې زمکه د تامبې وه اسمانونه سوزېدل
راوتې ترې لفظونه وو د اور د لېږدو
د ژبو په اورنو کښې سرونه سوزېدل

راوړي وو سپرلو کښې د رحاب سره اورونه
غوټې وې سوي لوي ټول گلونه سوزېدل





محمد علي صابر

چپه ځله هر يو انسان لره راحت دے
په سپر دلي ځله کښي هر وخت مصيبت دے

د تنزري حال ته گوره که دانائي
د ښکاري په حال کښي گهر له خپل عادت دے
عاجزي به دې هر چا و ته قبول کړي
له غروره په شيطان باندې لعنت دے
که د منډې زور دې نه وي څه په روړو
د مېرې په حال کښي څومره برکت دے
په غرمه کښي هغه سوري لاندې ملاست دي
چا چې کړه په سحر کښي حرکت دے
چې يوه گوته ته بل په لوري نيسي
د څلورو گوټو تاته اشارت دے

د زبرگانو په محفل کښي چې ناسته کړي
ما صابر باندې د لوه الله رحمت دے





ساجد اعوان

د يارنې تهمت په سر وورمه
د وفا پټۍ په هنر وورمه

خپل به په خپلو کښې محفلې کوي
زه د پردو خواله اخترو وورمه

چرت په چې سوزخي رڼاگانې د ژوند
هغه لمبوله خپل نظر وورمه

زمونږ رقيب بېگاد ملکه ورک شئ
يار له به دا زېرۍ سحر وورمه

په يار ئې توري خاورې پرېوتلې
ځمکه ساجد له دا خبر وورمه





عابد ثمر اپریدے

خُہ جادو دے کرے دے پہ ما باندے
زہ دے رانہ ورے پہ خندا باندے

یارہ صفا اووایہ شرمبرہ مہ
وریت دے پہ لمبو کرم پہ جفا باندے

زہ درپسے خیرے گرہوان گرخمہ
عمر مے تہرہ پڑی پہ ژرا باندے

درہغہ چے نصیب مے شی دیار مینہ
نہ کوم باور ئے پہ وفا باندے

زلفی پیچ و خم کرہ پہ رخسار گلی
نمہ سودا را کرہ پہ سودا باندے

خُہ د زمانے دستمونو نہ
خُہ کوے ثمرہ پہ دنیا باندے





افتخار ساحل

د حُسن خدا ۛ ته د وجدان په تناره ولاړ يم
دلته هم زه ووم سوځېدم، هلته هم زه ولاړ ووم

ستا د محفل نه د وتلو كېفيت توبه
نه دې د غېږې نه روان وومه، او نه ولاړ ووم

تا نيت ترلې وه كعبې ته راز او نياز دې كوو
او زه دې مخې ته د مخ په نمر خاتنه ولاړ ووم

گڼو لاسونو مې د فن آبرو رېزي كوله
دې تماشي ته مې په چپه خله كاته ولاړ ووم

ساحله خاورې څه چې دوږې قدرې هم نه شومه
خپل حسرتونه مې د پښو لاندې كېده ولاړ ووم





مراد علی مراد

زړه مې ډوييږي د قيامت څه علامه خونه ده
هغه چې ما کړې گناه وه دا هغه خونه ده

چې ته پرې هم کوي باور او ستا په لاره نه ځي
لار ئې کړې ده نيغه نه ده فرېسته خونه ده
د ژوند په زغل کښې د تندي په پښو مزل کوومه
زه سترې شوې نه يم ما کړې دمه خونه ده
نيست و نابود به مې کړي او که نه زرغن به مې کړي
چرته کم اصل سره ما کړې رشته خونه ده
ستا په لهجه کښې د غرور ترخه نشه پرته ده
نن ساقي هم وئيل چې دا نشه خوږه خونه ده
په زړه مې پروت پند د غمونو د خولار لنډوم
ما ته په لار کښې مسله پرته يوه خونه ده
ته خپله برخه رزق خوره زه به هم خپل رزق خورم
بغېر له خدايه مې پکار بله اسره خونه ده
ستا حسن لوى دى ما د عشق تر مرتبې رسوي
زه يم عاجز زما څه لويه مرتبه خونه ده

ليلی که توره وه مجنون ته پاغونده ښکاریده
مراد هم گوري محبوبه چې پاغونده خونه ده





ظهير جتانوي

ما ويل چې ساه مې په وتو شوه ويل ئې مۀ خه رانه
سترگې ئې سرې شوې په سلگو شوه ويل ئې مۀ خه رانه

ما ورتۀ ويل چې درنۀ خم راتۀ دعا كوه بس
اوف سمدستي راتۀ په پښو شوه ويل ئې مۀ خه رانه

ما چې گيلۀ دبې غورۍ ورتۀ شروع كړه كله
راتۀ ناڅاپه په توبو شوه ويل ئې مۀ خه رانه

يوه لحظه ئې اوښكې اوساتلې سترگو كښې خو
بيا په ژړا شوه په نعرو شوه ويل مۀ خه رانه

كله به يو طرف تۀ لارۀ كله بل طرف تۀ
لكه په شان د لېونو شوه ويل ئې مۀ خه رانه

ما چې رخصت ترې اخيستو يوه نعره ئې اوكره
گرځېده په رېږدو شوه ويل ئې مۀ خه رانه





پهلوان شاه سياوال

دا څه دي چې په تنده مې رڼا وي همېشه
تیارو کښې مې د زړه ډوبه دنیا وي همېشه

مجرم ته ازادي وي زمونږ شهر نه پرسان کښې
په لاس کښې هتکړی د بې گنا وي همېشه

افسوس راشي واکداره چې تا اوگورم خوشحال
په سترگو کښې د نور اولس ژړا وي همېشه

غریب سړي ته څوک ورځي په وخت د مصیبت
غریب سره په کلي کښې تنها وي همېشه

زمونږ کله تسلیم کړي چې غیبت کول عذاب دے
زمونږه خو په ځله دغه وېنا وي همېشه





حاجي محمد جان جهانگير

ستا په ترس نظر د لرې لرې نه
غوخ مې شه ځيگر د لرې لرې نه

هر څوک دي خبر زما د مينې نه
نېه پتېرې نمر د لرې لرې نه

سترگې چې مې تا رقيب يو ځای ويني
شي په اوښم کو تر د لرې لرې نه

زه درتلم ديدن له چې تا اوليدم
بند دې کړ لوړ د لرې لرې نه

ما درته جهانگير يو څو گيلې اوکړې
تا ترې جوړ کړو غر د لرې لرې نه



نظم

حیات اقبال حیات

زما بیرغ زما پستہ کے دے بابا
 زما پستہ کے زما کالے دے بابا
 د خپل بیرغ پہ قدر نہ پوہی پری
 توبہ توبہ دا کوم سر دے بابا
 زما غزل زما تپہ کنہی اوسی
 بیرغ جانان بیرغ لالے دے بابا
 زما بیرغ لکہ د ناوی پہ خیر
 لکہ گلاب لکہ سپرے دے بابا
 زما بیرغ زما د زرہ پُہ حساب
 زما وجود تہ رانزدی دے بابا
 ہفہ پخپل بیرغ چہ تنگ نہ کوی
 ہفہ روع نہ دے لبونے دے بابا
 د خپل بیرغ پہ سیوری ژوند کومہ
 بلہا خوش بختہ می تندے دے بابا
 زما بیرغ تہ د چا زرہ بنہ نہ دے
 د غلیم سترگو کنہی ازغے دے بابا
 پخپل بیرغ بہ خپل سرو نہ شیندی
 د وطن پیغلہ کہ زلمے دے بابا
 زما بیرغ زما د قام نخبنہ دہ
 زما بیرغ د قام غمے دے بابا
 خوک بہ زما بیرغ تہ تیت وگوری؟
 حیات لامر نہ دے ژوند دے دے بابا

*

اختلاف

فہروز افریدے

نوع مویو دے خود زہونو اختلاف دے
 زمونہ دواہود فکرونو اختلاف دے
 هوہ مویو دے جد مویو وطن مویو دے
 خوبیا ہم د نظرونو اختلاف دے
 تہ د جسم ازادی غواہی چہ عام شی
 ستا زما د معیارونو اختلاف دے
 تہ باغی لہ روایاتوزہ پابندیم
 بس ہم دا د اقتدارونو اختلاف دے
 ستا دنیا د عہش مقام زما از مہبت دہ
 دا زمونہ د ہدفونو اختلاف دے
 زہ قائل د عقیدہ تہ د تشکیک نی
 دا زمونہ د ایمانونو اختلاف دے
 ستا د خیال پہ آزادی باندہ یقین دے
 د پابند ازاد خیالونہ اختلاف دے
 ستا لوئی او زما خوبہ فقیری دہ
 دا زمونہ د مزاجونو اختلاف دے
 ما د خداے پہ درست نظام ایمان راوہے
 ستا د خداے پہ نظامونو اختلاف دے
 مرگہی بس موافق دے یار فہروزہ
 نور پہ تلو مظهرونو اختلاف دے



بل جهان

اطلس گل اطلس

چې نه پکښې څه ويره او نه ترهه نه دهشت وي
يو بل نه زارېده وي هر خوا مينه محبت وي
هر يو سره امين وي او جر چې د صداقت وي
چې هر څوک بڼه خوشحاله ماحول د يو جنت وي

بس زړونه ته سکون وي او ژوندون پکښې آسان وي
اے خدايه درنه غواړم که ستا بل داسې جهان وي

چې هر خوا چمنونه سره گلونه وي بهار وي
باغونه د مېوو وي ونې بوټي وي قطار وي
د شنو اوبو سيندونه وي نهرونه ترې بې شمار وي
څادر د زېر گلونو په پټو خور وي سنگار وي

چې هر خوا ته سپرلي وي لرې لرې ترې خزان وي
اے خدايه درنه غواړم که ستا بل داسې جهان وي

چينې وي ابشارونه وي يو سُر وي يو آواز وي
نغمې خورې په شونډو ورسره د رباب ساز وي
مستې وي او ځوانې وي د مښو زړونو راز وي
د ونو په بڼا خونو د چرچو راز و نياز وي

چې نه وي تصور د رقيب، هر بڼکلي جانان وي
اے خدايه درنه غواړم که ستا بل داسې جهان وي

ناحقه چې غندي او هم په څلو حقه وېنا وي
خوږې خوږې خبرې هم درد مند زړه له دوا وي
رهبړد کړولارو وي پندو لره امسا وي
چې هره پېغله تپت نظر وړي ژوند حيا وي

چې نه غلط فهمي وي نه څه شک او نه گمان وي
اے خدايه درنه غواړم که ستا بل داسې جهان وي

د عدل او انصاف تر مخه ټکلي یو نظام وي
سجدو لره چې بس یوه کعبه وي یو امام وي
چې ټکار وي د ټکاریانو خو نښته او نه دام وي
یو دود وي یو دستور وي یوه ژبه وي یو قام وي

د عدل او انصاف تله درنه مې په هر آن وي
اے خدايه درنه غواړم که ستا بل داسې جهان وي

چې نه چرته بارود وي او نه چرته د هندوکار وي
چې امن وي سکون وي ټول ماحول قرار قرار وي
نه جرم نه سزا وي نه تخته وي او نه دار وي
تیارې د جهالت نه وي د علم اقتدار وي

چې ستا وحدانیت مني په تائي بس ایمان وي
اے خدايه درنه غواړم که ستا بل داسې جهان وي

چې نه په قوميت نه په مذهب کښې اختلاف وي
 چې نه د چاپ په نسل او نسب کښې اختلاف وي
 چې نه چرته رتبه او نه منصب کښې اختلاف وي
 چې نه چرته اطلسه په ادب کښې اختلاف وي

چې هر څوک ادب ذوقه وي د يو بل قدردان وي
 اے خدايه درنه غواړم که ستا بل داسې جهان وي



پښتانه

سيد گران باچا گران

د ضد په لاره کله چې دي تلې پښتانه
واپس په دغه لار نه دي راغلي پښتانه

منمه نور قامونه پخپل ځای د قدر وړ دي
خو وخت د سربازی کښې دي وتلي پښتانه
تاریخ ورله ورکړه ځای د خپل زړګي په کور کښې
تر اوسه ئې دې زړه پورې نیولې پښتانه
د پټ ښېګړې تورې تنګ په تورو برابر دي
هر ځای جګه شمله ساتي ښاغلي پښتانه
په بل وطن کښې هم د خپل وطن سندرې وائي
د خپل همت په زور غر ته ختلي پښتانه
بغیر د خپل الله ئې چاته سر نه دے تپ شوے
ایمان یقن محکم لري کوټلي پښتانه

ډېر ورک شورانه گرانه د بارودو په لوگو کښې
غمواو د لعلونو په شان ښکلي پښتانه



د مېرمنو عالمي ورځ

محمد جبار جبار

بنځه پيدا کړې خدا ۛ بنائست د هر کور ده
گوره چې جنت ئې د پښو لاتدې د ۛ نومور ده

ا ۛ وروره حقداره دې په مال کښې لور او خور ده
ولې توره کړې دې په ژوند کښې په هر تور ده

بنځه ملالۛ ده مېدانو نه ئې گټلې دي
واړه دښمنان ئې د دې خاورې نه شرلي دي
څنگه ئې زلمي د جنگ مېدان ته تگولي دي
څومره اتلان چې د وطن دي دوي روزلي دي
څنگ په څنگ ولاړه په مېدان کښې د خپل ورور ده
ولې توره کړې دې په ژوند کښې په هر تور ده

مونږ اکثر ورکړې خپل دښمن له په سوره کښې وي
وايو بنځه کور کښې دې وي يا دې مقبره کښې وي
دوي سره زياتۛ د پښتنو په معاشره کښې وي
تل بې اسرې شوې په اسره اسره کښې وي
لور خور د سړي ده که لور خور د سړي خور ده
ولې توره کړې دې په ژوند کښې په هر تور ده

خدا ۛ په بنائسته بنځو ټولنې كړې رنگينې
ټولې بنائسته دي كه څوك تورې دي كه سپينې
هر چرته چې وي خو ښكاره نڅښه ده د مينې
دوي بوټي د ژوند له هميشه وركړې وينې
ولې گرځولې مونږ حقداره د پېغور ده
ولې توره كړې دې په ژوند كښې په هر توره

بنځې له وركړې پاڪ الله څو منصوبونه دي
مور ده، خور ده، لور ده خانله خانله ئې نومونه دي
ده چې په كوم نوم هم نو په سر ئې شل عارونه دي
تل ئې ټوكولي په ژوندون كښې سره گلونه دي
اوگوره جباره چې هم خواښې هم اينگور ده
ولې توره كړې دې په ژوند كښې په هر توره



فضل محمود روبان

آزاد نظم

ما د ادب په سمندر کښې

لامبو وهله

خان مې

پورې ايستلو

خوزه خبر نه ووم

چې د ادب سمندر

خومره ژور دے

*

چار بېته کالداره

همايون شاهين

اتـــه وواتـــانيزه څلور څلور انيزه

د شپاړسو انونو نه جوړه دغه يور وپی

کالداره د چاندی وه

آنه کښې دوه ټکې وې ټکه کښې دوه پېسې وې

يوه آنه وه غټه، بله ياده په گنجی وه

کالداره د چاندی وه

څلور شپېته پېسې وې روپی کښې د مزی وې

يو زېره به پېسه وه بله مينځ کښې به سوری وه

کالداره د چاندی وه

پېسه کښې ادهلې وې د هغه زماني وې

آنه باندي بگی کښې آدینه ته به سورلی وه

کالداره د چاندی وه

کالدار بنه درنه وه په وزن کښې توله وه

هر څه به پرې کېدل که به مېښه گوندلی وه

کالداره د چاندی وه

ارزانـــه ارزانـــي وه د زړونو خوشحالي وه

ابی به باندي کړې د پېتۍ ډکه کتوی وه

کالداره د چاندی وه

ساده وو خورا کونډه کـ وټلي وو وجود ونډه
پرېمانه به گلـه وه د اورېشـو به ډوډۍ وه
کالـداره د چانـدی وه

سوی وې تهېلـدارې پـنـې وې چغـدارې
د ښځو بوتې نه وې یوه غـته بـی کمځۍ وه
کالـداره د چانـدی وه

کور کښې نه لېـتـرین وه پـه خـلقـو آفرین وو
د کوهي سره به خوا کښې د لامـبلو چوڼیاڼۍ وه
کالـداره د چانـدی وه

نـه مـرـمـوړۍ وه بېـشـانـه به خـوږه وه
د کلي په یو چم کښې د هندو به یو هـتۍ وه
کالـداره د چانـدی وه

ن اوگوره ماړه شو دا خلق سړي خواره شو
په هغه وخت کښې کویت نه سعودي او نه دوبي وه
کالـداره د چانـدی وه

سـاهـيـنـه پښـتـولـاړه څـه وړانـه شـوه وېجـاړه
پلېت په انگرېزي کښې شـه پخوا به رکېبۍ وه
کالـداره د چانـدی وه



علامتي چاربيتہ

نثار محمد نثار

ستا او زماروغه شوه ڪوتري ته وي باز
خونه د تپوس په اتفاق به ڪرو ويجاړه

ڪوتري ووي بنه ده برادره خان خبر ڪړه
زما دي خوش طونه قبولي به په ميدان
طوطي د پنجرې بار دے خوده معرني بهر ڪړه
بيا چي دوباره ئي ګورے نه ڪري بنديوان
زري غلطی همه واپه ئي عفو درګزر ڪړه
دا به دي مننه وي په ماب به وي احسان
هله به زه ستا او ته زما به ئي همراز
ستا او زماروغه شوه ڪوتري ته وي باز
باز ووي ازاد دے هم بخښم ئي ګناه واپه
خونه د تپوس په اتفاق به ڪرو ويجاړه

ڪوتري وي دا شرط مي آخري دے وایم حال
ڙاله د تپوس وړانه ڪړه صبر مے ڪړه نور
اخلمه بدل زه دا مي نیت دے دا مي خيال
كمزورے خوتنه نه ئي ورته وښايه خپل زور
تادي ڪوه زر پاسه يو ذره نه شي اتال
دا دنيا د ده نه ده جهان ڪړه پري نسکور
اته ګزاره ور ڪړه باز په لمسه د غماز
ستا او زماروغه شوه ڪوتري ته وي باز
هغه ڪار ئي او ڪرو چي ڪوتره وه پري لاره
خونه د تپوس په اتفاق به ڪرو ويجاړه

تپوس ئې ڪرو بي ڙالې او ستم پري اوشه نور
ملگرو ته جيران شه وائي ڊهر پښڪنبي باغيان دي
بل ملا چرگگ د خوشحالي نه گڊ ڪرو شور بيا
زړه مې دے خوشحاله تقسيم شوي تپوسان دي
د باز په حمايت ڪنبي اعلان وڪرو حرام خور بيا
لري ڪره د مخي دي تنزري ڪه زرقان دي
نه ڪوي جرات چي ڊپه وړاندي د پرواز
ستا اوزمارو غه شوه ڪوتري ته وي باز
ستا به غلامي ڪوي کارغه وي ڪه خراپه
خونه د تپوس په اتفاق به ڪرو ويجاپه

تپوس چي شه ناکامه نيت ئي وڪرو د سفر
مخ ئي وه مغرب ته اباسين ئي ڪرلو پار
دلته ڪنبي شاهين ته وو د مخڪنبي نه خبر
هغه د ناکامه شه ورپوري په تلوار
کلڪ په اتفاق سره ئي دا اوڪرو اقرار
د باز د غورزولوبه ڪوو دي خاے نه اغاز
ستا اوزمارو غه شوه ڪوتري ته وي باز
نثاره مخڪنبي شه ڪپري اوس خبر له ربه غواپه
خونه د تپوس په اتفاق به ڪرو ويجاپه





نازيه دراني

حُسن پرست په حُسن مړوي عبادت ئې کوي
د ناجائزو خواهشاتو اطاعت ئې کوي

خه کفيات د زړه په دشت کښې په غضب اخته وي
د ذهن توري په کاغذ تل شکایت ئې کوي

هغه که هر خومره مغروره دے باغي دے له ما
خو هر ارمان مې لېونے شي ضمانت ئې کوي

مونږه احساس لرو احساس سره ژوندون تېروو
جذبې مو په يو دوه کښې سوا شي مروت ئې

د جرم هر اړخ ښکاره شي بې پردې شي اخر
حق چې گویا شي ملگرتيا تل صداقت ئې کوي

ناز په گيلو په چغو کلیه معمي حل کېږي
ښکاره خوده چې استحکام استقامت ئې کوي





لطيف الله اہمل

ماله سلگي راخي جانانه د سلگو د پاسه
اوبنکي رواني دي بهيري د لېمو د پاسه

ذري ذري ئي کرمه والوتمه مينې د يار
لکه سيلی چي راتېره د ايرو د پاسه

تابه راوړل ما به خوړل خومره مزه پکښي
سره ډوډي د پياز نه چک يخو شوملو د پاسه

گرېوان مي څيري تر لمن شه لېونې ئي کرمه
بس اوس دې نه کوي دعا راته ښېرو د پاسه

چي تر پرون پوري وو تيت ولاړ زما په مخکښي
هغه نن ښغ څنگه راخېږي پښتنو د پاسه

چي ستا تر څنگ ايمله زه د خوب خوبونه وينم
لکه محل چي جوړومه د اوبو د پاسه



ادبیات ہند کو

خیبر ظہیر عباس دوستمانی

نعت سرور کائناتؐ

صوفی عبدالرشید

ایہہ جتنا نسلہ سنار دا اے
 سبھے صدقہ مری سرکار صدا اے

جیہڑے نسبت نبیؐ دے نال رکھدے
 خدا بیرے انہاں دے تار دا اے

حیات اس دی دوام اس دا اے جیہنزا
 انہاں تے جان اپڑیں وار دا اے

مری قسمت غلام اس دائیں ہو وال
 جیہنزا دربان اس دربار دا دے

نہ مانہ حاصل زبان کعبہؐ و حسانؐ
 نہ لہجہ روئیؐ وو عطارؐ دا اے

میں آکھاں نعت جیوں نعت بصیرت
 سلیقہ مانہہ کتھوں گفتار دا دے

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
 برابر مرتبہ ان دا اے

اوہ راضی حق توں اس توں اے راضی
 وڈا رتبہ نیا دے یاں دا اے

*

میرے خواباں دا شہر مدینہ

اور نگزیب احمد غزنوی

تمنا کہئی میری اے کراں دیدار مدینہ
دکھا دے میرے مولا تو منوں گلزار مدینہ

ایوائی تا ابتداء سی بس رئی اے آرزو میری
کدو میں چشم نم نال دیکھ ساں دربار مدینہ

جھتے روضہ دے آقا دا اے اوہ مقام اعظم اے
میرا دل تے میری جاں ہووے بس نثار مدینہ

منوں دکھلا دے یا رب ذوالجلال اوہ روضہ اقدس
کہ بس یاد آندا رہندا وے اووکی دیار مدینہ

کدو اس زیب تے تیرا کرم ہوسی میرے مالک
کدو خواباں دے وچ میں دیکھساں سرکار مدینہ

تمنا کہئی میری اے کراں دیدار مدینہ
دکھا دے میرے مولا تو منوں گلزار مدینہ

*

سوری

کوفسانہ

ڈاکٹر عادل سعید قریشی

ہندی پہلی محبت دے زخم دی تازگی داماد بی اس ویلے پتا چلیا جدوں میں آپنڑے پھانجے دے ولیمہ تے
۳۵ سالوں بعد دغ بیٹھاں۔ میں آپڑی زندگی چنگی بھلی لنگا چھڑی ای، اس محبت دا خیال بی آندا
نہ ایاہا پر میں اس محبت آن پھلے دا ای ایاہاں۔ محمد دے ویسے تے جس ویلے میں اندر بہوٹی نال فوٹو
لہا غے اسلے گیاں تے اگے لال جوڑا لائے اوہ کھلتی دی ماہ دس گئی۔ اگر جے اسوں دوہاں ہکی
دے آں نالو نال نہ دیکھیا ہونداں تے اللہ دی قسمے میں سیانڑ کے بی اسوں نہ سیانڑ داتے اس کولوں نظر
پا جلد، ایہہ آخ کے کہ صاف اس نالوں اے کوئی اُوہ۔ پر اس دی تے میری نظر کونال کھے دوئے
تے پئی۔ میری جدوں اس تے نظر پئی تے اوہ پہلے توں ماہ دیکھدی ایہی، جس ویلے نظراں چار ہوئیاں
تے دوویں ٹاٹے رہ گئے آں، کون جے اسوں ہی نہیں ہکی دوئے آں سیانٹا بلکہ اسوں دیاں دلاں بی
لی دوئے آں سیانڑ کدا ایہا۔ میں فری دے آں آخیا ضرور کہ جنڑیا ایہہ صاف اس نالوں ای، پر دل
ہاتے میرا ہی کج لگدا ایہا ہیا تے آخڑ لگیا، اس نالوں نئی پہالہ! اوئی ای ہوے۔ بس فرتے میں اُتے
ی جل کھتاں، جتھے میں ۳۵ سال پہلوں اسوں دیکھیا ایہا۔۔۔ اس شادی ہال بچ پچے داشور شرابہ آپو
آپ ہی مک گیا، جنجو سارے لوک ککڑا کھانڑے آں لگ گئے ہون، اسوں دے پنجالی سالوں بعد ملنے
دی حرام ہوے کدے کسی کیڑھ کدی ہوے یا کسی آکج خبر بی ہوئی ہووے کہ اسی اج مل گئے
آں۔ ظاہر اے میں ستر سالہ بابا اور اوہ پینٹھ شینٹھ سالہ بڈھی ماسی تے کونوں سوٹ کرے آ۔

اس دیاں اکھیاں اج وی انجوبی چمکتیاں ایہا یاں جنجو اس ویلے انہاں ماں پاگل کر کدا
ایہا اج سرے دی جانی مسکارہ پیا مسکدا ایہا، میرے مامے دی تہیو دا بیاہ ایہا تے میں بیاہ دیا کماں
ال لگے دا ایہاں۔ کاکولاں دے پاٹریے دے کال دا کساں پتا نہیں تے میں مڑماں جوگے پینڑے دا

پانزیں پھرنا ایہاں۔ پانزیے دی بالٹی ڈرے فچ خالی کر کے جوں پچھا مڑیاں داں کہ ہک واز میریاں کناں آئی“! سترے جو گے ماہ مار چھڑا دے! داتیرے کر لے کین واجا نکا! او کسی انہی ماو دیا پتر!۔۔۔ ”میں کسی بڈھی جی اماں بالٹی مار بیٹھا ایہاں تے انہاں دے منھے فچ جے کج آند ایہا تے اوہ اسماں ڈک دیے نہیں ایسے بلکہ او چھا او چھا کڈ دے جلدے ایسے۔ انہاں دی تاڑا لوٹی تے سارے اس پاسے دوڑے، جدوں انہاں دے بخیا کہ زلیخا بے بے دے تے سمجھ گئی کوئی ڈرامہ ہی ہوسی۔ پر اوہ ڈرامہ فچ بد گیا کوں جے بے بے ہو خواتے ساریاں دے جمع ہو خواتے تو بعد روٹاس تے پٹاس پا چھڑی۔ میری امی دی اتھے شرمندہ جے ہوئے دے کھلتے دن تے میں بی لازم ہوئے داں۔ ادھے گھنٹے بعد جس ویلے زلیخا بے بے ہو خواتے تھیں ہو گیا کہ بیا ہے آلے اس کہار دے ساریاں جنزیاں تے کڑیاں اطلاع ہو گئی اے تے فرادہ اتھوں اٹھے تے ہمدے کھیڈ دے، پارے فچ جل بیٹھے۔ میں بی اتھوں ٹر پیاں، اجراں میں بیڑے بچوں باہر نہ نکلیا ایہہ کہ دے بخنا ایک کڑی ماں واز دتی“ گل سنو وانڈیا!“، بچاں مڑیا تے کوئی اوپری ایہی۔ جدوں غور کیتا تے اس دے چہرے تے اکھیاں سوا کوئی ہو رشتے کسی نہیں دے ہمدے ہو، اسدیاں اکھیاں بچو کوئی خاص مقناطیسی جیئے طاقت نکل دی ایہی۔ میں تے اس دیاں اکھیاں دے بخنا ہی کے ہی رہ گیا ایہاں کہ اس جس ویلے دے بخیا کہ میں تے اکھیاں دے جادو تلے آ گیا داں تے اس ماہ فرواز دتی کہ گل سنو جی مڑی! اس گلاں فچ تسدی کج غلطی نہ آہی۔ میں آپ بہال دی آہی۔ انہاں کو اتنی لگی بی نہ آہی ورے انہاں فچ شور بہیا، اللہ رسول دے سامنے تسدا قصور نہ آہا جی۔ میں اس دی اکھیاں دے جادو بچو نکلیا تے اس دی گل سنو آئی دتی۔ میں لازم تے ایہاں ہی پر جس ویلے اس ہمدردی دا بول بولیا تے میں بی شیر ہو گیاں تے بولیاں ایہہ بڈھی اماں ہے اسی شرے باز ایسے جی۔ کل بی کسی نال جٹھی دی ایہہ۔ تاں دے بخیا ناں میں کنجو بالٹی چھائی ای۔ ہاں انہاں نال ضرور لگی ہو سی پر انہاں لگی نہ ہو سی قسمے۔۔۔ انہاں تے بوجی دا پھٹ بڑا کدا دے۔۔۔ اوہ اس گلاں تے مسکائی تے میں فر شیر ہو کے بولیاں، تاں دی مہربانی جی جیہڑی تاں میرے حق دی گل کہتی۔ پر میرا دل پیا

آخدا ایہا کہ ایہہ کڑی گل لاوے تے میں تھوڑی چھٹی ہو راس دیاں اکھیاں ہس دیاں دیناں۔ چھائی
کیوں اس سرے آں سچے کہے ہلایا جنوں آپڑیں کسی گھاں دا جواب دتا ہو یس۔ میں اتھوں ٹر خو گیا تے
اوہ بولی میں تساں کو سوری بولنی آں۔ یں اس در مڑیا تے اسدیاں اکھیاں بی ماہ سوری بولدیاں
پیاں۔ میں آخیا نہ کرو جی۔ تسی کوں سوری بولدے ہو۔ دفع کرو نے پر اں۔۔۔ اوہ ہی تے بولی اوہ
مڑی امی ناں اس کر کے میں تیں آں کو سوری بول دی آں۔ ایہہ سنو کے میرا تے آتھے سہ نکلنوں
گیا، شرم نال متھے تے پر سے آگیا جے میں اس دی امی جی ہو خاں کے کے آخ بیٹھاواں۔ پر اوہ
دیوی ماہ اتھے ہی چھوڑ کے اگاں ٹر گئی۔ زلیخا بے بے دی، متنی سوہنی کڑی۔ ماہ ذرا یقین نہ آیا پر اللہ دی
بانڈاں جی، ایہہ سوچ کے چپ کر رہیاں۔۔۔

میں چھٹی کڑی بعد میں فراندے آں مڑیاں تان جے اس پری زاد آں ہک نظر ہو روح نکناں، میں
اتھے گیا دان جتے پارے بچ زلیخا بے بے لے پیسے دے ایسے، اوہ ماہ دفع کے فرزند کڑاں لگ گئے تے
میں انہاں کول جل کھلاں تے انہاں دی کڑی دی بولی دی سوری انہاں موڑ دتی۔ انہاں نکلی نکلی بڑبڑکتی
پر ماہ سمجھ نہیں آئی کوں جے ہو خاں کدے ماں گالیاں بی کڈن آں تاں بی ماہ مندا تھوڑے ای لگے
آ۔ انہاں کولوں پر اں لگیاں تے امی سنو اکھیاں دے اشارے نال ماہ آپے در بلایا۔ میں انہاں در ٹر گیا
تے بولیں ہو خاں اس آپڑی تائی کول کیوں جل کھلا پہلے جہان نہیں ہو گئی آ۔ دل کیتا کہ آخاں کہ ایہہ
تائی نمی میری سس اے تے تساں دی کڑی۔ ہک ہو ر جواب بی میرے کول انہاں دی اس گھاں دا ایہا
پر میں چپ ہو رہیاواں پر امی ماہ سختی نال پچھیا کہ واز آندی آ کہ میل کے کچھنی آں پئی تیرے کولوں؟
ہو کوئی گل نہ بڑی تے میں آخیا زلیخا بے بے دی تہیو ماہ باہر وں بلایا تے آخیاں کہ ماہ اس دی بے
بے بلاندی ہے تا میں ادھر آیاں تے انہاں سوری بی بولی اے۔ آدا ایہہ تے میرا تے اے، اس دی
کڑی نہ جانک۔ ہیں؟ میں اتھوں ٹر گیاں تے سمجھ نمی آئی ایہی کہ ایہہ کے کہا خڑی ہو گئی اے۔ ہو خا
ہن جو کسی کولوں پچھ بی نہ ہکدا کہ اوہ کی کو خا ایہی۔ اللہ جائے کوئی پری ایہی یا پری زاد۔ میرا تے دل ہی

ڈبڑیں لگیا جے ایہہ نہ ہوے کہ اوہ ماہ دے ہی نہ۔۔۔ جے اوہ ماہ نہ دسی تے۔۔۔ فر۔۔۔ فر میں کے کرساں میں تے مر جلاں۔ بس جی میر اول ہی کڑیں آں لگ گیا۔ پریشانی جی پے گئی، کدے کھلتا تے کدے بہنا، کدے اندر باہر چکر مارنا، بہانے کر کر کڑیاں آلے پاسے جلتاں، بہوٹی دے سیجاں آلے کمرے بچوں بی چکروٹی مار آئیاں واں، پر اس دا کج پتا ہی نہیں، زمین نکل گی یا اسمانے چاکھڑی اے۔

سارے بیا ہے بچ اوہ کڑی ماہ فر نہیں سہی آئی۔ کجی دساں تے دے بچ پر چل پئی دی ایہی، بیا جے ایہہ کوڑا ہی تے کدھر گئی، جس دی تہی اے، انہاں دے تے میں آرچو فیری پھر پھر، بلکہ ہک دوہا سائیاں تے ماں سڑانویاں بی سٹیاں جے زینجا بے بے دی پھکی توں بعد اس جاکے آں انہاں نال کے کج خاص ہی دل لگی ہو گئی اے جس ایلے دینخواں دے باہی پکڑی دی ہوند لیس۔ ایہہ سڑکے میں بس لپالپا ہوے دا اس جائیوں ہٹ جلتا ایہاں۔ بیاہ مک گیا۔ تیر پیسے دے دیہاڑے تے بڑی امید ای ایہہ اوہ جاکے دے کہار تے ضرور لب جلی۔ اسوں کڑی آلے مانہرے آں جلتا ایہا تے یں ماسی اکھیاں والی دے لبڑیں دی امید لائی دی ایہی۔ اندر باہر اسی آں پیٹا ٹھونڈا ایہاں۔ بس کھلتی دی اے تے میں زردے دی دیگ بساں دی چھتی تے رخائی، تاں تک ساری کڑیاں بساں بچ بیہ گتیاں تے میں کرایہ جمع کرنے دے بہانے تے ہک ہک کڑی آں دینخوا پر نہ جی اوہ نہی ایہی۔ ہوڑ جاکے دے کہار دی ہی امید ایہی۔ اس دا خیال جدوں آند ایہا تے ماہ انجو لگے کہ جنجو میر اساہ بند ہوڑ لگیا۔ تے کرایہ جمع کر کے لہنڈے توں بعد تے میں سخت مایوس ہو داں ایہاں، میرا چونے دا بوتھا دغ کے میرے بڈے مامے ہوڑاں ماں ہک توہری اے کہ کے گل اے اونڈیا حواساں بچ کیوں نہی اے توں۔ تے میں ہوشاں بچ آیاں، اس اکھیاں آلی دے خیالاں بچو باہر نکلیاواں۔ لازم جا ہوئے دا اگاں ٹر گیاں۔ آخری امید ایہی جے اوہ جاکے آلے کہار ماہ مل جلی انشا اللہ۔ بٹ پل تے بس خراب ہو گئی تے اسوں ساریاں کڑیاں ٹور کے شہالہ دے کہار کھڑیا۔ میں تے کلیسے زردے دی دیگ چائی دی ایہی۔ اوہ میرے نال گلاں کردار ہیا پر میں آپنڑیاں ای خیالاں بچ ایہاں کہ ہنجو اگلیاں دے کہار جلاں، اتھے اوہ دس

لمی تے میں اس آں ایہہ آخال تے اوہ ماں ایہہ آخسی۔ شہالے دے کہار میں زنان کنا بڑ کے
 ٹریاں بچ پھر دار ہیاں ہر اوہ اس کہار بی ماہ نہ دی۔ تیسہریاں بی مک گیا نہ لبندی ایہی تے نہ لمی۔ ہو
 برے بس بچ کج بی نمی ایہہ۔ سال ڈیڈھ تے انہاں اکھیاں دا اثر کار ہیا فرزندگی دی وازاں سنڑ ماہ آپے
 ر موڑ کدا۔ پر ایہہ ایہا کہ ماہ اس دا خیال آند ارہند ایہا تے جہاں سارے سوال بی نال آنڑ کھلے
 پیسے۔ زندگی ٹردی رہی، جد کسے دیاں اکھیاں دی گل لگے یا کوئی شعر پڑھاں تے اس دی سرمہ لگیاں
 لہیاں دا خیال ضرور آند ایہا فر میں اس خیال آں نس چھڑنا ایہاں۔ میرا بیاہ ہو گیا، ذمہ داریاں سر
 پے گینیاں، پر کسی نہ کسی بہانے نال اوہ اکھیاں آپڑی محبت دا تہیان کرا چھڑ دیاں ایہاں۔ پر اچ اوہ ماہ
 ن شادی ہال بچ مل گئی ایہہ۔ میں اس آخیا "گل سنڑ! تاں دی ہک سوری میرے کول ادھار پئی
 نا اے۔" "ہی تے آخڑ لگی" ہلا جی! مڑی سوری، تدے کول، آخاں ہو سی ہو سی، پر میں بچھدی
 نا، تاں اس کو کی سمجھالے دے۔ "میں آخیا کہ میں اس کر کے سمجھالی دی ای کہ کھرے کدے
 اوہ گئے ہوتے تاں موڑ کے دیاں کول بے جنہاں دے کر کے تاں ماور سوری ماہ بولی ایہی اوہ تاں
 ماہی نمی اے۔" "اوہ قہقہہ مار کے ہی تے میرے در ٹر آئی۔ اسی دوے اتھے ہی ہک میزاں تے بیہ
 ئے۔ پہلا سوال اس تے کیتا، وانیک بنختے اللہ دی اے! توں اس دیہاڑے ماہ سوری بول کے کتھے
 ری رہیں ایں؟ ہی تے بولی "مانہرے مڑی پھس دی اکھار آہسا تاں دے مامے دی تہیو دے
 انڈا تے اے، ہنڑ بی اے مکان اندا، ادوں میں اتھے آئی دی آہی آں تے پھس جی مکونال اراکی
 نہ کا کولان کہن آئے۔ اتھے تدے بیڑے بچ اوہ ڈر لاما نہ خیا تے مک بڑا مزا آیا کاں۔ میں سارا ٹیم
 اکھلتی رہیاں تے تاں کو ہی نہ بخدی رہیں آں، تسی سخت لازم ہو دے آپے ہو۔۔۔ تاں دی شکل تا
 ، لاڈ جیا آگیا آہسا۔ جدوں سارے جلدے رہے تے میں تاں نال مزراخ دی سوچ کیتی کہ تاں
 اں آخاں۔ تاں نال گل کیتی تے تسی انہاں اماں ہونڈاں کو مند اچنگا آخیا تے مڑے دلا بچ خیال
 کی نہ تاں ہو ر شر مندہ کراں، تاں فر میں تاں کو جھوٹ آخیا کہ اوہ اماں مڑی امی ہن تے میں

تساں کو ان دی جائی سوری بولدیں آں۔ کی جے مک پتا آہا تسی اس گلاں تاہور شرمندہ ہوسو۔ کی ہوئے آہے ہو کہ نہ؟ بس فراساں بہوئی دیاں مینڈھیاں کھولیاں تے آپنزے کہاراک مڑ آئے آہے آں۔ اگلے دیہاڑے میں آپڑے ابونال آپڑیں کہارے گھجری رہیں آں۔ کہانی ختم۔ ”ایہہ گل میرے کناں بہوں توجہ نال سنڑی تے میری اکھیاں ساں دغ دغ نہ رجیاں۔ میں دے بچ آخیا کہانی اتھے ختم نہی ہوئی کہانی تے شروع ہوئی ایہی۔ اسی دوے آپڑیں گلاں بچ لگ گئیں آں تے باقی شادی ہال آپڑیں کماں نال لگے دا ایہہ۔ جنجو قلماں بچ ہوندا تا کہ تسی ہیر و ہیر وئن آں دھندے ہوتے باقی دنیا اراں پر اس لنگدی جلدی اے اس دیہاڑے اسی دووے انجوبی بیٹھے دے آں تے لوک اراں پر اس لنگدے جلدے ایہے۔ اسان دوواں کسی دی کوئی پروانہ ایہی۔ فرگلاں لگ گیا تے میں ریٹارڈ زندگی دا حال اسان دتا تے اس رنڈیپے دارونزار دیا۔ میں بچیاں دے کنڈا بچ جل بسزے دی خبر دتی تے اس بھابھیاں دے معزیاں دی کہانڑی کیتی۔ میں موئی زنانی آں یاد کیتا تے اس خاموشی اختیار کیتی۔ میں اس آں بیاہے دی صلاح دتی تے اس دیاں اکھیاں جواب دتا۔ اسان دوواں پچھلا سال کرونے دے پاکستان پہنچڑے تو پہلے جنوری بچ بیاہ کر کدا۔ اس دی سوری توں کہن کے اسان دے نکاح تانزیں لکھا گلاں کیتیاں۔ بہوں بہوں زمانیاں بعد دے سنڑ آپنڑی دلڑی نال دے دیاں ہواڑاں مکڈیاں۔ اس بی حال دیا تے میں کن لا کے سنڑیا۔ گل ایہہ وے کہ ہر دن گلاب نالوں کھلدا ایہا تے ہر رات، رات دی رانی نالوں مشکدی ایہی۔

۲۰ دسمبر ۲۰۲۰ء آں راتی ۲ بجے اس داساہ چانڑو ہویا، آخنڑ لگی کھڑکیاں کھول، میں ہلاں صرف کھڑکیاں دے پردے چھکے اے کہ اس ماہ واز ماری ”مڑے کول آمڑی زندگی دے مالکا!“ میں اس در دوڑیاں واں، اس دیاں اسوہنڑیاں اکھیاں پھری دی ایاں تے اس دے ہونٹاں تے ایہا ”سوری“۔۔۔۔۔

*

صبح احمد

دیکھ دت آ گئی اے تیری یاد
منوں تا کھا گئی اے تیری یاد

تو نہ آیا کیہ ہوا سوخیں
نک تا سئی آ گئی اے تیری یاد

گور چو باہر نکل کے دیکھاں
کھیرے بھل پا گئی اے تیری یاد

بارش اچ تیز ہوا لوں راتی
آتا اگ لہا گئی اے تیری یاد

منے سندیہ تنوں پہنچا ایا
کیوں ایہ دت آ گئی اے تیری یاد

جتنے جانا داں اُتے پہنچ دی اے
شہر تے چھا گئی اے تیری یاد

اجلا ہنر آ کے ہلا بیٹھا وال
جانا وت آگنی اے تیری یاد

خبرے کیوں سہار سویلے اج تا
دل نوں یاد آ گنی اے تیری یاد

پہلے بھی تا لا باسی نی ہوئے
ہور بھل راء گنی اے تیری یاد

کوئی غم بھی اگر ہیوے تا صبح
دل سی بس لا گنی اے تیری یاد

*

عورت تیری کہانزی

رانی بانو

ہر پلے دی کو چھاں وے
عورت تھی اے پھینز اے ماں وے

اس دا کوئی ٹھکاناں نینگا
گاؤں دی تا وت بھی سراں وے

عورت ہک ہوا دا چھوٹکا
چل دی جھیری پہاں پہاں وے

چھلوی اچ میل دی سب دکھاں نوں
تائیں کہندے ون کہ ماں وے

روندا بچہ چپ کر جاوے
جد سر تلے رکھی باں وے

عورت مرد ہک برابر
میری تا اس گل تے تاں وے

*

چار بیتہ

سائیں غلام دین ہزاروی

کوڑی ہے وے دنیا بندیا، ایہہ کوڑا بیو پار
 ہوسی آسب فانی، اُدھر جلنے وار دوار
 ۱۔ کوڑی ہے وے دنیا بندیا ایہہ کوڑا کار خانہ
 مارے آپ چا ہڑے تاپ موت کرے بہانہ
 چو آں کنہاں اندر وار ہو سیں لاچار تو مسلمانہ
 کلمہ پاک نبی دا پڑھ کو کریں توبہ استغفار
 کوڑی ہے وے دنیا بندیا ایہہ کوڑا بیو پار
 ۲۔ کوڑی ہے وے دنیا بندیا کیوں پھرناں ایں مغرور
 بالوں کئی کنوں تر کھی پل صراط تلے جہنم سڑ دے فی قارو
 تلے دوزخاں دی گباری اس تو چڑھنے لا ضرور
 ہادیہ تے ستر انہاں وچ سڑ سن فی کفار
 کوڑی ہے وے دنیا بندیا ایہہ کوڑا بیو پار
 ۳۔ کوڑی ہے وے دنیا بندیا اگے دیسیں جواب
 اوہ آخری منزل پہاری سخت تلخی دا عذاب
 بکچھسن منکرتے نکیر بندے آں تے پھیر ذکر سن شاب
 جے کوئی ہوسی گنہ گاراگاں ڈا ہڈی دیسن مار
 کوڑی ہے وے دنیا بندیا ایہہ کوڑا بیو پار

*

گیت

پروفیسر یحییٰ خالد

ہتھ بنھ بنھ کراں سوال میر یا چن ماہیا
کدے پچھ تڑی دا حال میر یا چن ماہیا

پئی بک بک اتھرو روندی
نینھ اتھیاں تو اوہلے ہوندی

تیری نخرے والی چال میر یا چن ماہیا
کدے پچھ تڑی دا حال میر یا چن ماہیا

کہن ہیاں خوشیاں دوے دن گئے
نالے نیند راں میریاں کہن گئے

سدا یاداں دی لوہری چہلی
کدے مرنے تک نہ پہلی
تیرے مکھڑے تک نہ پہلی

 اکادمی ادبیات پاکستان

تیرے کھڑے دا سوہنڑا خال میر یا چن ماہیا
کدے پچھ تڑی دا حال میرے چن ماہیا

ہویا غم سجنڑے بے حال اے
غم تیرا اس دم نال اے

گیتیں اک عمراں دی بال میر یا چن ماہیا
کدے پچھ تڑی دا حال میر یا چن ماہیا

* *

*

سلطان سکون

دکھ سجڑاں دے پہل پہلوٹھے

آندیوں آندیوں آسن سوٹھے

لوکاں بچ میں کھڑ کھڑ ہساں

چھپ کے ررواں بیٹھ اندروٹھے

تیرے نال نینھ ساڈی نبھدی

تیرے نیں گل گل دے روٹھے

پیار دا دیا بلدار ہندا

چھکھڑ چیلے پٹھ سپوٹھے

سدا نینھ رہندا اوکھا ویلا

یار نہ ٹھا میں دل دو ہوٹھے

دل انہاں دے سوڑیاں سرگاں

جنھ دے اچے گیلے کوٹھے

دردی یار سکون نینھ ملدا

کس نال بیٹھ کراں دلسوٹھے

*

اکادمی ادبیات پاکستان

یار

احمد ندیم اعوان

یار دا دیدار ہو سی
ختم انتظار ہو سی

وصل وسطے دل اُس دا بی
بڑا بے قرار ہو سی

اُس دے قدماں دے صدقے
ہلکی ہلکی پھوار ہو سی

تارے رستے ایچ وچھ وچھ جاسن
راہ تک دی بہار ہو سی

شوخی کلیاں نکھو نکھو جاسن
پھلاں دی قطار ہو سی

دل دی تہرکن دی یارو
بے قابو رفتار ہو سی

بڑا سرور ہو سی ندیم
میں ہوساں تے یار ہو سی

*

شہرِ پشور

خادم ابراہیم خادم

شہر میرے پشور دی تاریخ بڑی پرانی اے
تباہی تے بربادی دی دکھ بری کہانی اے

جسم اس دا زخمی جگر بھی ٹوٹے ٹوٹے اے
پر دل آج بھی کھلا ڈھلا ماتھا بڑا نورانی اے

ملے نوار دات داستان انوکھی کیندے نے
اس دے عاشق بھی بہت تے دنیا اک دیوانی اے

داؤڑاں نے آباد کیتا، اریادواں نے فتح یاب کیتا
یونانی، فارسی، کرشنا، ہندواں دی نشانی اے

افغانی، ساتانی، مغل تے گھ بھی حکمران رہیں
قید اس دے ماضی وچ سب دی زندہ گانی اے

پہلے تباہ و برباد کرو و تے وت انہوں آباد کرو
بادشاہاں دی بادشاہی دی اے وڈی نادانی اے

ما سوائے گوریاں دے سب نے اس نو لٹا اے
 وت بھی اج تک باقی ہے اے اللہ دی مہربانی اے

پھولان دے سہنڑے اس شہر دے وچ
 پھولان تے دھاکے کرنا اے کوئی مسلمانی اے

پتے دے بادام از لے قالین تے پانڈے ساز ازے
 تھوے تے کباب دی سوغات بڑی پرانی اے

پشوری تے پھٹان ہدے کھیڈ دے رهندے نی
 کشمیری بھی ایرانی بھیتے رهندے کچھ افغانی اے

نوار تے مٹھیائی ازی پیچاڑ بڑی طوقانی اے
 شہر میرے پشور دی خادم تاریخ بڑی پرانی اے

*

ادبیات

کھوار

میر ظہیر عباس دوستمانی

کھوار انشائیہ

(ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی)

پردانجو غون اشناری

زار مڑاغ دونیران مه ژاؤ وور گلاب بونج کوزو ماریتام رے خوشان۔ اوا تان ژانوَ کِزیمان
که اسبه اژیلی کیجه۔ بے رحم نیسانی۔ بونج کوزو تان ژانار بغانی۔ ادرخه ہمی کوزو کوسی
بہار بیک کیجه جم نولیسیر۔ بوسون بیکو کوزو ژیری نیسیرا کیجه جم اوشوئے۔ دوری
زوگیری گونجه کوری شیر۔ بہار کروئی کھورورو دکانہ کھاکو بوشور فریزیرہ تودہ کوری
شینے۔ ادرخه بی کوزوانتے بیخھیک کھیوئے! بر ناحق تانتے ہسوال کوریکار غیر کیاغ
نیسا ئے۔۔۔

وور گلابو نان کوزوان بوچھان ابھنے صفا کوری الئے مگم زار مڑاغ بے ویلٹی نو لوڑیتا ئے۔
ہسے۔ "مه ژاؤ کوزو ماری انگیکو بتوئے شاباشی پراؤ نہ ہتو بہیل ارو، جومجقوت بیٹی
کیانی بوسان" رے موشوئے شلتق اریر۔ زار مڑاغ بوکو لوان کار کوری بہار غیری بشار اریر
که "مه ژاؤ کھی تھویکو گنی بی استا ئے؟" بوک بی کوری ریتا ئے کہ اورو سی موکالیو گنی بی
استا ئے۔ ای بیخھیکہ بونجین راستینرو بیرا ئے۔ مه ژاؤ صید من، ته غون وے طالھو نو۔"

زار مڑاغ بہار کوری بشار اریر کہ "دوکازوچے پردانجو دی الی استایا؟" بوک ریتا ئے کہ "ته
بوش بی شیر، بیہ زمانا دو کاہ اوچے پردانج کا الویان۔ ہسے، کانو زمانہ اوشوئے۔ بولتائی،
پردانج، کمر کیسہ، ہیت کنو زمانو اشناری اوشوئی۔"

زار مڑاغ ہمی لوان کار کوری کیہ قہری نو ہوئے۔ بہلاشیو سورہ ریتا ئے کہ "ویزمہ، جمخ،
خف، اتش خانہ، بولتہ دی راوے نو، ہیتان کو روخیتاؤ؟ دی یا گپے، مے کار کو۔ جم
زمانہ ہسے۔ اوشوئے کیہ، تھویک بیخھیک ہنر اوشوئے۔ روئے بے بجین استاد گناوتانی۔
استادو نسہ چھیچھی تھویک بیخھاوتانی۔ ہننسیں تھویکتو کارتوس دیتی ناخ کوری
تھویک نیزی بونجین ماری ته ژاؤو غون وے شیراؤ بیٹی گونیان۔"

"بہار نیسے، مه ژاؤ کو وے شیراؤ بویان۔ مه ژاؤو غون شیرہ دار کورہ اسونی" وور گلابو نان
ریتا ئے۔ زار مڑاغ ہنون غوش وینی بیٹی مشقولگیو خمارہ نیشی۔ اسیتا ئے۔ ریتا ئے کہ "ته
یادی گویانا نو، مه تت مه اچہ چکنے کوزوانتے بوغاؤتا ئے۔ مه تتو اشکارو سامون ته یادی
گویانا۔ کمر کیسہ ہننسیں دی کھانجہ اوندی شیر۔ ہتو ویزمہ، جمخ۔ بوہتو اوچے خف
ہننسیں دی شینی۔ ویزما ہننسیں دی ویز لب۔ مکہ اوچے ویشو دی ہتو ویشینی۔ مه تتو
ہیز اوچے ویشو مکان قالب دی شیر۔ مه تتو بولتائی تروئے تھسمانی اوشوئی۔ فندا قوچے
ہیزو ژالرو۔ مه خیرو ہرار استاریکی مسریو چکنے ہتو جھینی رابال کوری اسراف اریر۔ ہسے،
مه کھانجو سوم شنیلی نویکو اوشوئے۔"

اکادمی ادبیات پاکستان

"دی بس کورے ہمہ لوان۔ خومبوخ دیتی شوکھور جائے کوری اسوم، ہمو پی سیگریت ژینگاوے۔ قدیمو لوان دیکار کیہ فایدہ، ہیتان کا کار کویان" ہتو بوک پی کوری ریتاے۔ ہسے۔ جایو ای چینہ کوری موشو بروشنہ لکھی ایغو تان گنی بنیانو خوبیکہ ہراے۔ زار مزاغو لو نسی۔ نو نسی۔ اوشونی۔ ہسے۔ ریتاے کہ "اوا وچے مہ تے کوڑوانتے بہار نیسی۔ بردانجان باتیسی۔ بردانج موخو کھوشتیئر واکارو گوچتو جو دار ایہہ نیسی ژوکاران غون چونگ بونی۔ داران سورتو دی بھوست بوئے۔ کوڑو کہ پی لوڑیتاے ہتوے ژوو گیروو غون سریر۔ لش دوکارو اف چکنے، تھویکو ہتیرہ لکھی، جمخ دیتی خفہ انگار چکنے، خفو بولتا چکنے، بولتو آتش خانا تارینکو تھویک نیسی۔ لوٹ ژاندار کہ اوشوے مہ تے مہ چکنے دی بیخھیئر۔ کوڑو اوچے توتیروے جو بیخھین نو بوئے۔ تھویک خالی کہ ہوئے کمر کیسار ویز ویشو نیزی اجی تیربند کوسی۔ تیر بند کوریکوے سومبا تھویکو سوم بوئے۔ تہ یادی گویا نو، مہ تے شہ دیرہ پی سورہ نیزاوتائے۔ افار گوگھت انگیتی دوری تان ویز نیزاوتائے۔ مہ تتو ویز نیزیکو اسباب شاورتانی۔ ویزو نیزی شیت بیخھی ہتو لڑیر۔ تھویک سورہ کہ اریر ویزو کمیئر واپست کہ اریر زیادتیئر۔ گلزاری کہ اریر تھے نیمارو ژاغو نشان کوئے۔ ہننسیں ہاش کسب گار کورہ اسور۔ تہ ژاوو کازی اوروسی مکائی، جیبو واہ فیکتریو کارتوس۔ نہ دوکارہ، نہ بولتہ، نہ بردانج۔ کارتوسو تھویکتو دیتی بیخھوران۔ نہ ایہار خبر نہ افار۔ ہتے سوم ژاوو اشتیکھیکو ژاوو سار زیاد نان اشتیکھوران۔"

"دی بس کو، تہ جائے اوشک ہوئے، جایو ہنپے" وور گلابو نن ژاوو سورہ یار بیٹی ریتاے۔

زر مزاغ دونیران کہ کیچہ زمانہ ہائے، بردانجو غون اشناری بغائے، دوکارہ تونج ہوئے، کمر کیسو نام تان کوس کارہ نیکی۔ بولتائیو کا ہوش تان نو کونیان۔۔۔۔۔
بردانجو غون اشناری تونج بیکو لو!!!

ڈاکٹر عنایت اللہ فیضی، تمغہ امتیاز، شینجال دنین جترال، پوسٹ بکس نمبر 23 جی پی او جترال، خیبر پختونخوا۔

(پروفیسر ممتاز حسین)

لوٹ موشی

میر قوت خان لال بائے ہٹی نیشی اسور۔ یومونو وخت، ڈیڈانگو انگار شیر۔ پلیسک اوچے قالین درے ختان ایٹھ تارے شیر۔ ذق گیتی ریتاے کہ چرویلو گیتی اسور۔ لال ریتاے کہ "او، مہ ژاؤ حمایت شاہ اسورا"۔ اف کوری ہونی براے "اے، بی گپے لہ حمایت شاہ۔ تہ تان دور لہ، اچی غیستی کو بوسان، تو کیہ نورانا"۔ حمایت شاہ کھونان نیڑی افار گیتی لالو ہوستہ بہہ کوری تو گونو نیشیتاے۔ بشار احوال کوریکار اچی لال ڈقوے ہونے براے "اے، مہ ژاؤ حمایت شاہ گیتی اسور۔ ہموئے جائے انگبور لہ"۔ رتھینیار ٹیکو سوم جائے الانی۔ جابو پیکار اچی لال بشار اریر "ہیں مہ ژاؤ حمایت شاہ، کیانی ہوو، کورہ ہاؤ" چرویلو ریتاے کہ "اے میکی، میتار مہ ویسے اسور، ریران کہ لال بو تان چیتہ بیگی کیوان، ہتو گرزینو کانان بھرکی گپے۔ محنت گاران گنی گیتی اسوم، باردوخ دی گنی"

لال ریتاے کہ "جم لہ جم لہ، اوا کیہ ریمان۔ دور دی میتارو، اوا دی میتارو۔ بوغے بھرکے۔ تہ بہیل اریتام، بوغے"

چرویلو لالو گرزینو کانان بھرکی پیخھی بغاے۔ بی میتاروے لو دیکو میتار بشار اریر کہ لال کیہ ریتاے نوا۔ چرویلو تمامی لوان دیتی نسی نینکو میتار ریتاے کہ بوغے لالوے راوے کہ میتار ریران کہ ہبیہ مہ دیرو دور، ہمو اچی گانیتام۔ تو دورو پیخھی تان ہرانو دورہ بی حال بوس۔

چرویلو بی لالو شرانہ ایہہ چھیچھیکو لال یو کوری ہونے براے "اے مہ ژاؤ حمایت شاہ، بی گپے لہ۔ تہ تان دورلہ، اچی غیستی کو بوسان"۔ چرویلو لالو ہوستہ بہہ کوری نیشیکو لال ہونے براے "اے، مہ ژاؤ حمایت شاہ گیتی اسور، مہ ژاووے جائے دیور لہ"۔ ذق ٹیکو سوم جائے الانی۔ جابو پیکو لال بشار اریر "ہیں مہ ژاؤ حمایت شاہ، کورہ ہاؤ، کیانی ہوو" چرویلو ریتاے کہ "اے میکی، میتار مہ دیرو دور۔ ہمو تہ سار گنیتام۔ تو تان اصل دوروے بوغے۔ تان خالی ژانو گنی بوغے۔ ای دارو پیلیشکی دی گنی الیکو نو بوس۔"

لال ریتاے کہ "بو جم بو جم۔ ہننسیں تان بیم۔ تہ بہیل اریتام"۔ لال ڈقوے ریتاے کہ "تو استورو ہون دیت۔ کایوے راوے، کاوشان ہونگی چکے، راغزو انچی یو نیسار"۔ چرویلو بی میتاروے لو براے۔ سوت بس اچہ میتار چرویلو مشکھی ریتاے کہ "بوغے لوڑے، میر قوت خان کیانی بویان"

چرویلو میر قوت خان لالو ہرانو دورو شرانہ بی ایہہ چھیچھیتاے۔ لال یو کوری ہونے براے "اے بی گپے لہ حمایت شاہ۔ اچی غیستی کو بوسان۔ تہ تان دور لہ، تو کیہ نورانا" چرویلو گیتی لالو ہوستہ بہہ کوری نیشیتاے۔ لال ہتے قسمہ تان پلیسک درے نیشی

اسور۔ انگار جم گرم شیر۔ لال اف کوری ہونے برائے "اے، مہ ژاو گیتی اسور، حمایت شاہ گیتی اسور۔ مہ ژاوونے جانے دیور لہ"

نیکو سوم جیو بیکو لال ریتانے کہ "ہیں مہ ژاو، حمایت شاہ، کیانی ہوو، کورہ ہاؤ" چرویلو ریتانے کہ "اے میکی ہیش کیہ نو لہ۔ اینگار تان گیتی استام۔ میتار لالو ہوشی گئے رے استانے۔"

لال ریتانے کہ "جم لہ، جم لہ، بہیل اریتام۔ مہ بجین میتارو ہوستہ بہہ کورے۔ اوا تان یومونو تو سلامو گیکو نو بومان۔ زارونی کومان۔ بوسونی کہ نیسیرو بیراتام توغو ہوستہ ویجھینکو گوم۔"

چرویلو گیتی میتارونے لوان دیکو میتار ریتانے کہ بوغے میر قوت خانونے راوے، دورو ہتونے اچی بھریتام۔

چرویلو پی لالونے ہبہہ لوو دیکو لال ریتانے کہ "اے مہ ژاو حمایت شاہ، میتارونے راوے، میتاری کوریکو نو بیتاو۔ اوا گلنہ پی کوٹھوک انگیتی بھوردو درے گرزین کوری اسیتام۔ ہیتان بھیرکی اف کو اولیلسان۔ تان شہ دار شریژنگ خانونے دوس نو۔ ہتو بوک زارین کاوشان انچی گرزینو موژو مرزانی کوریسیر۔"

(قاضی عنایت جلیل عنبر)

فلکو دیشو

سورم خان، دیہو ای نزام جوان۔ سملت بہار لائی بہورین بیل بیل۔ بہور غیزوجی مگم نو نگکین فقط کشپی مازی۔ بو تکہابور، سوت جھاغ اٹھ نو بوئے۔ بپ، متارو چہاربو بکین دتی ناحق گانیرو زمین بو اوشونی، مگم سورم خانو تہ افیونی بتی وا اچہ سورم خان بہونگو جے دروچھوغو عملی بتی، زمینان ییزی می کھولیکو کوری اسونی۔ بھک کھلی ساتی، بھک مغرور بیکن دتی بہجیرو زمین دی ژا اونگی سرا بہنڈاژ۔ بور سالی ہون گتی بھک بہجیران دی ستھی بغاے۔ یومونو، استانن اف نو دریکو جوتی جوتی سنجیر، پتاری، غیراروم، تواريجا بت سف بولی بتی مظاتف ختان سورو نشیکو تاب۔ شومہ دارو بلشکی نیکی، بپ باشییکان لواشان بالے بہوف۔ حیران بکو بش لو ہبیہ کہ سورم خانو اڑغال ہاو بی دی فقط موشو نسکارین یو جھوری اسور۔ شونجی پتین کوریکو نو بوئے، مگم لو کہ پراے ہش سرینر کہ کشمیرا سرویل ہیس جھینی گیتی اسور۔ سورم خان ہرو بروشتہ چھوغي دی کوریکو نو بوئے۔ ہیس دوری وارژک جھانی بیری بلاغی تچ۔ یومونو وختہ جوتک ختان، زہ دار، جنجالی بوک، شاو شاو ہوشیکو گیاگ غوت گومت، ویجوشو لیش پائے، سف پے بختواروتین نصیب۔ سکور دی لو ہبیہ کہ خیالی بختی انوسی ہو دوری بجور۔

کا، رارادو کہ پشاورا ای ہش ملنگ نسی اسک پیرائے کہ باتوسم چھوتیو سورم غیرلیکو ہنر شک پیرائے۔ ہبیہ لو کارہ توریکو سورم خان وام خلس کوری فقیرو نسوت رہی ہوئے۔ یومونو وخت موسم خراب۔ مگم سورم خان راولیو باخین نسی بیکوت تیار ہوئے۔ کھاکن گارتو نسی راولییا توریکو سومباہ کینیو بوم بھشک، گازیو بہار نو لاکیتانی۔ لش لش بتی شام تو دکو، ڈریور گازیو پے ژغا روبھیئے کیلنڈیرو گنی زیارتو خوتیلوت بغاے مگم سورم خانو جیپو خزاو ترابیح کوریکو وجہین حیرانو مان پیرا بہجیتاے۔ ہرونہ ہورو دیہار اسکوٹو ای صوبیدار، ہوروہوشی تان سم قوشوت آوائے۔ پوستہ توریکو سبایی صوبیداروت سولوت دکو سورم خانوت ہش سرلیاؤ اوشوئے کہ ہیت بومو نو لہ، لکہ ہورو ہردیو کوری بزنگی دونیان۔ دون برونو اوشوئے مگم زمین ڈنگ اسمان ژنگ اوشوئے۔ قصہ مختصر، صوبیدار ہورو جم شیلی باسے جھوجی گارتو نیزی ہشاوروت ویسنتاے۔

سورم خان اوہتی شام بکو برخ جاغ بتی تیمان بازارا، زرین خانو قوشہ توریتاے۔ زرین خان، تیمان بازارہ ای مینو خوشدرک، یار باش بزمی موش۔ قوشہ جھور ستہار، ڈف، جیرکین خوا مخہ لاکھوئے۔ گرشبو وختہ چہترارتو بی استور غاز کورک، ریشو کھوتنیک ہورو بو خوش کوروم۔ سورم خانو سم دی ہورو ملاقات ریشو کھوتیکو ژغا بتی اوشوئے۔ ویزین بکو قوشہ زبردست مشقولگی ہوئے وا تان تان علاقو مشہور ریشوان برا لو برانی۔ زرین خان بشار گنیتاے، خائے لال یو کھیوتین ہاو۔ سوروم خان ریکی، اے براہ بایو ہزارخانی نامین ژغا ای ملنگ اسک پیرائے، باتو سم چھوتیو سورم ساوژلیکو ہنر شک

اکادمی ادبیات پاکستان

بیراڻ، ٻاتو ٻوشاڻ گتي اسم ڪيه مه دي چهچھيرا؟ چهوچي ٻاتو نسي بيمان۔ زرین خانو ٻش ڪيه عقل نو توري، ناچتيو ٻڙا ٻوسي، ڪهانجه خشپکوري ستهارو يو گني سورم خانوت تاريتائے۔ سورم خان تان لوٽ ٻيو جم وختو ياد کوري ٻيه بشونو ڏونگيڪه براڻے

جنگلو موڙين مه طاوس بگاڻے

الله ڪياني بوم مه انوس بگاڻے

چهوچي بيڪو ٻسي ٻتي زرین خانوت مينداری کوري سورم خان فقيرو عشقه نساڻے۔ رشڪه کوري هزار خانيه توري بشار گنگ شروع ارير، "بات سن يهاں ڪوئي ملنگ بابا ٻے جو چهوتي ڪو سورم بناتا ٻے" "دا سے وائي ٻاليڪه زمے ٻي ٻوڙ نه شم، تم جترال ڪا ٻے"، جي جي ٻم جترال سے آيا ٻے۔ سورم سازيڪ ملنگ ڪو ڏهونڌتا ٻے۔ سو، سو، رم ملنگ: ده سه بلا دے۔ اچھا تم ايڪ ڪام ڪرو، وه جو سامنے والي گھر ٻے نا، اس آدمي ڪا جوتها ٻيو جترال سے آيا ٻے، تم اسے بات ڪرے گی اوھ تم ڪو سمجھاڻے گا۔ سورم خان ٻے دورا ناخيو ڪو اي ٻهونڌور ٻب، جشمان ٻرش ٻراشه تھاناو درے غيچي چڪڻے يو نيساڻے۔ "ٻا ليڪه سوڪ ني؟ بابا ٻم جترال سے آيا ٻے۔" تمھارا اشبه شور ٻولو ٻے۔" يا خدايا دا سه مصيبت دے۔ اے ٻنجرشه جنڻے، ليڪ راشه جترال نه استه سوڪ اخيلوان راغيلي دے۔ خزیک کوري اي جوش چهوڙے ساله ڪومورو ٻردو اچھ سو رو ٻيري نيزيائڻے ڪه واقعي نامو قوله ٻنجرش۔ ٻے دوا، ٻے دوا، سلام کوري ريتائے ڪه" اے مه قيامتو ٻرار ته ٻوش نو اريتم وا"۔ سورم خان ريڪي اے ڪاڙے اوا چهترار گتي اسم، ٻيه رڱا اي ملنگ اسڪ ٻيراڻے ٻاتو سم اي ٻنر شڪ ٻيراڻے۔ ٻاتو مشڪي ڪسيمن۔ ڪومورو ٻيو موختو غيري ملنگو ٻرا بشار گنيٽائے۔ ٻب ريڪي، دي وا، اي فقير ٻهار ٻيرا ٻے زيارتو نسه نشيران ٻاتو ٻرا ٻش مشهور۔ ٻنجرش ريڪي اے ٻرار ٻهار ٻيرا اي زيارت شير ٻے، ٻيرا اسڪ ٻيراڻے۔ ٻرارے تاتين جايو دي ست ڪو رڪو نو ٻومن، ٻيه ٻب نو خوشنير رے، اشروان موخو ڏوڪو ٻش يو لاکيتائے ڪه لڪه ملڪهونو چهانه ٻراڙغارو سوراوور توريتائے۔ سورم خان مينه داري کوري ريتائے ڪه" ڪاڙے ٻيه ٻب ته اشباشورا؟ ٻنجرش شار استوني ريتائے ڪه" نو له ٻرار ٻيه مه موش"۔ ٻيه لوو دتي ٻنجرشو بلوور غيچهار اشرو، خور دي تيز ٻوني وا سورم خان دي تان ڙانه، تان نصيبو ڇے زن تٽائڻے ڪيڙے رے، اجازت گتي رهي ٻوڙے۔ ٻب نو خوشڻے مونيباڻو ٻنجرشو زوقھڻے گتي دوري اواڻے۔

سورم خان نشان ديرو رڱا توريتائے۔ اي درويش نشي اسور۔ ڪٻال رودوس، زب جوڙجوڙ، مگم نوراني موخ فقط ڙب ڙٻهو ڪوين۔ سورم خان سلام ارير۔ فقير ٻهوک کوري تو موختو ڪيه لوزيتائے، سورم خان ٽڪ ٽڪ رونزيڪه براڻے۔ سورم خانو ڇے ملنگو موڙي ڪيه مشقولي ڪه ٻوڙے، ٻاتو خلاصه ٻيه

ملنگ بابا: تو ڪورار وا ڪهيو تين گتي اسوس؟

سورم خان: ملنگ بابا اوا چهترار گتي اسوم وا تسار اي ٻنر چهچھاڻ گتي اسوم، تو واقعي چهوتيار سورم ساڻ زيڪو ٻوسا؟

ملنگ بابا: درونگار شار استوني: دي اوا جوانيه ٻشڪوريڪو ٻاڻ تم

سورم خان: بابا ٻيه ٻنرو مه نو چيچھيسا؟

ملنگ بابا: سورم خانو دش دش لوژی ریتانے، ٻو چيچھی تو کياغ کوس؟
 سورم خان: اوا تان لوٺ ٻيو غون دولتمند بوم
 ملنگ بابا: بابا بابا، درونگار ٻوسى ٻوسى بریکی نساے۔ هاهاهاها، که دولتمند ٻو تهے
 کياغ بوئے؟

سورم خان: دنيو ٻهر ای نعمتو گنيم، ژييوم، ٻيم:
 ملنگ بابا: تهے کياغ بوئے؟
 سورم خان: اوا خوشان بوم مے سکون بوئے
 ملنگ بابا: تهخ کوری ٻوسى ریتانے، او، تو دراصلہ دولت نو بجوم که سکون
 مشکيسان، سکون۔

سورم خان ای نوجوان اوشوئے، مالی لحاظہ ٻو کمزور۔ ٻلوم ٻلوم روئے بروشی
 بیکو، ٻوتين سخت نوابج سرباؤتائے۔ ملنگو لوان کار کوری ٻيس کورکوسک بغائے۔ ملنگ
 دتی تو زازے ریتانے که خائے تهے سکون مشکيسان۔ سورم خان ریتانے که دی له بابا اصل
 اشاری سکون وا۔

ملنگ دوز دوز، درونگا ٻوسیتانے۔ ٻوسى ٻوسى ملنگو غيجه غيجه اشرو ٻونی۔ ملنگ
 جلاله گتی استائے، وا ٻش ٻيبت ناک بتی استائے که تو پوشی درو اوژ باو اشونی۔
 اوا ته جهوتیاری سورم ساؤ زیکو ژاغا، انساناری بنده ساؤز یکو ٻنرو کی جهجهنیتیم کیچه
 بوئے؟ تاکه خوشان ٻل بیکو طریقو لے، ٻورا ٻورا سکون لیس؟

سورم خان انگه ٻنگ بتی، اٻک ٻوری بهجتانے۔ لوو بروشی التی ملنگ ریتانے که
 انسانو خواٻش کیاوت که انسانو وجود وچ عمرو سار درونگ ٻونی تهے ٻيس انسان
 تهے بوئے مگم بنده نو بوئے۔ تو دی تان خواٻشان تان وجودار اوچے عمرار درونگ بیکو مو
 لاکے، تهے تو دی انسانار بنده غيروس وا خوشانی اوچے سکون لیس۔ سورم خان ملنگو لوان
 کار کوری ٻهک ٻریشان بکو، ملنگ یکدم ٻوش کوری ریتانے که قرآن شریفه لوژے، الله
 خواٻشانتان موژو بژغیجهین رویانتین انسان، وا محبتو ووریا مزاغ رویانتین مه بنده
 راسور۔ دنیا کندوری روئے ٻانی، دولت بژاسیتانی، علیشان ختومان سوزیتانی مگم بوغاوا کياغ
 تان سم اوانی۔ آیا: ٻیت سف خوشان اوشونیا؟ وا تو دی خوشان بوس۔

ملنگ بابا تان لوو ٻراژگئے ریتانے که کله ٻت که تو جهوتیاری سورم ساوزیکو سفرا
 بهجیتا، ٻارونیه ٻت خوشانی ته موزار اوشثورینی، وا تو ٻبون کاسپیس۔ ملنگ بابا، کانو ای
 جهو جهو جوٺهو سورا بوما روغ دیتی ریتانے که گئے اوا ٻانسين انسانری بنده بکو نسخو
 ته جهجهیم۔

طریقہ ٻیه که تان خواٻشتان تان قدر حوالار اوچے عمرار توری نسیکو مولاکے۔ کياغ که
 لیتاؤ شکر کورے، وا کهیو که الیتاؤ ٻانے بجین افسوس مو کورے۔ کا که مشکی ٻانے ٻاتوت
 دتی روخسے۔ دنیا خش خالی گتی استاؤ خش خالی بیس، تهے بو بژاسیکو کوشش
 موکورے۔ کوس که خدانے ٻهار لاکي اسور ٻاتو سم تو حساب موکورے۔ ٻے وخت وا بلا
 ضرورت فروسکی گری دی فساد پیدا کونے۔ کا که تسار بشار ارینی فروسک لوؤ دیت که نو

ارینی بھک بتی ہل بوس۔ کوسے کیاغ دیکہ خوشانی شیر مگر گانکہ غم شیر۔ دولتوکی روہیتاؤ تو دی روہوس، جھوغان موڑی کہ ہل ہو تو دی جھوغ بوس۔ اللہ کہ راضی ہوئے، کل عالم راضی، اللہ کہ خفہ ہوئے درست دنیا خفہ، وا اللہو نعمتان خل بیر، زندہ گیار خوشانی ختم ہوئی۔ تو تان بیروانتین کہ بو بوشیکہ براؤ یا ہیتان موزار دجھکہ پراؤ، تھے ہوش کوریکی اللہ تسار ناراض بتی اسور۔ کا کہ تاتین نقصان تارے اسونی، یا کوسارکہ نقصان توریکو امکان شیر، ہاتیتان سار تان سورو دودیری کورے مگم بدلہ گانکو کوشش مو کورے، کوریکو اللہ جم بدلہ دیاک واگنک اسور۔ کیاوت کہ دشمنو بجین تہ ژنی رحم پیدا ہوئے، تھے ہوش کوریکی اللہ تسار راضی بتی اسور۔ گیرزیکہ (ہجرتہ) کیاوت دی نقصان نکی۔

ملنگ بابا سورم خانو کوٹھوا ہوسست لکھی ریتائے کہ دی بوغے مگم ای کامہ خوراشناریان خیالو لاکھے۔

اویلو: تو کیاوت دی کوس مو بیسے، بلکہ شکانتے موقع دیت۔ اللہ کیاوت دی تان مخلوقان بق نو بیسور بلکہ مخلوق اللہو بیسونی

جوو: کاکہ تہ بیسی بغائے بیکو لڑے، مگم کہ اجی ہائے دواہتو ہاتوت باند موکورے۔ اللہ کیاوت اجی گیاک بندوت تان دروازو باند نوکوروئے۔ تودی کہ ہش آرو تہ ذروازہ ہمیشہ رونق بہجور۔ رویائے اسقانی پیدا کورے اللہ تاتین اسقان کوئے۔ روین سم خوشانی بوئے اللہ تہ خوشان کوئے۔ روین سم مدد کورے اللہ تہ سم مدد کوروئے۔

ہیہ قسمہ ملنگ بابا سورم خانو چھوتی قالبو سورم غیرے استائے۔ ہورو لالچی پرکھندہ خیالاتان نیکیو جے جمیو رہا بیسی استائے۔ سورم خان فقط سورمو بھولوک جوان بتی اجی تان دیہا توریتائے۔ کوریکو کہ ہورو زندہ گیار غربت ختم بتی فقر گتی اوشوئے۔ زندگیو انداز بدل بتی اوشوئے وا دیہو سف رئے ہورو بدل بیرو طبیعتو ہوشی حیران ہوئی۔ ہیس روین سم مدد کوریکہ سفان سار پروشتی وا روئے دی ہورو ہر ای دردا شامل۔ یقینا انسانار بندہ بیک مشکل کوروم مگم صحتی کوروم۔

امارہ نبوت استوروت، جھو کوروین۔ لواہہ بھوکرو ہورو قابو کوروین
دنیو اچہ دیکو انسان بھلنہ بھلی۔ مطمئنہ، ہورو تین جم تھو تھو کوروین - (قاضی)

(خواجہ سعید احمد سعید)

کھوار زبان و ادب (تاریخ و ترقی و جائزہ)

پاکستانو شمالو و سکی کوه بندوکشو ژانگ انگ زومن اوانه 14850 کلومیٹر ژاغا بولونجیرو وادیو ټټهترار رینو بویان۔ تاریخو کتابین ہمو مختلف وختان سوره مختلف نامن سوره یاد کورونو بیتي شیر که بتیتن موژی قشقار، کهوستان، کوپستان و دردستان و بلورستان شامل شینی، جوش اوشتو صدی عیسوی "چترار" نام نیسیتان و فرنگی کیگار اچی سرکاری کاغذین "جترال" نویشیک شروع ہون۔ چترارہ ہل باک تقریباً 85 فیصد رونے کھوار زبانہ لو دونیان و ہموغار غیر جوش جوار زیات خور واره دی لو دیونو بوین چترارو بومکی قومو نام "کھو" واهیه مناسبتہ ہمو وار دی کھوار۔ کھوارجو لوطن سوره ساؤز بیتي شیر یعنی "کھو" اوچے "وار" ہشتانجقه کھو مقامی یا بومکی قامو نام و "وار" زبانونے ریر۔

کھوار و اوپلو دور:

ہیہ ای حقیقت که چترارہ کھوار و سوره بو وخت اچہ نویشک شروع بیتي شیر۔ ہیہ وجہ که تاریخو کیہ دی کتابہ بیہ لو وضاحتو سوره غیچی نو گوین که چترار بطهن کیوختاری آباد واکھوارہ کیہ وختا ریری لو دیونو بویان البتہ بعض تحقیق کوراکن نزدہ ہیہ سوره مختلف قومن حکومت بهجیکو وجهن هیہ زبانو سوره دی هاتیتن زبانو اثار نیو کو بیتي غیچی گویان باټټټ زبانن موژی یو نانی، سنسکرت، چینی، فارسی، انگریزی و ازغانی وارو الفاظ شینی۔ زبانو ماہرانن تحقیقو مطابقہ حضرت عیسی علیہ سلامو گیکار 1500-2000 سال پروشتی اریانی قوم برصغیرو سوره حملہ اریر واپھوک بھوک بیتي سرحدین بولونجی چترارہ توری اسونی ہیہ وجهن دیتی زبانو ماہران کھو قامو آریانی نسلو موژار جشونیان واهیه زبانو دی آریانی نسلو زبان جوشی اسونی۔ باټټټ وختاری ہیہ قوم چترارہ آباد ہونے واکھوار دی ساؤز ہونے ہیہ لوو دی بغیر تحقیقہ رد کورین نو ہونے کوریکو که تاریخو کتابین آریانی قومو شمالی علاقین گیگو ثبوت ملاو بویان مگم ہر ای زبان کیچہ آریانی نسلار تان ساؤز ہونے رے عقل نو تاریرن۔

ای روا یتو مطابقہ ہونجو قبل مسیح ایرانو باجھا دارانے گستاسبو حکومت بامیرا پت بولونجی شیرانی واکھو قومو هاتیتن سوم تعلقاتو وجهن زبانو سوره دی آثار پوری شیر۔ ہموغار علاوہ سکندر اعظمو فوج دی چترارہ توریرو بیرانے ہمو ثبوت ہیہ واقعار ملاؤ بوین که سکندر اعظمو فوج کابلو فتح کوری کیوتکی آسمار نمین ژاغا توریتانے تھے هاترہ کھو قومو سوم باتیتن مقابلہ ہونے واهیه ثبوتو دی دیونو بوین که هتو فوج کیہ سینو موژین که بہار نیسی استائی تھے تاریخ نیویشک هتوغوتے "کھوآپس" یعنی کھوان دریاہ راسونی۔ ای خور روایتو مطابقہ علامہ البیرونی دی کھو قومونے ترکمان قوم راسور۔ انگریز تحقیق کورک ستاننو مطابقہ چین تان جرنل کاوسین جیو

اکادمی ادبیات پاکستان

لوتھورویہ ۷۴۹ء چترارو سورہ اویلو حملہ کوری ہبیہ ژاغو باجھا بوتیمو شکست دیتی سوچیہ نامین برارو باتو ژاغا باجھا ساوزیتا نے ۔ وا ای خور روایاتو مطابقتہ سفو سار بروشتی جینو خطا نے نمین خندانو ای موش چترارہ گیرو برا نے۔ اوشتو صدی عیسوی عرب فوج شمالی درین چترارہ گیتی قافلشتو میدانہ بہمن کھوستانو شکست دیتی توری چترارو تان جھنڈو موزا انگیرو بیرانی ہموغین دیتی دین اسلام ۷۵۱ عیسوی چترارہ توریک معلوم بوین۔ ۱۸۹۵ عیسوی فرنگی چترارہ ہانی ۔ اسکور دی لوہیہ کہ چترارو بومکی روئے پروشتاری ہل باو استانی کہ ہاتیتن "اگو نام ہانیسن دی "تورکھو" وا "موزکھو" رے

اسبہ پروشتہ شینی۔

کھوارو ترقیو دور:

۱۷ و صدی عیسوی بت کھوار ای بھوک زبانو حیثیت اوشوئے مگم ہاتیغار اچی چترارو ای کندوری علم خوش داراک علمو بجین ہندوستانو وشیکی سفار ارینی ہندوستانار علاوہ ثمرقند و بخارا دی بی علم حاصل ارینی۔ ہمی شخصیات کیوتکی علم کوری چتراروت اچی ہانی تھے عالم، ادیب و شاعر حیثیتہ علم و ادبو ترقیہ کردار ادا ارینی۔ ہابیہ قسمہ چترار بطہنہ علمو روشتی بولو نجاؤ ہا نے۔ بیشر(۲۰) و صدی بہشت نصیب بیکو سر ناصرالملک کھوارو بجین عربی رسم الخط اختیار اریرو وا کھوارو بش حرفن بجن نشان یاعلامات ساوزیتا نے وا ۲۶ مئی ۱۹۲۲ عیسوی مرزا محمد غفران سائبوئے کھوارہ ای خط نویشتی ہبیہ زبانو تاریخہ ای انقلاب الاز۔ کھوار و منظم طریقہ پروشتی الیکو بجین ۱۹۵۶ء شہزادہ حسام الملک لوتھورویہ ای ادبی تنظیم انجمن ترقی کھوار ساؤز لینو ہوئے۔ ۱۹۶۵ء ریڈیو پاکستان ہشاور کھوار پروگرام شروع ہوئے وا کھوار و ترقیو بجین اشتکھیکو بش کوروم اریرو۔ وزارت اطلاعات و نشریاتو غیج درانیہ ۱۹۶۷ء ای ماہانہ رسالہ "جمہور اسلام کھوار" جاب کورنو ہوئے ہبیہ رسالہ بو وختہ بت کھوار نثرو اوچے شعر و ترقیو ذریعہ ساؤز ہوئے۔ ۲۰۱۵ء صوبائی حکومتو ریڈیو ایف ایم ۹۲۔۲ پختونخواہ ریڈیوار کھوار پروگرام "گرزین" شروع ہوئی۔ ہموغار علاوہ خوردی شیلی شیلی رسالہ "بزم کھوار"، "شندور" کھوار نامہ جاب ہاؤ ہانی وا ہانیسن انجمن ترقی کھوار چترارو غیج درانیہ جھوئی مسی رسالہ "کھوار" جاب بیک شروع بیٹی شیر۔ سفوسار اہم کوروم کھوارو نصابہ شامل کوریک شیر کہ صوبائی حکومت شک علاقائی زبانن سوم جوستہ کھوارو دی جوش جوو جماعتہ بت جیجھیننو ہوئی۔ فی الحال ہرانیمیریو بجین نصاب تیار کورونو بیٹی شیر۔ ای انداؤ مطابقتہ کھوار کوراکن اشمار ۱۵ لاکھ بت بیٹی شیر کوریکو کہ چترارار علاوہ غذر، یاسین، اشقامن، ہنیال وا سواتو کلامہ کھوار کونیان وا افغانستانو بعض ژاعین دی کھوار ہوش کوراک بیرانی

کھوارو ترقیا بیرو ملکھو نویشاکن کردار:

انگریزان چھترارو سورا قبضار اچی هیہ ژاغو زبانو چیچھکو ضروری جوشیتانی۔ علاقانی زبانن چیچھکو غراضه باقاعده ای اداره ساؤژلیکو فیصلو ارینی۔ ہیل بری کالج هیہ مقصدو پروشته لاکھی ساؤژلینو بیٹی اوشوئی۔ هائے وختو ای قانونو مطابقه فرنگی افسرانن بچ کھوار چیچھک ضروری قرار دیونو بیٹی اوشوئی۔ کیہ فرانگی افسر کھوار زیانه که امتحان پاس کوراو استانی هاسے بونچ شور روبه بخشش گناو استانی۔ هیہ وجه که یورپی تحقیق کوارک کھوار زبان و ادبو باریه بو انبوحی کتاب نویشی اسونی۔ بیرو کیه اہل قلم که کھوارو سورا نویشی اسونی ہاتیتان مختصر جائزه بیش ورونو بوین۔

1۔ ڈاکٹر لیٹنر (Dr. Lietner):

1866ء حکومت برطانیہ وشکیار گلگت اوچے چھترارو دورا کاردو بیرائے۔ ہسے ماہر لسانیاتو حیثیتہ شما لی علاقان زبانو سورا تحقیق کوری اسور۔ هاسے تان کتابه می ژا غین ہل باک رویان دردقبیلو نسل قرار دیتی می ژاغانے "دردستان" نام لاکھی اسور۔ هیہ سورا "دردستانو زبان و قبائل" مے کتاب بوتی اسور۔ 1976ء هیہ کتاب جھاپ کورونو بیٹی شیر، ہسے تان کتابه کھوار و زبانو تعارفو رومن رسم الخط کوری اسور۔

2۔ جان بدلف کرنل Biddulp:- 1878ء چھترارا گیرو بیرانی هاسے چھترارا ای کندوری وخت ہل بیکار اچی ای کتاب "ٹرائز آ ف ہندوکش (Tribes of Hindukush) نمو سورا نامین کتاب نویشی اسور ہائے کتابه کھوارا گرائمر بارا بحث کوری اسور۔

3۔ پروفیسر مارگن سٹیرن:- (Prof Morgenstierne)

کھوارو سورا بو وخت تحقیق کوریکار اچی هاسے بو انبوحی مضمون و مقالات نویشیتانی هائے تحقیقی مقالات موژار "کھوارسنسکرتو الفاظ" مشہور شینی، ہموغار علاوہ شمال مغربی ہندوستانو زبانن سورا ای لوٹ کتاب "ان اے لنگوستک مشن ٹو نارٹھ ویسٹ انڈیا" نویشی اسور هیہ کتاب 1933ء جھاپ کورونو هوئے۔ پروفیسر مارگن سٹیرنو ای لوٹ کارنامہ هیہ دی شیر که هاسے کھوارو خوش دریکو وجہن دیتی نارویو، وسلو یونیو ورستیا کھوار ڈیپارٹمنٹ ساؤژے استانی هیہ قسمه کھوار زبان بیرو ملکهاں تعلیمی ادارین دی متعارف ہونی۔ ہمیتان سارعلاوہ سرجارج ابراہم گیرلیرسن، کرنل رابرٹسن، آئی ڈی سکات۔ کیپٹن اوبرین واجرمینیو پروفیسر ہڈروس، هولز وارٹھ، سر آرل ستالن (1921) دی کھوارو سورا بو کیاغ نویشی اسونی۔ محمد اسماعیل سلون 1981ء عیسوی رومن رسم الخط کھوارو اویلو لغت یا ڈکشنری بوتیتانی۔ همو کھوارو اویلو ڈکشنری قرار دیونو بویان۔ کھوارو ترقیا چھتراری نویشاکن کردار:

بیرو اہل قلمن پوشی کھو اہل قلم دی شیرستو ہونی و ہمیت دی کھوارا، اردو و اوچے انگریزیا نویشک شروع ارینی۔ بہشت نصیب بیکو شہزادہ محمد حسام الملک کھوارا قرآن پاکو اویلو مکالہ ترجمہ اریر، مگم هتوغو چاپ کوریکو بجین وخت یاری نو ہرائے، ہتیاغ اچی قاری بزرگ شاہ الازہری قرآن پاکو کھوارہ ترجمہ کوری ای لوٹ کارنامہ سر انجام ہرائے۔ بہشت نصیب بیکو علامہ پیر محمد چشتی دی قرآن پاکو کھوارہ ترجمہ کاردو بیرانی مگم چاپ کوریکو موقعه میانسار نو بیرو بیرانی۔ کھوار بجین ہمیتن خدمت

اکادمی ادبیات پاکستان

کیوت دی روخجونو نو بوئی۔ ہنون انوسہ بت کھوارا یا کھوارو اوچے جھترارو بارا نویشیرو کتابن موژی کھوار ڈکشنری، کھوار قاعدہ، کھوار عروض و قوافی، کھوار ادب، جترال ایک تعارف، آئینہ کھوار، ققنوز، کھوار متال، بھوبھوکاں کتاب، کھوار زبان و ادب وا بو انبوی شعری مجموعہ یعنی تھکی نہ تھکی، نقط نگاہ، مہ عشق مہ جنون وغیرہ شامل شینی۔ ہمیتنسار علاوہ استعاراتن، تشبیہاتن، اوچے محاوراتن برا دی کتاب نیویشونو بیٹی شینی۔

کھوارو جہ شک زبانن تقابلی جائزہ گانونو کہہ بوئے تھے ہیہ حقیقت یوروسار روشت بیٹی غیچی گوئی کہ کھوارو موژا دی ہروش جقہ صلاحیت موجود شیر کیچہ کی شک ترقی یافتہ زبانن موژا شیر۔ کیہ دی ر ادبی صلاحیتو ہوش کوریکو بچین جو اشاریاں ذہنہ لاکھیک ضروری، اولو ہانے زبانہ موجود الفاظن مقدار و جوؤ ہانے زبانو موژا تر جمہ کوریکو صلاحیت، کہ لوژین ہوئی ہمیت کھاڑ خصوصیت کھوارو موژا پورا پورا موجود شینی۔ ہیہ کھوارو ای ہش خصوصیت کہ بھوک رو توجہو اوچے تحقیقو سورا ہیہ دنیا ای نویکو زبان ساؤز بوئی۔ آخرہ ہیہ حقیقتو ہوش کوریکو بو ضرورت شیر کہ کھوار اسبہ زبان اسبہ تہذیب و ثقافت وا سفوسار اہم ہوش کوریکو ذریعہ، ہاتیغین دیتی بیشک اسبہ خور زبانن دی چیچہم مگم تان وارو کیوت دی مو روخجم تاکہ اسبہ زبان دنیو رخجیرو زبانن موژی اشمار نو بوئی۔

کھوار دردستانو شہوک میرزوری
ہمو ہرجمن یو اخلور ہار دوری
کھوارو تک وور بیووراری ٹپ
بیخھی کھوارو مو لوژور خور
(ولی زار خان ولی مرحوم)

(مہربان الہی حنفی)

نظم

اللہے تسوم شکرخوشب ہنوں کہوان پورا ہوئے

راولپے دی بخ نسیٹائے برانو ارمان پورا ہوئے

آسیتام کھیو آسیتام دارو موڑا وا گوغ وانیکہ

قلف زندانو جھیتائے عشقو امتحان پورا ہوئے

ہاتے خونی قاتلو بغاتم ، وڑین ہنوں

جھومک ہر دیو بغائے دردوتے درمان پورا ہوئے

کارا کہ تا ارینی جام کورار خدائے تیتنان سوم

ہسے مخلص لیڈران جراتو نشان پورا ہوئے

تا ساری جدا دی بہجاؤ، تاتے زندہ باد اریتام

تا وفادار بہجکین سلسلہ وفان پورا ہوئے

مہ زندگیو سوال تاتے ہیغار بو فائدہ بوئے

مونیا بت بہتوکی اوشوئے ہنوں پاکستان پورا ہوئے

آخر نون رنگ الائے لئیے راؤلپیا شہید بیروان

جھترار آزاد ہنوں ہوئے بدلہ تے لیان پورا ہوئے

آوا بے غم بے خدوک بیم وا تن جنتو وشکی

بویکو زوخ بطنوراه اے مہربان پورا ہوئے۔

(سید ابراہیم شاہ طائیر)

چہترارو روئے

بو رځمگین چہترارو روئے
شنیلی حسین چہترارو روئے

صفائی شیر نصف ایمان
کونی یقین چہترارو روئے

سالتہ مدام محنت کوری
شونجی بیتینچہترارو روئے

باشیس نه تو، ژانه بغض
لووا شیرین چہترارو روئے

ای جت بوشی ونو رځجور
وفو بتین چہترارو روئے

دُنیا منشور آمن پسند
صد آفرینچہترارو روئے

طائر خادم چہترارینو
مه ہمنشین ہترارو روئے

(رحمان اللہ طوفان)

غزل

زندگی زندہ رویان بستیمو نام
زندگی کوس نامہ زندگی نام

زندگی ای دشمنہ نو یاد و مستی
زندگی دنیا ای درویشیو نام

زندگی تان بچین تان زندہ نو بیک
زندگیو کوس بچین قربانیو نام

زندگی خلوصہ عبادت کوریک
زندگی ایمانو ے روستیو نام

زندگی طوفانو ای عجیب خیال
زندگی طوفانن سوم دوستیو نام

ادبیات سرائیکی

فدیں خیر

طاہر شیرازی

فدیں ویلے

اللہ سوہنے جد ہر ایا

پانی شیشے وانک بنایا

میکوں میڈا نکھ ڈکھلایا

اپنے سامنے آپ چوتھیا

رب ڈسک پیا

میں وی سارا حال ونڈایا

کھم۔۔۔ مولا لکھا ہو سیں

ڈاڑھا کھا۔۔۔ رب سوہنے الوایا

میں جو کھلا!!

میڈی کھل وت رب سوہنے کوں

رج رج کے کھلوا یا!!!

*



سعید اختر سیال

چھ اُتے ماہ پولی چئی ودے سے
اماں اماں تیڈی لولی چئی ودے سے

اکھیں وچ رنگ جتی گھولے ہانی چا
ہالے تیں ادھا ہولی چئی ودے سے

سوہے نال پری۔ ساڈی بہوں پرے گئی
مونڈھیاں تے خالی ڈولی چئی ودے سے

چٹا پھے روہی تھل جیڑھی گولی نال
چنڈے اُتے ادھا گولی چئی ودے سے

تے کوں پروں وچ پانی پلوئی
اللہ بہوں ڈیوی جھولی چئی چئی ودے سے



اکادمی ادبیات پاکستان



مخمر قلندری

ہر شخص دیاں اکھیاں نیلیاں ہن
 تیڈے شہر اچ ہلدیاں تیلیاں ہن
 اساں پہلے والے ئیں رہ گئے
 ساڈے اندر پہوں تہدیلیاں ہن
 پئی ہاں اچ تاڑی وچدی ہے
 تیڈیاں یادان چھیل چھیلیاں ہن
 منہ زور خزاں ہئی ات واری
 ہر ون دے شاخاں پھلیاں ہن
 ودے لکدن تیڈی ونی وچ
 تیدیاں ونگاں پہوں شرمیلیاں ہن
 کیں رگ رگ وچ بارود بھرے
 ساڈیاں نساں وی زیریلیاں ہن



اکادمی ادبیات پاکستان



جشید ناصر

ادمی ادمی مئی نہ سوئی گلی ودی ہے
جس انہاں اکھیاں کوں ہی گلی ودی ہے

کھڑا یعقوب اکھیں گھن کے سچندا ہی
اچھا اے چلے تے دوئی گلی ودی ہے

تیڈے ہڈے ساڈے ہوہ اے تاں ایں لگدے
صدماں دی ریزمی تے مشئی گلی ودی ہے

ڈکو ہا کئی پیارا آلی پری کوں سنبالو ہا
ساڈے پچھوں کیہاں اے نبھئی گلی ودی ہے

مچی آلا کٹھا جیویں پھس کے کھڑو گے
کیڑمی کیڑمی ڈساں کیڑمی پھئی گلی ودی ہے



اکادمی ادبیات پاکستان

سب ہے لوک پرایا

.. اسدا شلوک

دل ان بھاندی نہیں پئی راھندی
سہ واری سمجھایا سب ہے لوک پرایا

ناں کیں بدھیاں متوں ڈتیاں
ناں کیں توڑ پچایا سب ہے لوک پرایا

سارے ساگھے ساہواں تونی
اندروں کیں الوایا سب ہے لوک پرایا

کال کڑجھی چپ کر پٹھی
کاواں شور مچایا سب ہے لوک پرایا

جگ جہانوں ہولا کیتا
لیکھاں نال ہنڈایا سب ہے لوک پرایا

چہ تونی اے چیتے رہی
سایاں جو فرمایا سب ہے لوک پرایا

*

